کُلّیاتِ نعت

زبورِ حرم

اِقبال عَظِیم

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	عرض مرتب شاہین اقبال	۱۱
۲	سخن گسترانہ اقبال عظیم	۱۴
۳	جوازالتفات اے کے سومار	۱۹
۴	تاثرات ابوالاثر حضرت ابوالحفیظ جالندھری	۲۳
۵	ثنائے خواجہ اور اقبال عظیم سید محمد ابوالخیر کشفی	۳۱
۶	قصدِ دعا	۳۸
۷	نام بھی تیرا عقیدت سے لئے جاتا ہوں (حمد)	۳۹
۸	صد شکر کہ یوں وردِ زباں حمدِ خدا ہے (حمد)	۴۱
۹	حق صدا لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو (حمد)	۴۳
۱۰	ناموں میں فقط نامِ خدا سب سے بڑا ہے (حمد)	۴۵
۱۱	کونین کی ہر شے میں وہی جلوہ نما ہے (حمد)	۴۷
۱۲	ہم کو دعویٰ ہے کہ ہم بھی ہیں نکوکاروں میں (مناجات)	۴۹
۱۳	نعتیہ قطعات	۵۴
۱۴	سفر مدینے کا کچھ ایسا مرحلہ تو نہیں	۶۱
۱۵	مدینے کا سفر ہے اور میں نم دیدہ نم دیدہ	۶۳

۱۶	نعت میں کیسے کہوں ان کی رضا سے پہلے	۶۵
۱۷	کہاں میں اور کہاں مدحِ ذاتِ گرامی، میں سعدی نہ رومی نہ قدسی نہ جامی	۶۷
۱۸	میں اندھیرے میں ہوں، تنویر کہاں سے لاؤں	۶۹
۱۹	ہے دونوں جلوہ گاہوں میں جلوہ حضور ﷺ کا	۷۱
۲۰	خدا کی حمد نعتِ مصطفیٰ ہے	۷۴
۲۱	سارے نبیوں کے عہدے بڑے ہیں لیکن آقا کا منصب جدا ہے	۷۸
۲۲	بکھری پڑی ہے طیبہ میں خوشبو گلی گلی	۸۰
۲۳	جلوہ فگن محمد ﷺ، جلونما محمد ﷺ	۸۳
۲۴	عنوانِ کتاب آفرینش	۸۶
۲۵	بیاں کیسے ہوں الفاظ میں صفات ان کی	۸۹
۲۶	سجود فرض ہیں اظہارِ بندگی کے لئے	۹۱
۲۷	اِس شان سے ہو کاش تماشائے مدینہ	۹۳
۲۸	اس سے بہتر ان کی مدحت اور کر سکتا ہے کون	۹۵
۲۹	صد شکر، اتنا ظرف مری چشمِ تر میں ہے	۹۷
۳۰	معراجِ نظر گنبد و مینار کا عالم	۹۹
۳۱	بے دیکھے مدینے کی تصویر ہے آنکھوں میں	۱۰۱
۳۲	فضا میں نکہتِ صلِّ علیٰ ہے	۱۰۳
۳۳	سجدوں کا اثر اور ہے جلوں کا اثر اور	۱۰۶
۳۴	حبِ سرتاج رسول ﷺ دل میں بسا کر دیکھو	۱۰۸
۳۵	ہے آمدِ سعید شہِ کائنات کی	۱۱۱

۳۶	جو تمہیں بھی میری طرح کہیں نہ سکون قلب نصیب ہو	۱۱۲
۳۷	نعتِ نبی ﷺ کا سچ ہے، مزا ہی کچھ اور ہے	۱۱۴
۳۸	مجھ کو بھی کاش جلوۂ خضرا دکھائی دے	۱۱۶
۳۹	ہر وقت تصوّر میں مدینے کی گلی ہے	۱۱۸
۴۰	میں تو خود ان کے در کا گدا ہوں، اپنے آقا کو میں نذر کیا دوں	۱۲۰
۴۱	مجھ کو حیرت ہے کہ میں کیسے حرم تک پہنچا	۱۲۲
۴۲	اللہ اللہ طیبہ و بطحا کی پاکیزہ زمیں	۱۲۴
۴۳	یہ خوشبو مجھے کچھ مانوس سی محسوس ہوتی ہے	۱۲۶
۴۴	مدینے کے سارے مکیں محترم ہیں، مدینے کا ایک ایک گھر محترم ہے	۱۲۹
۴۵	کیا خبر کیا سزا مجھ کو ملتی، میرے آقا ﷺ نے عزت بچالی	۱۳۱
۴۶	سوزِ دل چاہیے، چشمِ نم چاہیے اور شوقِ طلب معتبر چاہیے	۱۳۳
۴۷	کعبہ مرے دل میں ہے مدینہ ہے نظر میں	۱۳۵
۴۸	گو روضۂ اقدس کی طلبگار ہیں آنکھیں	۱۳۷
۴۹	ہم کو کیا مل گیا ہے چاندنی سے، ہم کو کیا دے دیا روشنی نے	۱۳۹
۵۰	کعبے کا نور مسجدِ اقصیٰ کی روشنی	۱۴۱
۵۱	ہو چاہے اک زمانہ کسی رہنما کے ساتھ	۱۴۳
۵۲	مِلا جو اذنِ حضوری پیام بر کے بغیر	۱۴۵
۵۳	سجدے جبیں جبیں ہیں دعائیں زباں زباں	۱۴۷
۵۴	آخری وقت میں کیا رونقِ دُنیا دیکھوں	۱۴۹
۵۵	طیبہ جو یاد آیا، آنسو ٹپک گئے ہیں	۱۵۲

۵۶	میں لب کُشا نہیں ہوں اور محوِ التجا ہوں	۱۵۴
۵۷	مجھے بھی مل گئی کچھ خاک آستانے کی	۱۵۶
۵۸	کعبے سے اٹھیں جھوم کے رحمت کی گھٹائیں	۱۵۸
۵۹	نقاب شب عروس مہر نے چہرے سے سرکائی	۱۶۰
۶۰	جہاں روضۂ پاک خیرالورا ہے وہ جنت نہیں ہے، تو پھر اور کیا ہے	۱۶۳
۶۱	ہم مدینے میں تنہا نکل جائیں گے اور گلیوں میں قصداً بھٹک جائیں گے	۱۶۵
۶۲	اللہ اللہ مدینے کی راہیں	۱۶۷
۶۳	شمعِ بدر الدجیٰ ﷺ پھر جلا دو	۱۶۹
۶۴	وہ آستانِ پاک کہاں، میرا سر کہاں	۱۷۱
۶۵	محمد مصطفٰے ﷺ صَلِّ علیٰ تشریف لے آئے	۱۷۳
۶۶	ملے، جو مجھ سے کوئی برہمی سے ملتا ہے	۱۷۵
۶۷	ہیں محمد مصطفٰے ﷺ روحِ حیات	۱۷۷
۶۸	سرورِ دین وشہنشاہ اُمم	۱۷۹
۶۹	کرتے ہیں عرض حال زبانِ قلم سے ہم	۱۸۱
۷۰	امامِ عارفین وسالکیں	۱۸۳
۷۱	عطا ہوئی ہے ہمیں اس لئے پناہِ رسول ﷺ	۱۸۵
۷۲	ہم خاک مجسم ہیں مگر خاکِ حرم ہیں	۱۸۶
۷۳	نہ خوابِ جنت وحُور وقصور دیکھا ہے	۱۸۸
۷۴	روز وشب ہم مدحت خیرالورا ﷺ کرتے رہے	۱۹۰
۷۵	اے مہِ نورِ ازل، اے شہِ لولاک قدم	۱۹۲

نمبر	عنوان	صفحہ
۷۶	میرے آقا ﷺ اپنے دل کا حال میں کس سے کہوں	۱۹۵
۷۷	کچھ سجدے مدینے کے لئے کیوں نہ بچالیں	۱۹۶
۷۸	مجھ سے مری خطاؤں کی لذّت نہ پوچھیے	۱۹۸
۷۹	ہوا جلوہ فرما نگارِ مدینہ	۲۰۰
۸۰	غم سے آزاد کیا عشق نبی ﷺ نے ہم کو	۲۰۲
۸۱	ایک عاصی آج ہوتا ہے ثنا خوانِ رسولؐ	۲۰۳
۸۲	فلک سے درود و سلام آ رہا ہے	۲۰۵
۸۳	سرِ شام گنبدِ سبز تک جو با حترام نظر گئی	۲۰۷
۸۴	اک مسافر بعد تکمیلِ سفر واپس ہوا	۲۰۹
۸۵	حج بیت اللہ کے رسمی سفر سے فائدہ؟	۲۱۱
۸۶	راستے بھول گئے بانگِ درا بھول گئے	۲۱۲
۸۷	سوئے ہوئے زخموں کو جگا کیوں نہیں دیتے	۲۱۴
۸۸	دلوں کی جوت جگا دو کہ روشنی ہو جائے	۲۱۶
۸۹	اک جاں نواز خوشبو محسوس کر رہا ہوں	۲۱۸
۹۰	ہر پیمبر کا عہدہ بڑا ہے لیکن آقا ﷺ کا منصب جُدا ہے	۲۲۱
۹۱	نبی ﷺ کو چاہنے والے غمِ دنیا نہیں کرتے	۲۲۴
۹۲	ہے دیارِ نبی ﷺ تو ہمارا وطن، ہم یہاں سے اٹھے تو کدھر جائیں گے	۲۲۷
۹۳	قرارِ دل و جاں مدینے کی گلیاں	۲۲۹
۹۴	نبیؐ کا نام بھی آرام جاں ہے	۲۳۱
۹۵	صد شکر اتنا ظرف مری چشمِ تر میں ہے	۲۳۳

۹۶	حالِ دل کس کو سناؤں آپ کے ہوتے ہوئے	۲۳۶
۹۷	یہ غم نہیں ہمیں روزِ حساب کیا ہوگا	۲۳۸
۹۸	نبی کا روضۂ اقدس جہاں ہے	۲۴۰
۹۹	بسا ہوا ہے نبی کا دیار آنکھوں میں	۲۴۳
۱۰۰	میں سو جاؤں یا مصطفٰے کہتے کہتے	۲۴۵
۱۰۱	خاتم الانبیاء رسول اللہ ﷺ	۲۴۷
۱۰۲	میں ایک عاصی رحمت نگر حضور کا ہوں	۲۵۰
۱۰۳	ہر چند بندگی کی جزا ہی کچھ اور ہے	۲۵۲
۱۰۴	شمس و قمر کی اور نہ اقصیٰ کی روشنی	۲۵۵
۱۰۵	مدینہ کی زمیں طرفہ زمیں ہے	۲۵۸
۱۰۶	یہ نعت مصطفیٰ کا معجزہ ہے	۲۶۰
۱۰۷	گنہ گاروں کو نبی ﷺ کا آستاں بخشا گیا	۲۶۳
۱۰۸	یا محمد مصطفیٰ محبوبِ رب العالمیں	۲۶۵
۱۰۹	مجھ کو قسمت سے جو آقا کا زمانہ ملتا	۲۶۷
۱۱۰	مرے نبیؐ میری زندگی ہیں	۲۷۱
۱۱۱	کیسے ہوئے مدینے سے رخصت نہ پوچھیے	۲۷۳
۱۱۲	سرکار کی توصیف کا حق کیسے ادا ہو	۲۷۵
۱۱۳	ہم بھی ایک نعت سنانے کے لیے آئے ہیں	۲۷۹
۱۱۴	خوشبو کہتی ہے کہ میں شاید آستاں تک آ گیا	۲۸۱
۱۱۵	میں نہ وہابی، نہ قادیانی، نہ میں بہائی، نہ خارجی ہوں	۲۸۳

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۱۶	جو خوش نصیب حرم میں قیام کرتے ہیں	۲۸۵
۱۱۷	کھلا ہے سبھی کے لئے باب رحمت وہاں کوئی رتبے میں ادنیٰ نہ عالی	۱۸۷
۱۱۸	ہم اس ادا سے شہرِ سرکار تک گئے ہیں	۲۸۹
۱۱۹	نگاہ برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں	۲۹۱
۱۲۰	جنت کی نعمتوں سے میں منکر نہیں مگر	۲۹۳
۱۲۱	دعائے قلبِ خلیل ہیں وہ	۲۹۵
۱۲۲	ہر کرم سے جدا ہے ان کا کرم	۲۹۸
۱۲۳	کبھی ان کی خدمت میں جا کے تو دیکھو	۳۰۰
۱۲۴	دنیا میں جو فردوس عطا ہم کو ہوئی ہے	۳۰۳
۱۲۵	سوتے میں نعت پاک ہوئی ہے کبھی کبھی	۳۰۶
۱۲۶	جو اسم گرامی شرفِ لوح و قلم ہے	۳۰۸
۱۲۷	اپنی ڈیوڑھی کا بھکاری مجھے کر دیں شاہا	۳۱۱
۱۲۸	وہ حجاب روضۂ پاک ہو کہ نقابِ سبز ہو در میاں	۳۱۴
۱۲۹	یہاں سے گر چہ مدینے کا فاصلہ ہے بہت	۳۱۷
۱۳۰	ہر نام سے جو نام تقدس میں بڑا ہے	۳۱۹
۱۳۱	یہ فیضِ ہنر ہے نہ یہ اعجاز قلم ہے	۳۲۱
۱۳۲	جا کے دروازے پہ اوروں کے صدا دوں کیسے	۳۲۳
۱۳۳	کوئی نبیؐ کو مرا حال کیا سنائے گا	۳۲۵
۱۳۴	ہم نعت نہیں کہتے عبادات کریں ہیں	۳۲۷
۱۳۵	فراقِ طیبہ میں دن بہ مشکل تمام کرتی ہیں میری آنکھیں	۳۲۹

۱۳۶	نہ مثلِ نعتِ محمدؐ ہنر ہنر کوئی	۳۳۱
۱۳۷	ظہور کرتی ہے جس دم سَحر مدینے میں	۳۳۴

عرض مرتب

شاہین اقبال

میرے والد سید اقبال عظیم کی کلیات نعت کا یہ دوسرا ایڈیشن ان کے انتقال کے ساڑھے نو سال کے بعد شائع ہو رہا ہے۔اس تاخیر کا سبب کچھ نامساعد حالات تھے اور کچھ میری سُست روی ۔اس تاخیر کے لئے میں بہر حال معذرت خواہ ہوں۔

چند ضروری گذارشات اس کتاب کے بارے میں قارئین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل ہیں:۔

۱) میرے والد کے نعتیہ کلام کا پہلا مجموعہ 'قاب قوسین' کے نام سے ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا تھا۔اس کتاب کی طباعت کا تمام اہتمام جناب اے۔ کے۔سومار (مرحوم) چیئر مین فاروق ٹیکسٹائل ملز نے کیا تھا۔اس کتاب میں جناب سومار کا ایک مضمون بعنوان 'جواز التفات' بھی شامل کیا گیا تھا۔اس موجودہ ایڈیشن میں بھی یہ مضمون شامل کیا جارہا ہے۔علاوہ ازیں دو اور مضامین جو جناب ابوالاثر حفیظ جالندھری (مرحوم) اور جناب محمد ابوالخیر کشفی (مرحوم) نے میرے والد کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے لکھے تھے وہ بھی اس موجودہ ایڈیشن میں شامل کیے جارہے ہیں۔امید ہے کہ یہ تینوں مضامین قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوں گے۔

۲) میرے مرحوم والد کا دوسرا نعتوں کا مجموعہ ''پیکرِ نُور'' کے نام سے شائع ہوا تھا۔یہ ایک مختصر کتاب تھی اور اس میں ۴۲ رنئی نعتوں کے ساتھ 'قاب قوسین' کی مقبول نعتیں شامل کی گئی تھیں۔

۳) ۱۹۹۹ء میں 'زبورِ حرم' کے نام سے میرے والد کی کلیات نعت شائع ہوئی۔ اس کتاب کی طباعت کا اہتمام 'حسان نعت کونسل۔ پاکستان ٹرسٹ' نے کیا تھا۔ اس نیک کام کے لئے اس ادارے کے تمام عہدیداروں کے لیے دعائے جزائے خیر میرے والد مرحوم اپنی زندگی میں کر چکے ہیں۔ میں بھی اپنی طرف سے اس ادارے کے منتظمین کا یہاں شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

۴) میرے والد بنیادی طور پر ایک غزل گو شاعر تھے اور کبھی کبھی نعتیں بھی کہتے تھے۔ سابقہ مشرقی پاکستان سے ہجرت کے بعد جب وہ کراچی میں مقیم ہوئے (۱۹۷۰ء) تو بتدریج وہ نعت گوئی کی طرف مائل ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ اپنی عمر کے آخری چند سالوں میں ان کی شعر گوئی کا مرکز و محور ان کی نعت گوئی بن گئی۔ اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک ان کی نعت گوئی کو بے انتہا مقبولیت اور پذیرائی حاصل ہوئی۔ ان کے نعتیہ کلام کی مقبولیت اب بھی روز افزوں ہے۔

نعت گوئی سے ان کے والہانہ عشق کے سلسلے میں قارئین کے دلچسپی کے لئے میں یہاں ایک اقتباس پیش کر رہا ہوں جو ان کے ایک مضمون بعنوان ''منزل بہ منزل'' سے لیا جارہا ہے جو ان کے غزلوں کے دوسرے مجموعے 'مضراب ورباب'' (۱۹۸۱ء) میں شامل تھا۔

''یہ احسانِ عظیم بھی میری غزل ہی کا ہے کہ اس کی بدولت مجھے سرزمین حجاز تک پہنچنے اور آستانۂ رسول پر حاضری دینے کی سعادت حاصل ہوئی، میری بجھی ہوئی آنکھوں کے باوجود مدینے کی گلیوں تک میری محفوظ اور معتبر رہنمائی مجھ پر غزل کا اتنا بڑا احسان ہے کہ اب میں خود اپنی غزل کا احترام کرنے پر مجبور ہوں۔ دیارِ رسول تک رسائی کو میں اپنی زندگی کا حاصل اور ذوق غزل گوئی کا سب سے بڑا انعام جانتا ہوں جس کے لئے میرے بدن کا رواں رواں اللہ تعالیٰ کے کرم کا بے حد شکر گزار ہے۔

جس وقت میں یہ آخری چند سطریں قلم بند کر رہا ہوں اس سے کچھ دیر پہلے مجھے نیویارک کے ایک مشاعرے میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔ اس قسم کی

دعوت کسی بھی شاعر کے لئے ایک اعزاز کی بات ہے اور جھوٹ کیوں بولوں، میں بھی اس بات پر خوش ہوں بلکہ مشروط رضامندی کا اظہار بھی کر چکا ہوں۔ اگر یہ مشاعرہ منعقد ہوا اور میرے ڈاکٹر نے بائیس گھنٹے کے ہوائی سفر کی اجازت دی تو انشاءاللہ شرکت کا امکان ہے لیکن جی یہی چاہتا ہے کہ نیویارک کے اہلِ ذوق کے بجائے مدینے کی گلیوں کا کوئی گداگر مجھے آواز دے میں اُڑ کر وہاں جا پہنچوں اور گنبدِ خضرا کے زیرِ سایہ بابِ جبریل کی چوکھٹ پر بیٹھ کر ساری زندگی نعتِ رسولؐ کہتا رہوں، پڑھتا رہوں، کہتا رہوں، پڑھتا رہوں۔ وہ نعت جس کی راہ بھی مجھے غزل ہی نے سجھائی ہے۔"

۴) آخر میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب میں نے موجودہ ایڈیشن کی طباعت سے پہلے "زبورِ حرم" کا مطالعہ بغور کیا تو یہ بات سامنے آئی کہ اس پہلے ایڈیشن میں کتابت اور طباعت کی کافی غلطیاں موجود ہیں چنانچہ میں نے پوری کوشش کی ہے کہ موجودہ ایڈیشن غلطیوں سے پاک ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میں اس کوشش میں کامیاب ہوا ہوں۔

سخن گسترانہ

اس مادہ پرستی کے دور میں یہ بات بڑی حوصلہ افزا ہے کہ مملکت اسلامیہ پاکستان کے گوشے گوشے میں بڑے شوق و ذوق سے نعتیہ مشاعروں کا اہتمام کیا جاتا ہے اور اِن مشاعروں میں شریک ہونے والے سامعین اور نعت گو شعرا کی تعداد میں ماشاءاللہ روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ خاص طور پر ربیع الاوّل، رمضان المبارک اور ذی الحجہ کے مہینوں میں گھر گھر میلاد و سماع کی محفلیں اور نعتیہ نشستیں ہوتی ہیں اور بڑے پیمانے پر نعتیہ مشاعرے بھی منعقد کئے جاتے ہیں جن میں بیرونی شعرا خاصی بڑی تعداد میں شرکت فرماتے ہیں۔ ان مشاعروں کے انتظامات اور شعراء کو پیش کئے جانے والے نذرانوں پر کثیر رقمیں خرچ کی جاتی ہیں اور ان مشاعروں کے اقتباسات ریڈیو اور ٹی وی سے بھی پیش کئے جاتے ہیں جبکہ یہ دونوں ادارے اپنی جانب سے بھی مناسب مواقع پر مختلف صورتوں میں نعتیہ کلام نشر کرتے ہیں۔ اس قسم کے مشاعروں کو دیکھنے اور سننے کے لئے ہوٹلوں، بازاروں اور پارکوں میں عقیدتمندوں کی بھیڑ لگ جاتی ہے۔ ان مشاعروں کا طرہ امتیاز وہ انہماک اور خلوص ہے جو منتظمین، سامعین اور شعراء کے درمیان مشترک نظر آتا ہے۔ نعتیہ کلام کی مقبولیت کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ شہروں میں مسافت کی غیر معمولی دقتوں کے باوجود ہر مشاعرے میں بے شمار سامعین شریک ہوتے ہیں، رات رات بھر نعتیہ کلام سنتے ہیں، صدق دل سے داد دیتے ہیں اور سر دھنتے ہیں جبکہ طلبا و طالبات بھی، جن میں قدامت پسند اور ترقی پسند دونوں قسم کے نوجوان شامل ہیں، اپنے اپنے تعلیمی اداروں میں بڑی لگن اور عقیدت مندی کے ساتھ نعتیہ محفلیں منعقد کرتے ہیں اور خود بھی بڑی توجہ سے نعتیں کہتے ہیں۔ ایسی صورت میں جبکہ بڑے بوڑھے لوگ نئی نسل کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں، طلبا اور طالبات کا یہ رجحان بڑی خوش آئند بات ہے۔

اس سلسلے میں یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ اب قریب قریب ہر کھاتے پیتے گھرانے میں ایک ٹیپ ریکارڈ ضرور ہوتا ہے جس میں نعتیہ کلام اور نعتیہ مشاعرے محفوظ کئے جاتے ہیں اور بڑے شوق و ذوق سے صرف اپنے اپنے گھروں میں ہی نہیں سنے جاتے بلکہ یہ محفوظ ذخیرہ دست بہ دست بڑی دور تک پہنچتا ہے اور بعض صورتوں میں مہنگے داموں فروخت ہوتا ہے۔ اسی طرح حال میں نعتوں کا ایک انتخاب شائع ہوا جس کی ہزاروں جلدیں مختصر مدت میں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئیں۔ یہی حال بعض دوسرے نعتیہ مجموعوں کا بھی ہے جو ماضیٔ قریب میں شائع ہوئے اور بے حد مقبول ہوئے۔ گرانی کے اس دور میں یہ بات بڑی بامعنی اور قابل غور ہے۔

حاصل اس تفصیل کا یہ ہے کہ غیر معمولی مقبولیت کے سبب نعتیہ مشاعروں نے اب ایک ثقافتی و دینی تحریک کی حیثیت اختیار کر لی ہے اور اگر ہم چاہیں تو یہ چلتی پھرتی درس گاہیں تبلیغ دین، تہذیب اخلاق و تعمیر کردار کا موثر ترین ذریعہ ثابت ہوسکتی ہیں جو ایک بگڑے ہوئے اسلامی معاشرے کی بنیادی ضرورت ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ منتظمین مشاعرہ اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور فرمائیں اور غلط عقائد اور مشرب کے شعراء کا تعاقب کرنے کے بجائے ان خوش عقیدہ شعراء کی طرف رجوع ہوں جن میں ان مقاصد کو پورا کرنے کی صلاحیت بھی ہے اور جذبۂ ایثار بھی۔ اسی کے ساتھ ساتھ ہم شعراء پر بھی لازم آتا ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور حضور اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ، اسوۂ حسنہ اور شریعتِ مطہرہ کی بنیاد پر صنفِ نعت گوئی کو وسعت دینے کی سعی کریں تاکہ سامعین کے ذہنوں میں دینی شعور پختہ تر ہو اور صحیح رجحانات فروغ پاسکیں لیکن یہ کام بہت آسان بھی نہیں ہے اس لئے کہ جب تک ہم اپنے ممدوح محترم کی حیات پاک کے ہر پہلو سے پوری طرح باخبر نہ ہوں گے اور قرآن پاک و احادیث مبارکہ کے ساتھ ساتھ اسلام پر بھی ہماری نظر گہری نہ ہوگی، نعت کے وسیع تر تقاضوں کا پورا ہونا ممکن نہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ کام وقت، توجہ، مطالعہ اور ایثار چاہتا ہے۔

مجھے یہ اعتراف ہے کہ اس کتاب میں شامل بیشتر نعتوں کا عنصرِ غالب مدح وثنا اور اظہارِ محبت وعقیدت ہے لیکن جس وقت سے میں نے نعت کے وسیع تر تقاضوں کو محسوس کیا ہے اس وقت سے میں نے اپنا لہجہ بدلنے کی کوشش شروع کی ہے، جس کا ثبوت میرے تازہ اشعار ہیں۔ خدا کرے، ہم سب مل کر نعت کو ایک مؤثر ذریعۂ تعلیم وتربیت بنانے میں کامیاب ہوسکیں۔

نعتیہ کلام کی بے پناہ مقبولیت کا ایک لازمی نتیجہ یہ بھی سامنے آیا ہے کہ اب قریب قریب ہر شاعر خود کو نعت گوئی پر مجبور پاتا ہے خواہ اس صنفِ شاعری سے اس کے مزاج کو کوئی مناسبت ہو یا نہ ہو اور خواہ اسے اس موضوع پر پوری پوری قدرت حاصل ہو یا نہ ہو۔ ایسی صورت میں افراط و تفریط، خلط مراتب، سوئے ادب اور بے احتیاطی کے امکانات کا پیدا ہو جانا حیرت کی بات نہیں لیکن تردد کی بات ضرور ہے۔ چنانچہ ریڈیو کی نشریات میں اور نعتیہ مشاعروں میں کبھی کبھی ایسے اشعار کانوں میں پڑتے ہیں جنہیں سن کر خوف سے سارا جسم لرز جاتا ہے۔ مثلاً غلام فرید صابری قوال کی آواز میں ایک نعت قریب قریب روزانہ کسی نہ کسی ریڈیو اسٹیشن سے نشر کی جاتی ہے جس کا ایک شعر یہ ہے:

انہیں تو عرش پہ محبوب کو بلانا تھا
ہوس تھی دید کی معراج کا بہانا تھا

اسی نعت کا ایک مصرع یہ بھی ہے:

صدمہ ہجر خدا کو بھی گوارا نہ ہوا

غور کرنے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے نعوذ باللہ ہوسنا کی اور بہانہ سازی جیسی بدترین انسانی خصلتوں کو منسوب کرنا اور اس کی شان بے نیازی کو صدمۂ ہجر میں مبتلا ہونے کا الزام دینا کفر نہیں تو اور کیا ہے؟

اسی طرح ایک اور نعت گو شاعر نے ''بعد از بزرگ توئی'' کا اردو میں ترجمہ کرنے کی کوشش کی۔ مصرع کچھ چھوٹا پڑ گیا تو 'بزرگ'' کی جگہ ''بزرگ تر'' نظم کر دیا اور اسی طرح مشاعرے میں

پڑھ بھی دیا۔ شاعر کا نام تو مجھے یاد نہیں ورنہ کبھی تنہائی میں ملاقات ہوتی تو دست بستہ کچھ عرض کرنے کی جرأت کرتا۔

ایک اور نعت کا مطلع پیش کرتا ہوں:

صنم دیکھا ترا جلوہ کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے
کبھی بندہ کبھی مولا کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے

اور ایک دوسری نعت کا شعر یوں ہے:

آگے آگے جھومتا جاتا ہے وہ محشر خرام
پیچھے پیچھے چومتا جاتا ہوں میں نقشِ قدم

ان اشعار کے متعلق میں خود کیا عرض کروں بس ذہن میں رکھنے کی بات یہ ہے کہ نعت گوشعرا نے ان اشعار میں لفظ 'صنم' اور ترکیب ''محشرِ خرام'' سرورِ کائنات کے لئے استعمال کی ہے جبکہ مطلع کا دوسرا مصرع بھی محلِ نظر ہے:

ہر ابتدا سے اوّل ہر انتہا سے آخر
ہر ابتدا محمدؐ ہر انتہا محمدؐ

اگر یہ توصیفِ رسول ہے تو کوئی شاعر سے پوچھے کہ پھر اللہ تعالیٰ کے لیے کیا باقی بچا؟ اسی قسم کی بے احتیاطی کی ایک مثال یہ بھی ہے:

مدینے کی زمیں بھی کیا زمیں ہے
بہ الفاظِ دیگر عرشِ بریں ہے

جو بات میں ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں اس کے لئے یہ چند مثالیں کافی ہیں ورنہ ابھی میرے ذہن میں بھی بہت کچھ ہے اور قارئین کے ذہن میں بھی ہوگا۔ سچی بات یہ ہے کہ یہ چند حوالے بھی میں نے 'نقل کفر کفر نہ باشد'' کے سہارے پیش کیے ہیں ورنہ اس قسم کے اشعار کا دہرانا' پڑھنا اور سننا بھی میرے خیال سے گناہ ہے۔ اس ضمن میں ایک اور قابل توجہ بات اور بھی ہے

زبورِ حرم......

اور وہ یہ کہ نعتوں میں سامنے کے کچھ ایسے الفاظ بکثرت استعمال ہوتے ہیں جن کے تلفظ میں کبھی کبھی بے احتیاطی برتی جاتی ہے۔ میرے نزدیک اس قسم کی بے احتیاطی بھی بے ادبی کے مترادف ہے۔ اس لیے اظہارِ مشیخت کی خاطر نہیں بلکہ ادائیگیِ فرض کی خاطر وہ الفاظ صحیح اعراب کے ساتھ درج ذیل ہیں۔ متعلق حضرات کی خود سمجھ میں آجائے گا کہ اُن سے چُوک کہاں کہاں ہوتی ہے۔ چونکہ معاملہ نعت پاک کا ہے اِس لیے مجھے امید ہے کہ یہ نشاندہی کسی کے لئے باعثِ ناخوشگواری نہ ہوگی۔

اِیزَد۔ مُحَمَّد ﷺ۔ مُصْطَفٰی ﷺ۔ نَصْرَا۔ مُرْسَل۔ رُسُل۔ کِرَام۔ نَبَوِی۔
وُضُو۔ مُبَارَک۔ شَفَاعَت۔ شُجَاعَت۔ رَفَاقَت۔ مَحَبَّت۔ مَسَرَّت۔ خَلْوَت۔ بِعْثَت۔
نُبُوَّت، مُیَسَّر۔ مُنْحَصِر۔ نَظَرِ کَرَم (نہ کہ نَذرِ کَرَم) اِبْتدا۔ اِنْتِہا۔ رِضَا۔ شِفَا۔
مَرَض۔ رِضْوَان۔ مَدْح۔ مِدْحَت۔ رُوْشَن۔ رَوضَہ۔ مَشْعَل۔ نَجَات۔

دو باتوں کی یاددہانی اور ضروری ہے۔ اوّل یہ کہ مدینۂ منورہ کے لئے لفظ یثرب کا استعمال ممنوع ہے۔ دوم یہ کہ عربی مرکبات میں اگر الفاظ رحمت، رسول ﷺ اور نبی ﷺ وغیرہ منادیٰ کی حیثیت سے استعمال ہوں گے تو اِن الفاظ کے حروف آخر میں مفتوح ہوں گے مثلاً یارسول اللہ اور یارحمت اللعالمیں میں 'ت' اور 'ل' پر زبر کی حرکت استعمال ہوگی۔

میری غزلوں کا مجموعہ 'مضراب' تقریباً بیس سال قبل شائع ہوا تھا جس کے پیش لفظ میں خصوصیت کے ساتھ میں نے عرض کیا تھا کہ عروض کے معاملے میں ضرورت سے زیادہ سخت گیری کا میں قائل نہیں، بشرطیکہ معیّن اُصولوں سے انحراف ذوقِ سلیم و ذوقِ سماعت پر بار نہ ہو، وہی بات میں اب بھی دہرانا چاہتا ہوں اس لیے اہلِ عروض کو اگر اس مجموعے میں بھی کوئی بات قابلِ اعتراض نظر آئے تو اس کا مجرم مجھے گردانیں نہ کہ مرتبِ کتاب یا نظرثانی فرمانے والے احباب کو جن کی نشاندہی کے باوجود میں نے دو چار جگہ 'بغاوت' پر اصرار کیا۔

اقبالؔ عظیم

کب سے اقبالؔ مغرب کی جانب
جانے کیا ڈھونڈتی ہیں نگاہیں

اقبالؔ عظیم ۸،۶،۷۷

جوازِ التفات

اے کے سومار

محترمی! السلام علیکم!

آپ نے جب 'مضراب' کی ایک کاپی عنایت فرمائی اور میں نے آپ کی تحریر میں مجموعۂ نعت کو چھپوانے کی تڑپ محسوس کی ٹھیک اسی وقت میرے دل میں یہ تمنا بس گئی کہ "قاب قوسین" کی تدوین میں میرا بھی کچھ حصہ ہو جائے تو شاید دامنِ شفیع المذنبینؐ کو تھامنے کا ایک بہانہ ہاتھ آ جائے اور دوسری وجہ اس مقدس تحریک میں شرکت کی میں نے آپ سے بیان کی تو آپ مصر ہوئے کہ اس واقعے کو اس مجموعے میں درج ہونا چاہئے اور میں نے اس وجہ سے معذرت کی کہ ایسی باتیں سرِ راہے نہیں فاش کی جاتیں تو آپ نے فرمایا کہ بیگم صاحبہ سے میری خاطر اجازت لیجئے شاید وہ مان جائیں۔ لیجئے حضور وہ مان گئیں اور سب سے پہلے وہی واقعہ درج کئے دیتا ہوں۔

اپریل ۱۹۷۴ء میں ایک کل پاکستان نعتیہ مشاعرہ ہفتہ کو ہوا تھا اور اس کا اہتمام اقبال صاحب صفی پوری اور ہم دو چار دوستوں نے ہر سال کی طرح کیا تھا۔ دوسرے روز یعنی اتوار کو میرا لڑکا لندن سے آیا، گھر کے تمام لوگ موجود تھے اور اصرار تھا کہ مشاعرے کا ٹیپ سُنایا جائے۔ اتفاق دیکھیے کہ ٹیپ تیار کرتے کرتے اچانک آپ کی نظم کی آواز سنائی دی اور میں نے کہا بھئی پہلے یہی نظم سُنا دو، ابھی پہلا شعر:

ہم کو کیا مِل گیا چاندنی سے، ہم کو کیا دے دیا روشنی نے

اپنے یہ چاند سورج سنبھالو، ہم تو جاتے ہیں اپنے مدینے

ختم بھی نہ ہونے پایا تھا کہ ہم میں سے اکثر کی آنکھیں اشکبار تھیں، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر

اور سرورِ کونین ﷺ کی نظرِ عنایت کا بے حد احسان ہے کہ ہمارے گھر میں جب بھی حضور رسالتمآب کا نام نامی سُنا جاتا ہے تو ہم بڑوں کی ہی نہیں بلکہ بچوں کی بھی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ جب دوسرا شعر شروع ہوا:

میں کسی در پہ سر کیوں جُھکا دوں، خالی دامن تمہیں کیوں دکھادوں
میرے آقا کی نگری سلامت، جس کی گلیوں میں گھر گھر خزینے

تو اس کے ساتھ ہی بیگم صاحبہ کی ہچکیاں بندھ گئیں اور تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ بیٹھے بیٹھے گر پڑیں اور دل میں سخت درد اور بائیں ہاتھ میں بھی درد کی شکایت کی۔ کلمۂ طیبہ بھی پڑھ لیا اور ہم سب سے رخصتی بھی لے لی لیکن اچانک کچھ مکالمے ہم نے سُنے بڑے عجیب وغریب جن کا ذکر مناسب نہیں وہ اُٹھ کر بیٹھ گئیں اور کہا ''جاؤ اب کچھ نہیں ہے، رونے کی کوئی ضرورت نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔'' بعد میں ڈاکٹروں نے کارڈیوگرام (E.C.G) وغیرہ نکالا۔ معلوم ہوا درد گو سخت معلوم ہوتا تھا لیکن بغیر کسی نقصان کے گذر گیا۔ خون کے معائنے سے بھی ثابت ہوا کہ کسی شریان یا دل کے کسی حصے کو کوئی نقصان پہنچا ہی نہیں۔ ایک دفعہ بیٹے نے پوچھا ''امی جان آپ کے بائیں ہاتھ میں اب بھی کوئی درد ہوتا ہے'' کہا 'بیٹا! بائیں ہاتھ میں جو درد ہوا تھا وہ تو مزہ دے گیا۔ دائیں ہاتھ میں چار مہینے سے جو درد ہے (فروزن شولڈر کی شکایت تھی) وہ کمبخت جان لیے لیتا ہے۔''

اقبال صاحب! میں نہ کوئی شاعر نہ ادیب نہ نقاد کہ آپ کے کلام کے محاسن بیان کروں یا تنقید وتبصرہ کروں، ایک بات جو شاعری کے متعلق دل میں بیٹھ گئی ہے وہ یہ ہے کہ شاعری کا تعلق صرف قلب سے ہے اور اس کا اثر بھی قلب پر ہوتا ہے۔ شہنشاہ متغزلین حسرت موہانی نے اپنے ایک شعر میں شعر کی تعریف کچھ یوں کی ہے کہ 'جو زبان سے نکلے اور دل میں اتر جائے' طالب علمی کے زمانے سے مجھے شعر وادب سے بڑا لگاؤ رہا ہے۔ لاتعداد اشعار محض ایک بار سن لینے سے یاد ہو گئے اور تقریباً ۳۵ برس سے یاد ہیں۔

مجھے واقعی اس بات پر بڑا فخر محسوس ہوتا ہے کہ میں اس وقت شعر وادب سے متعلق تھا جب اردو شاعری اور نثر نگاری دونوں اپنے شباب پر تھیں۔ حسرت موہانی، جگر مرادابادی، اصغر گونڈوی،

فراق گورکھپوری، جگن ناتھ آزاد، اثر لکھنوی، مرزا یگانہ یاس چنگیزی، فانی بدایونی، اختر شیرانی، جلیل مانکپوری، جوش ملیح آبادی، حفیظ جالندھری، سیماب اکبرآبادی، آرزو لکھنوی، ساغر نظامی اور نہ جانے کتنے اچھے کہنے والے شعروسخن کی محفلوں کی جان تھے اور اسی زمانے میں نیاز فتحپوری، مجنوں گورکھپوری، پروفیسر رشید احمد صدیقی، آل احمد سرور، اور کئی اپنی تنقیدوں اور تبصروں سے سیکڑوں ادبی رسالوں کو زندگی بخشتے تھے۔ ایک طرف زبان کو فروغ ملتا رہا، دوسری طرف ذہنوں اور صلاحیتوں کی نشوونما ہوتی رہی اور یہ سب کچھ دیکھتے ہی دیکھے بے کیف ہوتا چلا گیا۔ ان میں سے کئی لوگ نہیں رہے، وہ خلوص نہیں رہا، وہ رنگ پھیکا پڑتا گیا وہ ذوق کمتر ہوتا چلا گیا۔ وہ صلاحیتیں روپوش ہوگئیں، اب کہاں وہ ادب، کہاں وہ شاعری، ہاں ترقی باقی رہ گئی ہے سو وہ اپنی ڈگر پر چل رہی ہے۔

اس دور میں آپ جیسے شعر کہنے والے گنتی کے ہی ہیں، میری عادت نہیں کہ کسی کی خوشامد کروں یا چاپلوسی کیوں کہ میری کسی سے کوئی غرض نہیں ہے۔ فن سے میری دلچسپی بدستور قائم ہے اور جب کوئی فنکار نظر پڑتا ہے تو جی چاہتا ہے اس کے پاؤں چوم لوں۔ کوئی میرے اس جملے کے کچھ ہی معنی سمجھ لے اور میرے بارے میں کوئی بھی رائے قائم کرلے مجھے اس کی ذرّہ بھر پروا نہیں ۔ میرا تو جواب یہ ہے کہ ''چہ جانی لذت دیوانگی را'' اقبال صاحب! خدا آپ کو سلامت رکھے۔ آپ کے دَم سے شاعری زندہ ہے، فن زندہ ہے اور باوجود اس کے کہ میں 'ادب برائے زندگی' کا کٹر حامی ہوں، محض فن کی داد اس لئے دیتا ہوں کہ فن، ادب کو نکھارتا ہے، اس کے حسن کو دوبالہ کرتا ہے، دردوسوز، اسلوب بیان، زبان، ندرتِ فکر، عزم وحوصلہ، خودداری، بیان کی لطافت، تخیل کی بلندی اور نہایت ہی موزوں الفاظ اور نادر ترکیبیں آپ کے تقریباً ہر شعر میں جھلکتی ہیں اور آپ کو آج کے اس دور میں ایک بہت ہی اعلیٰ اور منفرد مقام بخشتی ہیں۔ آپ کے یہاں ''عجم کا حسنِ طبیعت بھی ہے اور عرب کا سوزِ دروں بھی''

''قاب قوسین'' کا جہاں تک تعلق ہے اس میں فن بھی ہے اور مقصد بھی۔ نعت گوئی، اصناف شاعری میں ایک منفرد مقام کی مالک ہے کیوں کہ اس کا تمام تر تعلق محبت سے ہے اور محبت کا تعلق دل سے ۔ اور اچھی شاعری صرف دلِ گداختہ کی مرہون منت ہے۔ اس عظیم محسنِ انسانیت ﷺ اُس

انسانِ کامل، اس رحمتِ عالم کی پوری کی پوری زندگی کا ہر اک گوشہ، ہر گفتگو اور ہر عمل انسانیت کا منہاج ہے اور اس کا ہر گونہ ذکر انسان کے لئے گویائی کی معراج ہے۔ نعت سرکارِ دو عالمؐ سے بڑھ کر نہ کبھی کوئی کلام ہوا ہے اور نہ ہو سکے گا۔ محبت کی ابتدا بھی رسولؐ اور محبت کی انتہا بھی رسولؐ اور شاعری کا تمام تر سرمایہ صرف محبت ہے۔

اقبال صاحب! میں جذباتی باتیں نہیں کر رہا ہوں۔ آج کی مہذب، اعلیٰ تعلیم سے لیس، سائنس کے کرشموں کی متوالی انسانیت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہی تہذیب ہے کہ گورا، کالے کا دشمن ہو، انسان، انسان کے خون کا پیاسا ہو، غریبوں کے دشمن امیر ہوں؟ کیا اعلیٰ تعلیم یہی ہے کہ اپنے مسائل کو بجائے سلجھانے کے اتنا الجھا دیا جائے کہ اب کسی بات کا سلجھنا مشکل نظر آئے؟ کیا سائنس کے کرشمے انتہا کو پہنچ کر بھی کائنات اور اس میں جو کچھ ہے اس کے راز کو معلوم کر سکے؟

افسوس اس بات کا ہے کہ اس مکر وفریب میں تہذیب اور سائنس کی روشنی والوں نے سب سے زیادہ مسلمانوں کو ہی مبتلا کیا ہے۔ بات کھلی ہوئی اور صاف ہے، باطل پر چلا کر ہی مسلمانوں کو مارا جا سکتا ہے۔ اگر اسے حق نظر آ جائے، اور وہ اپنے آپ کو پہچان لے تو اس کا مقابلہ ممکن نہیں۔ میں اپنے نوجوانوں سے درخواست کروں گا کہ وہ علامہ اقبال جیسے مشرق و مغرب کے علوم پر یکساں حاوی مفکر کا مطالعہ کریں تاکہ پتہ چل سکے کہ اقبالؔ کی دور رس نگاہوں نے مشرق و مغرب کے موازنے کے بعد ہمیں کیا دیا:-

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ

سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

کاش مسلمان تاریخ کو پڑھیں اور اس سے ہی سبق لیں جو نظیری لیتا ہے کہ ہم کو چاہیے کہ وہ سرورِ کونین ﷺ جس طرف راستہ دکھائیں ہم اسی طرف اپنے گھوڑوں کو موڑ دیں کیوں کہ اس میدان میں خود اپنی تدبیروں سے ہم کئی بار مات کھا چکے ہیں۔

ہر کجا راہ دہد اسپ برآں تازکہ ما

بارہا مات دراں عرصہ تدبیر شدیم

تاثرات ابوالاثر

حضرت ابوالحفیظ جالندھری

''قاب قوسین'' سید اقبال عظیم کے نعتیہ اشعار کا مجموعہ ہے۔ مجھ سے فرمائش ہے کہ بطور مقدمہ، تبصرہ یا تقریظ اس کلام کے بارے میں لکھ دوں تاکہ شاملِ کتاب رہے۔

اقبال عظیم صاحب کو میں نے محض چند مرتبہ کراچی کے مشاعروں میں دیکھا اور صنف غزل ہی میں ان کا کلام سنا تھا۔ ان کی غزل مشاعرے میں شامل دوسرے شعرائے کرام سے زاویہ نظر، خیال اور احساس کے اسلوب اظہار میں نئے پن کا مظہر محسوس ہوتی تھی۔ مجھے تعجب ہوا کرتا تھا کہ یہ صاحب نابینا ہیں، دید براہ راست حاصل نہیں، محض شنید سے ایسے اشعار ناممکن ہیں ان کی غزل کے اشعار عینی مشاہدات کا تاثر دے رہے ہیں۔ سبب کیا ہے؟

میری زندگی ان گنت مشاعروں میں گزری ہے لیکن وہ محترم شعرائے کرام جن کو سننے اور جن کے اشعار پر تحسین کی آواز میرے قلب سے لبوں تک آئی، میں نے کبھی ان کے بارے میں یہ کھوج نہیں لگائی کہ وہ کس خاندان کے ہیں، کہاں سے آئے ہیں اور کون ہیں۔ شعر کی خوبی میرے لئے ان کی ذات وصفات رہی۔ اقبال عظیم کے بارے میں مَیں اتنا ہی جانتا تھا کہ نابینا ہیں، کراچی میں رہتے ہیں اور وہیں مشاعروں میں خاص طور پر لائے جاتے ہیں۔ ان کا خاندان کیا ہے، مجھے اچانک معلوم ہوا کہ میرے قدیم دوست، اردو ادب وفن کے استاد اور نقاد سید وقار عظیم کی افسوس ناک رحلت کے دوسرے دن رسم قل پر بھی نظر آئے اور وہیں پتہ چلا کہ یہ مرحوم وقار عظیم کے برادرِ خُرد ہیں۔ اب یہ بات معمّہ نہ رہی کہ بصارت نہ سہی، تو ان کی قوتِ بصیرت خاندانی ورثہ

بھی ہے اور ذکاوت و ذہانت نے اس پر اضافہ بھی کیا ہے۔ معاشرۂ انسانی میں تجربہ تو بہر حال ہر بشر کا مقدر رہے اور یہ بھی درست ہے کہ بعض نابینا افراد میں دوسری حسیات زیادہ توانا اور سمجھ بوجھ معمول سے قوی تر ہوتی ہے لیکن سمجھ بوجھ کی قوت اور توانا حسیات کا اظہار اسے شعر کی صورت میں جو حسن معنی میں ظاہری دیدہ وروں سے بہتر ہو میرے نزدیک بہت بڑی بات ہے اور یہ بہت بڑی بات مجھے اقبال عظیم کی کتاب ''قاب قوسین'' میں ان کی غزل سے بھی عظیم تر نظر آرہی ہے۔

نعت کا مقصد وجودِ اقدس، انسانِ کامل، ذاتِ والا صفات کا دینی عقیدت کی بساط کے مطابق تذکرہ شعر کی صورت میں ہے اس لئے حضرت محمدؐ رسول اللہ کا نام لے کر پہلے اپنا ہی شعر کیوں نہ لکھ دوں!

زباں پر اے خدا اصل علیٰ یہ کس کا نام آیا

کہ جبریلِ امیں میرے لیے لے کر سلام آیا

جناب اقبال عظیم نے حضور پُر نور سے اپنی عقیدت کو جس اسلوب سے اشعار میں ڈھالا ہے ان اشعار کی نسبت وہ عقیدت زیادہ قابل تحسین ہے۔ اور دنیا میں کون مسلمان شاعر ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں جان و ایمان نہ لگا دیا ہو اور پھر بھی اپنے آپ کو اس تذکرے کے ناقابل نہ گردانا ہو اور پھر شاعر کرے بھی کیا جب قرآن کریم میں خالق کائنات خود اپنے بندے کو رحمۃ للعالمین سے مخاطب کرتا ہے، درود پیش کرتا ہے اور تمام نوعِ انسانی کو درود کی تلقین فرماتا ہے۔

نعت کے بارے میں اگر شاعر واقعی ایمان رکھتا ہے اور اس کا مذاق سخن حضورؐ کے اُسوۂ حسنہ کی جھلک سے کسی قدر منور رہے تو وہ کلام اللہ ہی سے متاثر ہو کر زبان کشائی کرے گا اور زبان کشائی کرتے وقت اپنے مقام کو اور جس مقام کا تذکرہ کر رہا ہے اور اس کو ملحوظ رکھے گا۔ بڑے بڑے اولیاء اللہ جو حضورؐ سے نسبتِ باطنی ہم لوگوں سے بے انتہا زیادہ رکھتے ہیں ان میں سے جس نے بھی یہ کہہ دیا ہے کہ ع:۔ با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار۔ ہماری رہنمائی کر دی ہے ہم ہیں ہی کیا

جب میں یہ سوچتا ہوں تو فوراً یہ شعر ذہن میں آ جاتا ہے:

ادب گاہیست زیرِ آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

جنید اور بایزید اولیاء اللہ میں کتنا بڑا مرتبہ رکھتے ہیں کون نہیں جانتا حضورؐ کی نعت یا مدح یا قصیدہ کہتے وقت جو کیفیت خود میری ہوتی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہر شاعر کا یہی حال ہے۔ حضورؐ کی ذات وصفات کو آنکھوں سے دیکھنے والے حضرت حسان بن ثابتؓ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اور حضرت بوصیریؒ مقبول قصیدہ البردہ، حضورؐ کی شانِ والا کے بارے میں تخلیق کرنے والے مدح نویسی میں بھی اپنے آپ کو عاجز بیان کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ یہ مقامِ عشق مدارج رکھتا ہے اور نعت جو بھی کہے ہم سرکارِ والا سے نسبتِ محبت رکھنے والے اس کی مدح وثنا جتنی بھی کر سکیں ہمارے لئے ایک شرف ہے۔

آیئے اب اقبال عظیم کے حسنِ کلام پر نظر ڈالیے:

آغاز ہی انوکھا ہے۔ بسم اللہ کے تحت عنوان ہے' قصدِ دعا یعنی دعا نہیں دعا کا ارادہ' چار مصرعے ہیں جن سے اقبال عظیم غور وفکر اور تردد کی حالت میں دکھائی دیتے ہیں۔

سوچتا ہوں کہ کیا دعا مانگوں
کون سے درد کی دوا مانگوں
مجھ کو بے مانگے مل گیا سب کچھ
اپنے مولا سے اور کیا مانگوں

دعا کے لئے یہ سوچ بچار اور یہ کہنا کہ ایسا کوئی درد نہیں جس کی دوا بے مانگے نہ ملی ہو، میں سمجھتا ہوں کہ یہ چاروں مصرعے تصویرِ درد ہیں، کیوں کہ جب بینائی نہ ہو اور دردمندی ہر وقت

موجود رہے تو یہی بے مانگی دوا ہے۔ اشعار درد کے سوا تخلیق ہی نہیں ہو سکتے۔

اب عنوان ہے حمد۔ ہر شاعر یا ادیب مسلمان ہو تو حمد و نعت سے اپنی کتاب کا آغاز کرتا ہے۔ برکت کے لیے اور ہر شاعر کا رنگ الگ الگ ہوتا ہے۔ لیکن خیال کی یگانگت، مدحِ رسولؐ کے الفاظ تقریباً وہی لاتے ہیں جو دوسرے لاتے ہیں۔ اقبال عظیم حمد لکھنے میں بھی منفرد ہیں۔ فرماتے ہیں۔ عقیدت سے نام بھی لیے جاتا ہوں، سجدے بھی کرتا ہوں، کوئی مونس و غم خوار نہیں تو نہ سہی، جیے جانے کے لئے تیرا سہارا ابھی موجود ہے اور چونکہ تو خطا پوش ہے، بھروسہ ہے کہ خطائیں معاف ہو جائیں گی۔ اشعار میں جس رنگ سے اپنے قلب کا اظہار کیا ہے وہ تو آپ مطالعہ فرمائیں گے تو حظ اٹھائیں گے یہاں آخری شعر لکھ دینا لازم ہے۔ کہتے ہیں:

ہر گھڑی اس کی رضا پیشِ نظر ہے اقبالؔ
شکر ہے ایک سلیقے سے جیے جاتا ہوں

تمام مصائب اور اپنی بے بصارتی کے سبب ہر قسم کے درد و کرب کو برداشت کرنا اور صبر کرنا، اقبال عظیم کے نزدیک کیا ہے 'سلیقہ جینے کا'۔ یہ لفظِ سلیقہ میرے نزدیک نئی بات ہے۔

اس کے بعد مناجات آتی ہے۔ گیارہ اشعار میں موجودہ معاشرے کی ہر گھناؤنی صورت پیش کی گئی ہے۔ آخری شعر میں خدا کو مخاطب کیا گیا ہے، لیکن کس خدا کو، فرماتے ہیں:

اے محمدؐ کے خدا ہم کو ہدایت فرما
ہم گنہ گار بھی ہیں تیرے پرستاروں میں

یہاں محمدؐ کا خدا کہنا خاص بات ہے، محمد ہی کا خدائے واحد رحمٰن، رحیم، سمیع و بصیر ہے۔ دوسرے مذاہب نے اپنے کتنے خدا بنا رکھے ہیں، یہاں ان کی گنتی ضروری نہیں۔ محمد کا خدا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ وہ واحد ہے اور احد بھی ہے۔ کاش آپ احد کے معنی بھی ڈھونڈھ نکالیں۔ اس مناجات کے بعد ہی کتابِ نعت کا آغاز ہوتا ہے لیکن وہی بات کہ حضور کی مدح تو کر رہا ہوں الفاظ میں تاثیر کیسے پیدا کروں اور نور کے پیکر کو لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں کیوں کہ یہ قرآن کی

نہیں بلکہ روح قرآن کی تفسیر کا معاملہ ہے۔ چار مصرعوں میں جس طرح اقبال عظیم نے اپنے عجز کا اظہار کیا ہے، قابل تحسین ہے۔ یہ تھا قطعہ چار مصرعوں کا اس کے بعد کچھ اور قطعات ہیں جن میں حضور کی ذات والا صفات کے بارے میں نزول وحی الٰہی اور حضور کے وجود مبارک سے بزم کون و مکاں کا منور ہونا بیان کیا گیا ہے پھر مدینۂ منورہ کا ذکر رنگ رنگ سے ہے اور یہ طلب کہ دیار پاک میں حاضری نصیب ہو جائے۔ مدینہ کے بارے میں اقبال عظیم کہتے ہیں کہ غیروں کو معلوم نہیں ہے کہ یہ مقام تو تمام حسن و تقدس تمام نکہت و نور ہے۔

اس کے بعد چار شعر معراج کی یاد دلاتے ہیں۔ چوتھا مصرع ہے میرے آقا کے قدم عرش بریں تک پہنچے۔ یہ لوگ جو چاند تک پہنچنے پر ناز کر رہے ہیں ان کو وجود پاک کی رفعت کا تصور تو کر لینا چاہیے۔ اس سے اگلا قطعہ 'تعلیم مصطفےٰ' ہر در پہ سجدہ ریزی کو غلامانہ فعل بتا کر آخری مصرع ہے۔ ''توہین ہے یہ دین رسولِ کریم کی''۔ یعنی تعلیم مصطفےٰ کا تقاضا بتا دیا گیا ہے کہ غفور الرحیم کی اطاعت ہی آپ کی تعلیم ہے۔ ایک قطعہ میں وہ لوگ جو مشیخت مآب بنے بیٹھے ہیں ان کی ریا کاری کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ اس سے آگے قطعہ ہے کہ روشنی کے لیے ہم دعائیں تو کرتے ہیں لیکن دنیا کی فضائیں کچھ اور کہتی ہیں۔ یہ جو دانشور بنے بیٹھے ہیں انوکھی انوکھی قدروں کا شور مچائے رہتے ہیں۔

مگر ہم سے حیات مصطفےٰ کچھ اور کہتی ہے

مقصود اقبال عظیم کا وہی ہے جو حضرت علامہ اقبال کا ہے۔

بہ مصطفےٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست

باقی تمام بولہبی ہے اور یہی وہ نئے اور انوکھے چرچے بولہبی کے مظاہر ہیں۔ اگلے مصرعے میں اپنی نظر کے بے نُور ہونے کے باوجود حرم کی مسافرت میں تھکن کا ذکر ہے لیکن مسافر چلتا چلا جا رہا ہے اور قافلے والوں سے پوچھتا ہے۔

قافلے والو مدینہ اور کتنی دُور ہے

کتنی بڑی حقیقت ہے ان عاجز مسافروں کی جن کا شوق ہر حال میں ساتھ دیئے چلا جا رہا

ہے' پھر کاروان کا ذکر اگلے قطعے میں ہے کہ اب تو قافلے کا ہر شخص میرِ قافلہ ہے' ہر طرف چراغ ہی چراغ روشن ہیں لیکن

میں جس کو ڈھونڈتا ہوں وہ روشنی کہاں ہے

ظاہر ہے کہ اقبال عظیم ہر وقت' ہر لحظہ' ہر لمحہ سفر میں ہیں' اندھیری رات ہے' مگر وہ روشنی جو سبز گنبد سے نظر آنی چاہیے اس کے متلاشی ہیں۔

اب بصورت غزل اس ابتدائی مسودے میں پندرہ عدد نعتیں ہیں۔ یہ واجب نہیں کہ ہر شعر کے الفاظ اور معانی بیان کئے جائیں۔ اقبال عظیم کی روح جو کہہ رہی ہے وہ ہر نعت میں نمایاں ہے مثلاً یہ شعر (اور سب نعتیں تقریباً اس شعر کی مختلف انداز سے تفسیر ہیں)

سفر مدینے کا کچھ ایسا مرحلہ تو نہیں
میں بے بصر سہی لیکن شکستہ پا تو نہیں

آنکھوں سے نظر نہیں آتا نہ سہی لیکن میرا شوق مجھے سیدھا اسی طرف لیے جارہا ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی کہتے ہیں:

عمل بھی شرط ہے اقبالؔ عشق صادق کی
تمہارا فرض فقط مدحت و ثنا تو نہیں

میں سمجھتا ہوں کہ مقصود اقبال عظیم کا یہ ہے کہ مدینے کے سفر کا یہ مفہوم حضورؐ کے ارشادات پر عمل ہے اور جو قرآن کریم پر مبنی ہیں اور یہ نہیں تو چاہے مدینے میں جا بھی بیٹھیں اور اپنی ذاتی اغراض پوری بھی کرلیں تو وہ مدینے میں پہنچنا نہیں ہے۔ پھر فرماتے ہیں اگلی نعت کے مقطع میں:

اقبال اپنی چشمِ بصیرت سے کام لو
یہ کیا ضرور کہ آنکھ سے رستہ دکھائی دے

ظاہر کی آنکھیں تو اینٹ پتھر دیکھتی ہیں۔ اصل روح مدینہ قلب میں ہے جس قلب میں محمد رسول اللہ

موجود ہیں' اس کے لئے ضروری نہیں کہ ظاہری آنکھیں اس کو دیکھیں بصیرت ہر وقت یہ نظارہ کرسکتی ہے۔

اسی عالم میں اقبال عظیم ایک دوسری نعت میں فرمار ہے ہیں:

کہاں میں اور کہاں اس روضۂ اقدس کا نظارہ
نظر اس سمت اٹھتی ہے مگر دزدیدہ دزدیدہ

سبحان اللہ! دل کی آنکھ بھی ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے دزدیدہ دزدیدہ اس جھلک کا مشاہدہ کرتی ہے۔ پھر ایک نعت میں کہتے ہیں۔

میری آنکھیں مرا رستہ جو نہ روکیں اقبالؔ
میں مدینے میں ملوں راہنما سے پہلے

ہائے اقبال عظیم کا شوق' آنکھوں کی خرابی کا درد اور مدینے میں بغیر کسی رہنما کے پہنچ جانے کا عزم' یہ ہے عشق رسولؐ۔ اس کے بعد ایک اور نعت میں کہتے ہیں۔

ہر وقت تصوّر میں مدینے کی گلی ہے
اب دربدری ہے نہ غریب الوطنی ہے

یہ اطمینان عاشق زار کا تصور ہویدا کر رہا ہے کہ میں تو مدینے میں موجود ہوں اب مجھے کیا فکر ہے۔

اس سے اگلی اچھی خاصی طوالانی نعت کا ایک شعر ہی یہاں کافی ہے' فرماتے ہیں۔

علم و عرفاں کا میں کیا کروں گا درس ایماں کسی سے نہ لوں گا
میرے آقاؐ کے قدموں کے نیچے ہیں فضائل کے لاکھوں دفینے

اقبال عظیم مدینے کی گلیوں میں اپنے آپ کو خراماں دیکھتا ہے۔ لطف اٹھا رہا ہے فرما رہا ہے۔

وہ معطّر معطّر ہوائیں وہ منور منور فضائیں
جن کی خوشبو سے معمور سانسیں جن کے جلووں سے پُرنور سینے

یہ ٹکڑا ''ہیں فضائل کے لاکھوں دفینے'' کتنا بلیغ ہے۔ اگلی نعت میں اس آستان کی عظمت اور اپنی بشریت کا اعتراف کرتے ہیں۔ اسی نعت کا دوسرا شعر ہے:

ذکرِ رسول صرف مداوا ہے درد کا   ورنہ غمِ جہاں سے کسی کو مفر کہاں

خدا کی قسم یہ صدق گفتاری ہے۔ میں اپنا حال اگر لکھوں کہ پے در پے حادثات و مصائب کے عالم میں حضورؐ کا نامِ گرامی خود میرے قلب کو کتنی تقویت دیا کرتا ہے اور میں کس طرح محض اس نام کے وسیلے سے ان بلاؤں کو روند ڈالتا ہوں۔

اسی طرح بقیہ اشعارِ نعت اقبال عظیم کے قلبِ روشن سے اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے کی آنکھوں کو نور اور دلوں کو سرور بخشیں گے اس سے زیادہ لکھنا ضروری نہیں۔ میری تمنا ہے کہ ہر وہ شخص جس کی نسبت حضور سرورِ کائنات سے ہے وہ اقبال عظیم کی نعتوں سے یقین حاصل کرے آخر میں اپنے دو شعر اقبال عظیم کی تائید میں درج کئے دیتا ہوں۔ (میں سرکار کو بے تکلفی سے نہیں شانِ رحمت کے بھروسے پر آپ نہیں حضور نہیں کہہ رہا ہوں)

دو جہاں میں تھا ہی کیا تیرے سوا
کیا مجھے دیتا خدا تیرے سوا
ہاں مجھے کچھ بھی نظر آتا نہیں
اے ظہورِ مصطفےٰ تیرے سوا

☆......☆

ثنائے خواجہ اور اقبال عظیم

سید محمد ابوالخیر کشفی

پروفیسر سیّد وقار عظیم کا سال پیدائش غالباً ۱۹۱۰ء یا ۱۹۱۱ء ہے اور ان کے چھوٹے بھائی سیّد اقبال عظیم ۱۹۱۳ء میں پیدا ہوئے۔ والد سید مقبول عظیم پولیس میں ملازم تھے لیکن سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی نسبت نے انہیں ان آلائشوں سے بچائے رکھا جنہیں پولیس کی ملازمت کا حصّہ سمجھا جاتا ہے۔ میں نے اُنہیں تو نہیں دیکھا مگر وقار بھائی میری طالبِ علمی کے دور ہی میں زندگی کا حصّہ بن گئے اور سید اقبال عظیم کو میں نے ۱۹۴۲ء میں پہلی بار سنا جب وہ حلیم مسلم ہائی اسکول کانپور میں اپنا کلام سنانے پرنسپل عبدالشکور مرحوم کی دعوت پر آئے اور میں اس وقت آٹھویں جماعت کا طالب علم تھا۔ پھر جب وہ مشرقی پاکستان سے ہجرت کر کے کراچی آ گئے تو ان سے اکثر ملاقاتیں ہونے لگیں۔ ان دونوں بھائیوں کا کردار، لہجہ، اندازِ زندگی اس بات کی پختہ شہادتیں تھیں کہ صرف لقمۂ حلال میں ان کی پرورش ہوئی ہے۔ یہ لقمۂ حلال بھی عجب چیز ہے کہ آدمی کو ہردو جہاں سے غنی بنا کر اپنے رب کا شکر ادا کرنے کا حوصلہ دیتا ہے۔

وقار بھائی اور اقبال عظیم مرحوم نے بھی زندگی اپنے بچوں کے لیے لقمۂ حلال حاصل کرنے کی جدوجہد میں گزار دی۔ وقار بھائی دمے کے شدید حملوں میں بھی سرد راتوں کو درسی کتب مرتب کرنے، ریڈیو کے لیے تقریر لکھنے میں گزار دیتے تاکہ بچوں کی زندگی آسانی سے گزر سکے۔ اقبال عظیم مرحوم امتحانی کاپیاں جانچتے اور اپنی مریض شریکِ حیات کی تیمارداری کرتے ہوئے اپنی راتوں کو صبح میں بدلتے دیکھتے تھے اور ان کی کاوشوں کا نتیجہ اطہر وقار عظیم، اختر وقار عظیم، نیر سلمیٰ، شاہین اقبال، تسکین اقبال اور فردوس عظیم کے کردار اور زندگیوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔

اقبال عظیم صاحب نے اسکول کے زمانے میں ہی شاعری شروع کر دی تھی۔ان کے کلام میں جیسے جیسے پختگی آتی گئی اسی قدر ان کی شاعری ان کی زندگی، ان کے افکار اور ان کے نظامِ شعور وفکر کی آئینہ دار بنتی گئی۔ان کی غزل روایتی غزل ہرگز نہیں تھی انہوں نے غزل کے اسلوب اور اشاروں میں اپنے دور اور اپنی ذات دونوں کا حق ادا کیا۔ان کی غزل میں دردِ ہجرت، خودداری کے ساتھ مل کر جدید اردو غزل کا ایک نیا لہجہ بن گیا۔ان کی غزلوں کا پہلا مجموعہ ''مضراب'' کے نام سے شائع ہوا اور اس کے دو سال کے بعد ہی ان کا نعتیہ مجموعہ اہلِ ذوق کے ہاتھوں میں تھا۔ ''مضراب'' اور ''قاب قوسین'' کے مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ اپنی غزل میں سید اقبال عظیم جن روایتوں، جن اقدار اور جن احساسات کو پیش کر رہے تھے اس کا سرچشمہ بھی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالیہ سے ان کی قربت تھی۔غریبی کو احترام اور اعتماد عطا کرنا، اپنے سر کو مصائب میں بھی جھکنے نہ دینا، زندگی کے ہر لمحے کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے آباد رکھنا سید اقبال عظیم کی زندگی کا خاصہ ہے۔

سید اقبال عظیم کی غزلیہ شاعری میں بھی ایسے شعر موجود ہیں جن کو نعتیہ اشعار کہا جا سکتا ہے لیکن مشرقی پاکستان سے ہجرت کرنے کے بعد نعت ان کی ذات اور شاعری کا مرکزی نقطہ بن گئی۔اس امت کو اور اس کے افراد کو کسی اُفتاد اور بے کسی و بے بسی کے کسی دور میں دامنِ مصطفےٰؐ میں پناہ ملتی ہے۔

اقبال عظیم نعت گوئی، نعت کے اطراف اور اس کے معنوی وفنی پہلوؤں سے خوب واقف تھے۔نعت کے سوتے مومن کے قلب اور ذہن میں پھوٹتے ہیں۔نعت دوسرے اصنافِ سخن کی طرح محاسنِ سخن کی نمائش، الفاظ کی آرائش، حسنِ بیان اور تخیل آفرینی سے علاقہ اور رشتہ نہیں رکھتی۔ نعت عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ اس کے تقدس سے وجود میں آتی ہے جو خود بخود حسنِ بیان میں ڈھل جاتا ہے۔

عشقِ آقاؐ کا تقدس جو دل میں محفوظ ہے
نعت میں ڈھل کر مرے حسنِ بیاں تک آ گیا

نعت صنفِ سخن تو ہے ہی، مگر اس کے ماسوا اور اس کے ماورا بھی ایک چیز ہے۔ یہ درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گداؤں کا اندازِ زیست ہے جن کی گدائی سے اہلِ زر کے سر جھک جاتے ہیں۔

ہم ماتھے پہ بل ڈال کے بازار سے گزرے
ہم جیسے فقیروں کو کوئی دے بھی تو کیا دے

اور کردار کو یہ رفعت تعلیم، اسوۂ حسنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معیار بنا کر حاصل ہوتی ہے:۔

حُبِّ سرتاجِ رُسل دل میں بسا کر دیکھو
اُنؐ کی تعلیم کو معیار بنا کر دیکھو

گلدستہ نعت لفظوں کے پھول جمع کرنے سے نہیں بنتا بلکہ یہ باغِ حرم کے پھولوں سے وجود میں آتا ہے۔ باغ حرم کے یہ پھول حیات و اسوۂ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں روشن اور معطر ہیں۔

گلدستہ اک سجانا ہے نعتِ رسولؐ کا
کچھ پھول چُن کے لائے ہیں باغ حرم سے ہم

حقیقی نعت گو شاعر اسوۂ حسنہ نبویؐ پر نظر رکھتا ہے اور یہی اس کا حقیقی موضوع سخن ہے اس اسوۂ حسنہ کی تقلید میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برگزیدہ امتی جس طرح زیست کرتے ہیں اس کی ایک بہت خوبصورت جھلک جناب اقبال عظیم کی ایک نعت کے ان اشعار میں یوں نظر آتی ہے کہ ہم جیسے اُمتیوں کا قد بھی بلند ہو جاتا ہے۔

نبیؐ کے چاہنے والے غمِ دنیا نہیں کرتے
کوئی دُکھ ہو، کوئی مشکل ہو، وہ پروا نہیں کرتے
عطا کرتا ہے صبر و شکر کی نعمتِ خدا اُن کو
پریشانی کے عالم میں بھی وہ شکوہ نہیں کرتے
گزر اوقات ہو جاتی ہے ان کی فقر و فاقہ میں
مگر وہ اپنی غیرت کا کبھی سودا نہیں کرتے

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ ہی سے ہم پر یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ دنیا دھوکے کی ٹٹی ہے اور ہر دکھ ہر مشکل کا علاج اللہ کا ذکر ہے۔ مسلمان کی دو ہی شانیں ہیں۔ وہ کبھی شکر میں زندگی کے لیے لمحے گزارتا ہے اور کبھی صبر میں غمِ حیات کو سہل بناتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اُمتیوں کا باہمی رشتہ ایک مسلسل اور مستقل موضوع کی طرح اقبال عظیم کی نعت سے اُبھرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی ہماری پہچان اور شناخت ہے۔ اقبالؔ کے الفاظ میں۔

آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ است

مغرب والے اس رشتے کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بار بار توہینِ رسالت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ان کی نفسیات اس رشتے کو اور اس کی گہرائیوں کو سمجھ ہی نہیں سکتی کہ آج پندرہ سو سال کی مسافت پر مسلمان کس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طرزِ حیات کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اٹھنے، بیٹھنے میں جاگنے میں، سونے میں، اندازِ گفتگو میں اور اپنی صورت شکل کو اسی سانچے میں ڈھالنے میں۔ یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ جہالت اور کم علمی سے ہم میں سے کچھ لوگ اسلام کو اپنی خواہشات کے سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں۔ سچ ہے کہ اسلام اور جہل ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ آج مسلمانوں کے بیشتر مسائل کا سبب اپنے ہادی و رہنما صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور طرزِ حیات سے دُوری ہے۔ اس پر اضافہ کیجئے مسلمانوں کے ساتھ اسلام دشمنوں کے طرزِ عمل کا لیکن پھر بھی مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے ذریعہ اپنی باز آفرینی اور اپنے آپ کو پالینے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اقبالؔ عظیم نے اس صورت حال کو ایک بہت خوبصورت شعر میں ایک پرقوت استعارے کے ذریعے پیش کیا ہے۔

زخم خوردہ اک پرندہ پنجۂ صیّاد کا
توڑ کر زنداں کو اپنے آشیاں تک آ گیا

آج مسلمان فقرِ نبوی کی تلاش میں آپ کے اسوۂ حسنہ سے استفادہ کر رہا ہے اور فقرِ نبیؐ کے

آستاں تک پہنچنے کی کوشش کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔

شوکتِ شاہانِ عالم اُس فقیری پر نثار
جس فقیری کو نبیؐ کا آستاں بخشا گیا

چند شعر نبیؐ کریم اور ان کے امتیوں کے باہمی رشتے کے بارے میں پیش کیے جاتے ہیں اس رشتے کی بازیافت روشن مستقبل کی طرف مسلمان کے سفر کا نقطۂ آغاز بنے گی۔اس رشتے میں ناموسِ رسالت کی حفاظت اساس کا درجہ رکھتی ہے۔

ورثہ میں ملا ہے ہمیں پندارِ شجاعت
ناموس پہ مر مٹتے ہیں جو لوگ وہ ہم ہیں
وہ جانتا ہے کہ تقلیدِ مصطفیٰؐ کیا ہے
جو دوستوں کی طرح اجنبی سے ملتا ہے
اُنؐ کو کیوں رحمتِ کونین کہا جاتا ہے
طائف و مکّہ کی تاریخ اٹھا کر دیکھو
سیرتِ پاک نبیؐ کیا ہے نبیؐ خود کیا ہیں
پوچھتے کس سے ہو قرآن اٹھا کر دیکھو

اپنے عہدِ نعت گوئی میں اقبالؔ عظیم صاحب اپنی بصارت سے محروم ہو چکے تھے لیکن حبّ ِ نبیؐ نے انہیں وہ بصیرت عطا کی جو دونوں جہانوں کا سرمایہ ہے۔یہ آنکھیں جو نور کھو چکی تھیں ان سے قطرہ قطرہ ٹپکنے والے آنسو ایک اندازِ گفتگو بن گئے تھے وہ اندازِ گفتگو جس میں شاعر نے اپنی اور امتِ مسلمہ کی روداد نبیؐ کے حضور پیش کر دی۔

یہ صرف آنسو نہیں ہیں میرے جو قطرہ قطرہ چھلک رہے ہیں
یہ ایک اندازِ گفتگو ہے، کلام کرتی ہیں میری آنکھیں

اقبالؔ عظیم صاحب کے ایسے اشعار پڑھ کر مجھے ایک بزرگ یاد آتے ہیں جنہیں میں نے

۱۹۶۸ء میں مسجدِ نبویؐ کے صحن میں بیٹھے دیکھا تھا۔ عصر کی نماز ہو چکی تھی اور وہ بزرگ مسلسل گنبدِ خضریٰ کی طرف نگراں تھے۔ میں قریب گیا تو دیکھا کہ وہ بصارت سے محروم ہیں لیکن ان کی بصارت سے محروم آنکھیں گنبدِ خضریٰ سے کسبِ نور کر رہی تھیں جیسے گنبدِ خضریٰ ایک استعارہ ہو اور کسبِ نور آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا جا رہا ہو۔ اس روشنی کی حقیقت کو اقبال عظیم نے کس خوبصورتی سے پیش کیا ہے:۔

دیکھا ہے میں نے ان کو تصوّر میں بار ہا
پہچانتا ہوں میں رخِ زیبا کی روشنی
روشن ہو جس سے قبر وہ تنویر چاہیے
مَیں کیا کروں گا لے کے یہ دنیا کی روشنی

خدا کرے ان کی یہ تمنّا پوری ہوئی ہو اور جمالِ مصطفیٰ کی روشنی میں ان کی قبر میں جنّت کا دریچہ وَا ہو گیا ہو۔ یہ ہی مدحتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجر ہو سکتا ہے۔

نذر

خادمِ رسول ﷺ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ

کے حضور

قصدِ دُعا

سوچتا ہوں کہ کیا دُعا مانگوں
کون سے درد کی دوا مانگوں
مجھ کو بے مانگے مل گیا سب کچھ
اپنے مولا سے اور کیا مانگوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

نام بھی تیرا عقیدت سے لئے جاتا ہوں
ہر قدم پر تجھے سجدے بھی کئے جاتا ہوں

کوئی دنیا میں مِرا مونس و غمخوار نہیں
تیری رحمت کے سہارے پہ جیے جاتا ہوں

تیرے اوصاف میں اک وصف خطا پوشی ہے
اس بھروسے پہ خطائیں بھی کئے جاتا ہوں

آزمائش کا محل ہو کہ مَسرّت کا مقام
سجدۂ شکر بہرحال کیئے جاتا ہوں

زندگی نام ہے اللہ پہ مَر مٹنے کا
یہ سبق سارے زمانے کو دیئے جاتا ہوں

صبر کرنا ہے تری شانِ کریمی کو عزیز
میں یہی سوچ کے آنسو بھی پیے جاتا ہوں

ہر گھڑی اُس کی رضا پیشِ نظر ہے اقبالؔ
شکر ہے ' ایک سلیقے سے جیے جاتا ہوں

☆

حمد

صد شکر کہ یوں وردِ زباں حمدِ خدا ہے
وہ سب سے بڑا، سب سے بڑا، سب سے بڑا ہے

اس کا کوئی ثانی، نہ مشابہہ، نہ مقابل
وہ سب سے جُدا، سب سے جُدا، سب سے جُدا ہے

کافر ہو کہ مسلم، کوئی مشرک ہو کہ مومن
وہ سب کا خدا، سب کا خدا، سب کا خدا ہے

وہ خالقِ کونین بھی، وہ رزّاقِ جہاں بھی
وہ ربِ عُلیٰ، ربِ عُلیٰ، ربِ عُلیٰ ہے

یہ رنگ ، یہ خوشبو ، یہ بہاریں ، یہ فضائیں
سب اُس کی عطا ، اُس کی عطا ، اُس کی عطا ہے

معراجِ عبادات بھی ، معراجِ سخن بھی
صرف اُس کی ثناء ، اُس کی ثناء ، اُس کی ثناء ہے

اقبؔال لئے جاؤ سدا نام خدا کا
جو دل کی جِلا ، غم کی دوا ، دُکھ کی شفا ہے

☆

حمد

حق صدا لَا اِلٰـــــــہَ اِلّا ھُـــو
جانفزا لَا اِلٰـــــــہَ اِلّا ھُـــو،

رہ روانِ رہِ عقیدت کا
رہنما، لَا اِلٰـــــــہَ اِلّا ھُـــو

ردِ الحاد و شرک کا نسخہ
برملا، لَا اِلٰـــــــہَ اِلّا ھُـــو

کُفر و باطل کی ظلمتوں کا چراغ
حق نما، لَا اِلٰـــــــہَ اِلّا ھُـــو

بے سہاروں کا بے نواؤں کا
آسرا، لَا اِلٰــــــــہَ اِلّا ھُــــو

ہر مرض کا طبیب ربّ کریم
اور شفا، لَا اِلٰــــــــہَ اِلّا ھُــــو

بحرِ بے چارہ گان و خستہ دلاں
حوصلہ، لَا اِلٰــــــــہَ اِلّا ھُــــو

ربِ کونین و عبد کے مابین
رابطہ، لَا اِلٰــــــــہَ اِلّا ھُــــو

☆

حمد

ناموں میں فقط نامِ خدا سب سے بڑا ہے
صد شکر کہ ہونٹوں پہ مِرے اُس کی ثنا ہے

وہ کہکشاں ہو کہ مہہ و مہر درخشاں
ہر نُور کے پیکر میں وہی جلوہ نُما ہے

یہ رنگ، یہ خُوشبو، یہ بہاریں، یہ فضائیں
جو کچھ بھی ملا ہے ہمیں خود اس نے دیا ہے

وہ حاتمِ دوراں ہو کہ قارونِ زمانہ
اللہ کی سرکار میں صرف ایک گدا ہے

توفیقِ اطاعت بھی وہی دیتا ہے ہم کو
بھٹکے ہوئے ذہنوں کا وہی راہنما ہے

عالم میں کوئی شے نہیں جو اس سے بڑی ہو
وہ خود بھی بڑا اس کا تحکم بھی بڑا ہے

☆

حمد

کونین کی ہر شے میں وہی جلوہ نما ہے
جتنی بھی ہو توصیفِ خدا، حق ہے، بجا ہے

یہ ابر، یہ کُہسار، یہ صحرا، یہ گلستاں
جو کچھ بھی ہے سب اُس کا کرم اس کی عطا ہے

ہر گل کے تبسم میں عیاں حُسن ہے اُس کا
بُلبل کے ترنم میں نہاں اس کی صدا ہے

ہر منزلِ دُشوار کو کرتا ہے وہ آساں
وہ قادر مطلق ہے وہی عقدہ کُشا ہے

وہ حسبِ طلب سب کو عطا کرتا ہے روزی
مومن ہے کہ کافر ہے، بُرا ہے کہ بھلا ہے

تحصیل زر و مال نہ شہرت نہ مراتب
اقبالؔ کا مقصود فقط اُس کی رضا ہے

☆

مناجات

ہم کو دعویٰ ہے کہ ہم بھی ہیں نکوکاروں میں
اور اللہ کے بے لوث وفاداروں میں

حرم پاک سے بھی خاص عقیدت ہے ہمیں
اور شامل ہیں محمد ﷺ کے رضا کاروں میں

ہم مگر عصمت و عفّت کا سبق بھول گئے
غیرتیں بکتی ہیں اب شہر کے بازاروں میں

نام تو لیتے ہیں ہم اب بھی خدا کا لیکن
سجدہ ریزی بھی کیئے جاتے ہیں درباروں میں

خاص تقریب میں کی جاتی ہے تقسیم زکوٰۃ
اب عبادت کا یہ دستور ہے زرداروں میں

عام ہوجاتی ہے اس جشن کی پوری روداد
اورتصویر بھی چھپ جاتی ہے اخباروں میں

عیدِ قرباں میں نکھر آتا ہے دولت کا غرور
کتنے قارون نکل آتے ہیں بازاروں میں

اُسوۂ پاکِ محمد ﷺ کا بیاں کیسے کریں
نئی تہذیب کے سرگرم نمک خواروں میں

ذکر اسلاف کا کرتے ہیں اگر اہلِ وفا
وہ گنے جاتے ہیں ماضی کے عزاداروں میں

اور جو لوگ محافظ تھے کبھی مذہب کے
زرخریدوں کی طرح بیٹھے ہیں سرکاروں میں

جو دیا کرتے تھے ملّت کو کبھی درسِ خودی
وہ بھی موجود ہیں اب حاشیہ برداروں میں

اے محمد ﷺ کے خدا ہم کو ہدایت فرما
ہم گنہ گار بھی ہیں تیرے پرستاروں میں

☆

نعتیہ قطعات

اقبالؔ حرزِ جاں ہے اب صرف یہ وظیفہ
صلِّ علیٰ محمد ﷺ ، صلِّ علیٰ محمد ﷺ ،

□
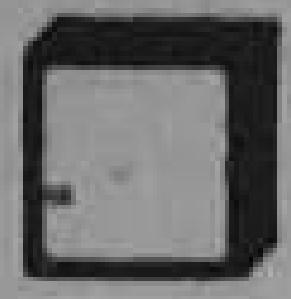
بیان کیسے ہوں الفاظ میں صفات اُن کی
نزولِ وحیِ الٰہی ہے بات بات اُن کی
انہیں کے دَم سے منوّر ہے بزمِ کون و مکاں
زمیں سے تابفلک ساری کائنات اُن کی

□
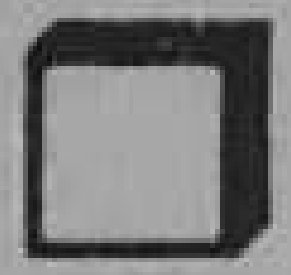
نہ مجھ کو خواہشِ جنت، نہ شوقِ حور و قصور
مری طلب کا تقاضا دیارِ پاکِ حضور ﷺ
مقامِ ارضِ مدینہ کسی کو کیا معلوم
تمام حُسن و تقدّس، تمام نکہت و نُور

□
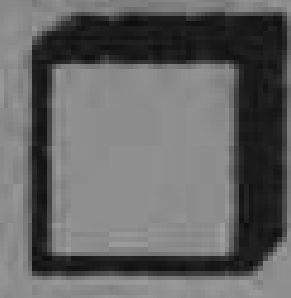
لوگ نازاں ہیں کہ وہ حدِ یقیں تک پہنچے
یعنی اربابِ خرد ماہ مبیں تک پہنچے
لیکن اس دورِ کرامات سے صدیوں پہلے
میرے آقا کے قدم عرشِ بریں تک پہنچے

□
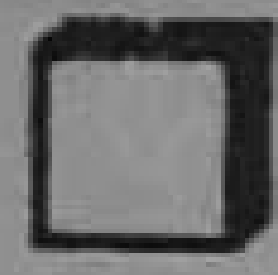
دعا تو ہم بھی کرتے ہیں، کرن پھوٹے، سحر جاگے
زبانِ حال سے لیکن فضا کچھ اور کہتی ہے
نئی قدروں کے چرچے ہو رہے ہیں اہلِ دانش میں
مگر ہم سے حیاتِ مصطفیٰ ﷺ کچھ اور کہتی ہے

□
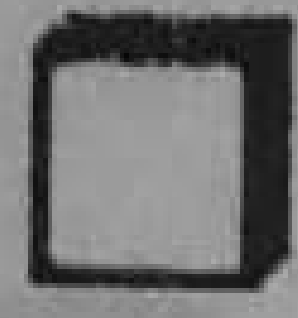
تعلیمِ مصطفیٰ ﷺ کا تقاضا ہے بندگی
اور بندگی بھی کس کی ؟ غفور الرّحیم کی
ہر در پہ سجدہ ریزی غلامانہ فعل ہے
توہین ہے یہ دینِ رسولِ کریم ﷺ کی

□
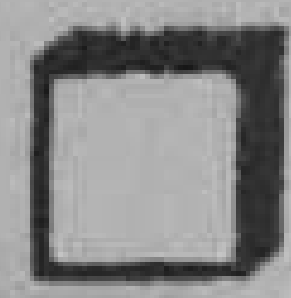
اے ہادیٔ برحق انہیں کچھ خوفِ خدا دے
اے نورِ ہدیٰ ﷺ ان کو رہِ راست دکھا دے
وہ لوگ جنہیں پاسِ شریعت بھی نہیں ہے
پہنے ہوئے بیٹھے ہیں مشیخت کے لبادے

□
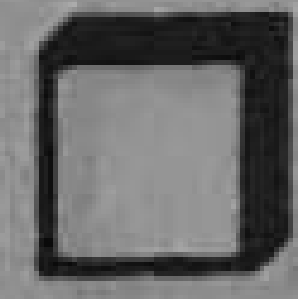
ڈوبتی جاتی ہیں نبضیں اور نظر بے نُور ہے

اک مسافر ہے حرم کا جو تھکن سے چُور ہے

چند سانسیں اور باقی ہیں، ذرا جلدی کرو

قافلے والو! مدینہ اور کتنی دُور ہے

□
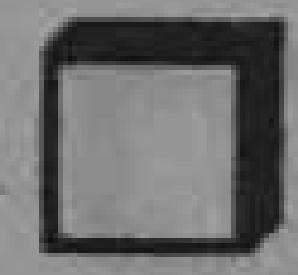
یہ پوچھنا ہے مجھے اپنی فردِ عصیاں سے

مجھے یہ اذنِ حضوری عطا ہوا کیسے

خود اپنا گھر بھی مجھے تو نظر نہیں آتا

میں گھر سے چل کے مدینے پہنچ گیا کیسے

□
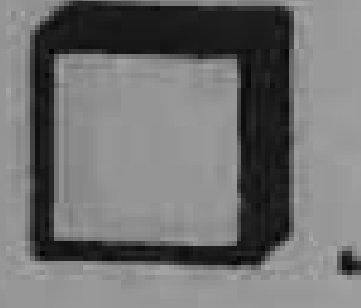
میں کس سے جا کے پوچھوں منزل کدھر ہے میری
ہر شخص کارواں میں اب میرِ کارواں ہے
صدہا چراغ روشن ہیں رہگزر میں لیکن
میں جس کو ڈھونڈتا ہوں وہ روشنی کہاں ہے

□
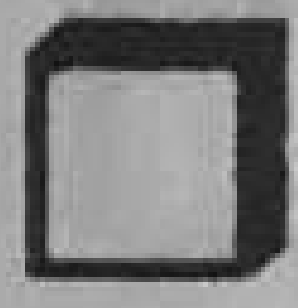
آنسو بصد خلوص بہانے کا وقت ہے
لوح جبین عجز جُھکانے کا وقت ہے
محفل سجی ہوئی ہے سلام و دُورد کی
یہ وقت نعتِ پاک سُنانے کا وقت ہے

□
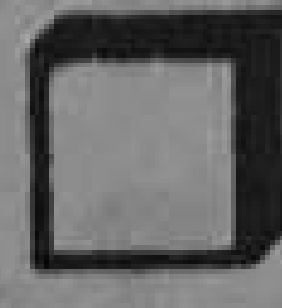
گو روضۂ اقدس کی طلب گار ہیں آنکھیں
سچ پوچھو تو راہ کی دیوار ہیں آنکھیں

اللہ رے یہ جرأت بیتاب نگاہی
بے نُور ہیں اور طالبِ دیدار ہیں آنکھیں

قطعہ

جرأتِ مدح نبی ﷺ کر تو رہا ہوں، لیکن
حرفِ اظہار میں تاثیر کہاں سے لاؤں
پیکرِ نُور ﷺ کو الفاظ میں کیسے ڈھالوں
روحِ قرآن کی تفسیر کہاں سے لاؤں

□
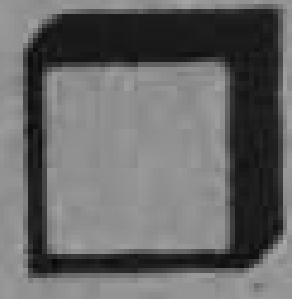
سفر مدینے کا کچھ ایسا مرحلہ تو نہیں
میں بے بصر سہی، لیکن شکستہ پا تو نہیں

وہاں سے غیر بھی پیاسے کبھی نہیں آتے
وہ شہرِ ساقیِ کوثر ﷺ ہے کربلا تو نہیں

یہی وہ در ہے جہاں بے طلب بھی ملتا ہے
مجھی کو دیکھو کبھی میں کچھ کہا تو نہیں

بس ایک ہادیِ برحق ﷺ ہے راہِ کعبہ میں
قدم قدم پہ وہاں اتنے رہنما تو نہیں

وہاں بھی اُن کی تجلّی، یہاں بھی اُن کی ضیا
شہود و غیب کا عالم جُدا جُدا تو نہیں

ہزار شاہوں سے اچھا ہے ان کے در کا گدا
کہ اس کے دل میں غمِ پرسش و سزا تو نہیں

میں سوچتا ہوں کہ دامن وسیع تر کرلوں
کرم کی ان کے مگر کوئی انتہا تو نہیں

عمل بھی شرط ہے اقبآل عشق صادق کی
تمہارا فرض فقط مدحت و ثنا تو نہیں

☆

□
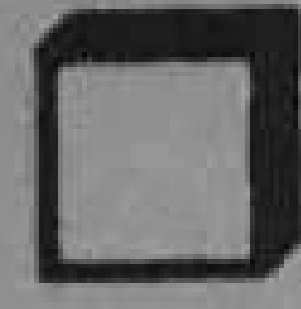
مدینے کا سفر ہے اور میں نم دیدہ نم دیدہ
جبیں افسردہ افسردہ قدم لغزیدہ لغزیدہ

چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانبِ طیبہ
نظر شرمندہ شرمندہ' بدن لرزیدہ لرزیدہ

کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دے دیا ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

غلامانِ محمد ﷺ دور سے پہچانے جاتے ہیں
دل گرویدہ گرویدہ' سر شوریدہ شوریدہ

کہاں میں اور کہاں اس روضۂ اقدس کا نظّارہ
نظر اُس سمت اٹھتی ہے مگر دزدیدہ دزیدہ

مدینے جا کے ہم سمجھے تقدس کس کو کہتے ہیں
ہَوا پاکیزہ پاکیزہ، فضا سنجیدہ سنجیدہ

بصارت کھوگئی لیکن بصیرت تو سلامت ہے
مدینہ ہم نے دیکھا ہے مگر نادیدہ نادیدہ

وہی اقبالؔ جس کو ناز تھا کل خوش مزاجی پر
فراقِ طیبہ میں رہتا ہے اب رنجیدہ رنجیدہ

☆

❐
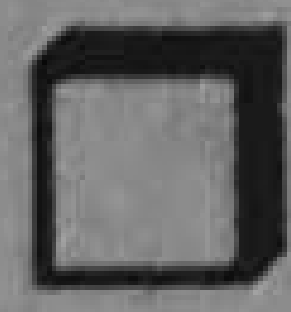
نعت میں کیسے کہوں ان کی رضا سے پہلے
میرے ماتھے پہ پسینہ ہے ثنا سے پہلے

نُور کا نام نہ تھا عالمِ امکاں میں کہیں
جلوۂ صاحبِ لولاک لَما سے پہلے

اُن کا در، وہ درِ دولت ہے جہاں شام و سحر
بھیک ملتی ہے فقیروں کو صدا سے پہلے

اب یہ عالم ہے کہ دامن کا سنبھلنا ہے محال
کچھ بھی دامن میں نہ تھا ان کی عطا سے پہلے

تم نہیں جانتے شاید مرے آقا ﷺ کا مزاج
اُن کے قدموں سے لپٹ جاؤ سزا سے پہلے

◻

چشمِ رحمت سے ملا اشکِ ندامت کا جواب
مشکل آسان ہوئی قصدِ دُعا سے پہلے

اور تو کچھ نہیں مانگا مرے مولا تجھ سے
اک جھلک روضۂ اقدس کی قضا سے پہلے

میری آنکھیں مرا رستہ جو نہ روکیں اقبالؔ
میں مدینے میں ملوں راہ نما سے پہلے

☆

□
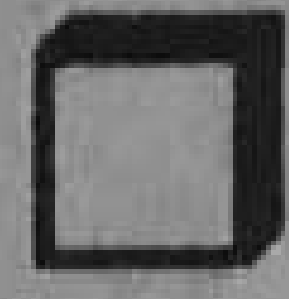
کہاں میں. کہاں مدحِ ذاتِ گرامی، میں سعدی نہ رومی نہ قدسی نہ جامی
پسینے پسینے ہوا جارہا ہوں کہاں یہ زباں اور کہاں نامِ نامی

سلام اس شہنشاہِ کون و مکاں پر، درود اس امام صفِ مُرسلاں پر
پیامی تو بے شک سبھی محترم ہیں، مگر اللہ اللہ خصوصی پیامی

فلک سے زمیں تک ہے جشنِ چراغاں کہ تشریف لاتے ہیں محبوبِ یزداں
خوشا جلوۂ ماہتابِ مجسّم، زہے آمدِ آفتابِ تمامی

کوئی ایسا ہادی دکھادے تو جانیں، کوئی ایسا محسن بتادے تو مانیں
کبھی دوستوں پر نظر احتسابی، کبھی دشمنوں سے بھی شیریں کلامی

اطاعت پہ اصرار بھی ہر قدم پر، شفاعت کا اقرار بھی ہر نظر میں
اصولاً خطاؤں پر تنبیہہ لیکن مزاجاً خطاکار بندوں کے حامی

یہ آنسو جو آنکھوں سے میری رواں ہیں عطائے شہنشاہِ کون ومکاں ہیں
مجھے مل گیا جام صہبائے کوثر، مرے کام آئی مری تشنہ کامی

فقیروں کو کیا کام طبل و علم سے گداؤں کو کیا فکر جاہ و حشم کی
عباؤں قباؤں کا میں کیا کروں گا، عطا ہوگیا مجھ کو تاجِ غلامی

انہیں صدق دل سے بُلا کے تو دیکھو، ندامت سے آنسو بہا کے تو دیکھو
لئے جاؤ اقبالؔ نامِ محمد ﷺ کہ بخشش کا ضامن ہے اسمِ گرامی

☆

□
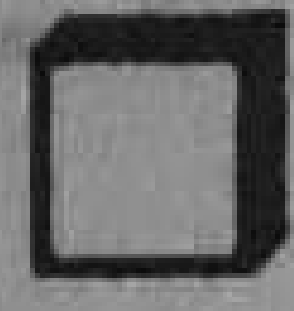
میں اندھیرے میں ہوں، تنویر کہاں سے لاؤں
چشمِ بیدار کی تقدیر کہاں سے لاؤں

خواب میں روضۂ اقدس کا نظارہ تو ہوا
لیکن اس خواب کی تعبیر کہاں سے لاؤں

کیسے سمجھاؤں تمہیں کیا تھے خدوخال حضور ﷺ
پیکرِ نُور کی تصویر کہاں سے لاؤں

اسوۂ پاک محمد ﷺ کا بیاں کیسے کروں
روحِ قرآن کی تفسیر کہاں سے لاؤں

توڑ لاؤں میں ستارے بھی فلک سے لیکن
لوحِ محفوظ کی تحریر کہاں سے لاؤں

بحرِ ذخّار کو کوزے میں سمیٹوں کیسے
اتنا جامع فنِ تحریر کہاں سے لاؤں

میں نہ سعدیؔ ہوں، نہ رومیؔ ہوں، نہ جامیؔ، نہ امیرؔ
اپنے لہجے میں وہ تاثیر کہاں سے لاؤں!!

اپنے افکار کو پابندِ سخن کیسے کروں
میں خود قید ہوں، زنجیر کہاں سے لاؤں

میری ہر نعت مِرا خونِ جگر ہے لیکن
نعتِ حسان کی توقیر کہاں سے لاؤں

نعت میری، مرے اشکوں کی زبانی سُن لو
اس سے بہتر لبِ تقریر کہاں سے لاؤں

□
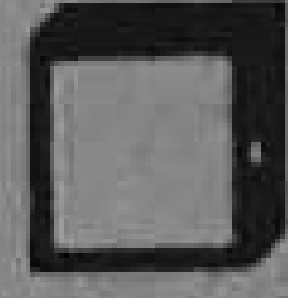
ہے دونوں جلوہ گاہوں میں جلوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
کعبہ حضور کا ہے' مدینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

معیارِ اہل دین ہے اسوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
اور روحِ اصلِ دین ہے خطبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

جو کچھ بھی ہے' جہاں بھی ہے' سب انکے دَم سے ہے
یہ ساری کائنات ہے صدقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

اللہ خود ہے واصفِ اوصافِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
قرآن پاک کیا ہے؟ قصیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

لفظوں کے بس کی بات نہیں اکتسابِ نُور
سمجھاؤں کیسے تم کو سراپا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

کھینچی ہے کس نے نُور کی تصویر آج تک
سمجھائے کوئی کیسے سراپا حضور ﷺ کا

ممکن ہے اور کس کا نقب رحمتِ تمام
یہ وصفِ خاص ہے تنِ تنہا حضور ﷺ کا

صد نازشِ حیات وہ اسلافِ خوش نہاد
جن کو ہُوا نصیب زمانہ حضور ﷺ کا

صد رشک مہر و ماہ وہ روشن بصارتیں
دیکھا جنہوں نے خود رُخِ زیبا حضور ﷺ کا

شایان طاق کعبہ وہ مٹّی کا اِک دیا
قسمت کیا گیا جسے حجرہ حضور ﷺ کا

اور نبضِ کائنات وہ تاریخ ساز وقت
جس نے سُنا حضور ﷺ سے خطبہ حضور ﷺ کا

جی چاہتا ہے ان کا سخنِ حرزِ جاں کریں
جن دوستوں کا گھر ہے مدینہ حضور ﷺ کا

سُرمہ کروں میں آنکھوں کا قدموں کی دھول کو
پا جاؤں میں جو نقشِ کفِ پا حضور ﷺ کا

مشک و گلاب و عنبر و گلہائے رنگ رنگ
ماخذ ہے خوشبوؤں کا پسینہ حضور ﷺ کا

اقبالؔ دو گھروں کا پتہ دل پہ نقش ہے
کعبہ خدا کا گھر ہے مدینہ حضور ﷺ کا

☆

□
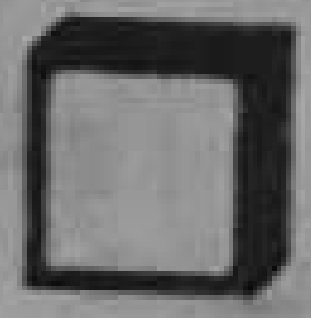
خدا کی حمد نعتِ مصطفیٰ ہے
ثنائے مصطفیٰ حمدِ خدا ہے

خدا کے بعد ان کا نام نامی
بڑوں سے بھی بڑا، سب سے بڑا ہے

خود ان کا نام ہے ان کا قصیدہ
قصیدہ گو باذات خود خدا ہے

مراتب آپ ﷺ کے اللہ اکبر
کوئی حد ہے نہ کوئی انتہا ہے

تہی دست و تہی داماں بظاہر
مگر خاکِ قدم بھی کیمیا ہے

اثاثہ بوریا اور کالی کملی
مگر رُتبہ شہِ ارض و سما ہے

غذا نانِ جویں، وہ بھی بہ قلّت
مگر سارا جہاں ان کا گدا ہے

خود اپنی آل پر فاقوں پہ فاقہ
مگر معمول، اکرام و عطا ہے

بشر بھی، عبد بھی، اُمّی لقب بھی
مگر منصب امامِ الانبیا ہے

دیا مٹی کا حجرے کا مقدّر
مگر حجرہ نشیں بدر الدجےٰ ہے

ان کے دم ہی سے کونین روشن
کہ ان کی ہر نظر نور الہدیٰ ہے

شب ِ طیبہ بھی ہے صبحِ درخشاں
کہ میرِ شہر خود شمس الضحیٰ ہے

بدن چھلنی کیا جن ظالموں نے
ان ہی کے حق میں ہونٹوں پر دعا ہے

خدا لگتی کہو دنیا کے لوگو
اگر رحمت نہیں ہے یہ تو کیا ہے

سنبھلتا ہی نہیں اب مجھ سے دامن
خدا نے مجھ کو اتنا کچھ دیا ہے

سبب ظاہر ہے اس فضل و کرم کا
یہ آقا سے محبت کا صلہ ہے

فقیرانہ گذر اوقات لیکن
شہنشاہوں سے بھی عظمت سوا ہے

نہ اُن جیسا کوئی آئندہ ہوگا
نہ اُن جیسا کوئی اب تک ہوا ہے

☆

□
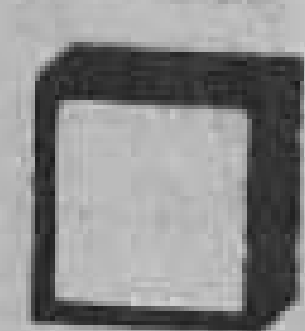
سارے نبیوں کے عہدے بڑے ہیں لیکن آقا کا منصب جدا ہے
وہ امامِ صف ِ انبیا ہیں' اُن کا رُتبہ بڑوں سے بڑا ہے

کوئی لفظوں سے کیسے بتادے' ان کے رُتبے کی حد ہے تو کیا ہے
ہم نے اپنے بڑوں سے سُنا ہے' صرف اللہ ان سے بڑا ہے

وہ اک شہرِ نور الہدیٰ ہے' جلوہ گاہوں کا اک سلسلہ ہے
جس کی ہر صبح شمس الضحیٰ ہے جس کی ہر شام بدرالدجیٰ ہے

نام جنت کا تم نے سُنا ہے' میں نے اس کا نظارہ کیا ہے
میں یہاں سے تمہیں کیا بتادوں' ان کی نگری کی گلیوں میں کیا ہے

کتنا پیارا ہے موسم وہاں کا ' کتنی پُر کیف ساری فضا ہے
تم مرے ساتھ خود چل کے دیکھو' گرد طیبہ بھی خاک شفا ہے

یہ وہی شہرِ طیبہ ہے جس میں خواب گاہِ حبیب خدا ہے
کام ہے جن کا عقدہ کشائی ' نام بھی جن کا خیرالوریٰ ہے

جن کا رُتبہ ہوا ہے ' فہم و ادراک سے ماورا ء ہے
بحر و بر جن کے زیرِ نگیں ہیں' تا بہ افلاک جن کی ضیا ہے

پیشواؤں کے جو پیشوا ہیں' اک لقب جن کا صدر العلاء ہے
قاب قوسین ہے جن کی منزل ' رہگزر سدرۃ المنتہیٰ ہے

مستقل ان کی ڈیوڑھی عطا ہو ' میرے معبود یہ التجا ہے
کوئی پوچھے تو یہ کہہ سکوں میں' بابِ جبریل میرا پتہ ہے

☆

□
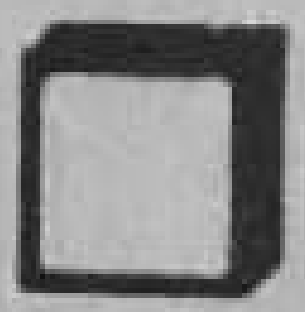
بکھری پڑی ہے طیبہ میں خوشبو گلی گلی
جیسے ادھر سے گزرے ہیں آقا ابھی ابھی

اللہ رے مدینے کے پاکیزہ روز و شب
ماحول نور نور، ہوائیں دھلی دھلی

خوش خلق میزبان محبت بھری فضا
اب تک مشامِ جاں میں ہیں یادیں رچی بسی

طیبہ کا ہر مکیں ہے اک پیکرِ خلوص
اللہ رکھے آقا کی کھیتی ہری بھری

شرمِ خطا ہے یوں ہوا میں حاضرِ حرم
نبضیں تھمی تھمی سی، نگاہیں جھکی جھکی

ہر گوشہ چاہتا ہے مدینے کا احترام
جلوے قدم قدم ہیں، تقدس گلی گلی

مجھ کو عطا ہوئی جو ریاضِ رسول ﷺ سے
سانسوں میں آج تک ہے وہ خوشبو رچی بسی

پاسِ ادب سے میں نے وہاں کچھ نہیں کہا
لیکن مجھے یقین ہے میری سنی گئی

لوٹا تو میرے ساتھ تھی رحمت کی روشنی
گھر سے چلا تھا لے کے میں آنکھیں بجھی بجھی

جیسے مجھے سہارا دیا خود حضور ﷺ نے
محسوس مجھ کو یوں بھی ہوا ہے کبھی کبھی

سورج اُتر کے جیسے مرے گھر میں آ گیا
جب بھی مری زبان سے نکلا نبی نبی

صدیوں پرانا ہوچکا شہر حرم مگر
ہر چیز اس کی لگتی ہے اب بھی نئی نئی

☆

□
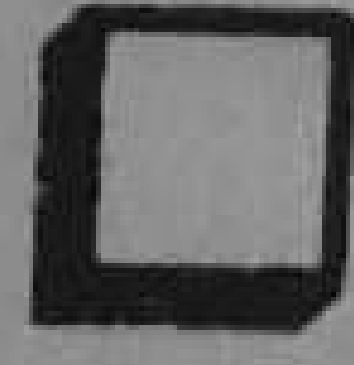
جلوہ فگن محمد ﷺ ، جلو نما محمد ﷺ
خود عکسِ آئینہ گر ، خود آئینہ محمد ﷺ

صبح ازل بھی ان کی شامِ ابد بھی ان کی
شمس الضحیٰ محمد ﷺ ، بدرالدجیٰ محمد ﷺ

تہذیبِ سالکاں بھی ، تادیبِ گمراہاں بھی
ہر جادہ سفر میں نور الھدیٰ محمد ﷺ

ان کو خلوصِ دل سے کوئی اگر پکارے
مشکل کی ہر گھڑی میں مشکل کشا محمد ﷺ

تائیدِ بے نوایاں، تسکینِ غم نصیباں
غم خوار و غم گُسار و غم آشنا محمد ﷺ

ہر طالب شفا کا دارالشفا مدینہ
ہر دردِ لادوا کی شافی دوا محمد ﷺ

اپنے پرائے سب کے عقدہ کشا وہی ہیں
خیر الامم محمد ﷺ ، خیرالوریٰ محمد ﷺ

محفوظ کشتیوں کے تو ناخدا سبھی ہیں
ٹوٹے ہوئے سفینوں کے ناخدا محمد ﷺ

قرآن بولتا تھا لہجے میں مصطفےٰ ﷺ کے
ہوتے تھے جب ہدایت کو لب کشا محمد ﷺ

ہر ملک اور ملت کا کوئی پیشوا ہے
اور سارے پیشواؤں کے پیشوا محمد ﷺ

اقبالؔ حرزِ جاں ہے اب صرف یہ وظیفہ
صلِ علیٰ محمد ﷺ صلِ علیٰ محمد ﷺ

☆

□
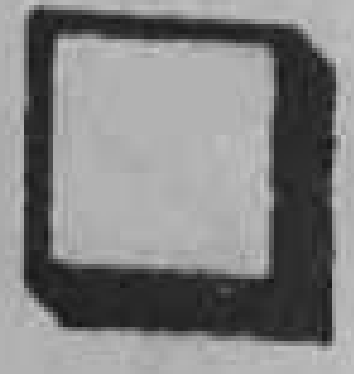
عنوانِ کتاب آفرینش
سرمایۂ کن فکاں محمد ﷺ

تکمیلِ صحیفۂ رسالت
سرخیلِ پیمبراں محمد ﷺ

سرتاج قلمرو فضیلت
شاہنشہِ فاضلاں محمد ﷺ

دانائے رموز ہر دو عالم
دانش گہِ عارفاں محمد ﷺ

ناموسِ معارف و معانی
سرچشمۂ کاملاں محمد ﷺ

درویش و فقیرِ ربِ کعبہ
ظلِ اللہ خسرواں محمد ﷺ

ذی رُتبہ و منکسر طبیعت
ہم بندہ و حکمراں محمد ﷺ

شہکار و کمالِ حضرت حق
اُمی و علوم داں محمد ﷺ

گہوارۂ شکستگانِ ہستی
منزل گہِ عاصیاں محمد ﷺ

تالیف قلوبِ غم نصیباں
تسکین و قرار جاں محمد ﷺ

ذاتے کہ تمام تر تقدّس
نامے کہ بدوں گماں محمد ﷺ

☆

□
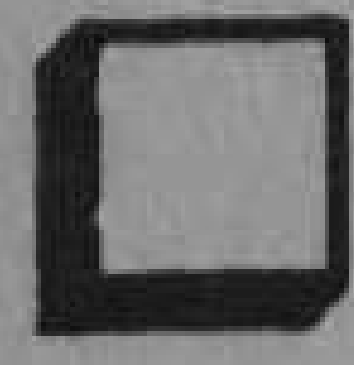
بیاں کیسے ہوں الفاظ میں صفات ان کی
نزولِ وحیِ الٰہی ہے بابت بات اُن کی

اُنہی کے دم سے منور ہے بزمِ کون و مکاں
زمیں سے تابہ فلک ساری کائنات ان کی

وجود پیکر خاکی میں نورِ لاہوتی
کمالِ خالق کون و مکاں ہے ذات ان کی

جو ان کے ہوگئے ان کے نصیب، کیا کہنا
حیات ان کی، ممات ان کی، کائنات ان کی

ولیٔ مجیب و رؤف و رحیم و حق و کریم
صفات خالقِ کونین ہیں صفات ان کی

تمام طاعت و تقویٰ تمام صدق و صفا
کلام پاک کی تفسیر ہے حیات ان کی

جنہیں نواز دے دامانِ رحمت عالم
بیک نگاہِ شفاعت اثر نجات اُن کی

☆
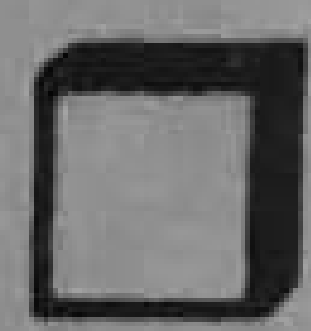
سجود فرض ہیں اظہارِ بندگی کے لئے
درود شرط ہے ذکر محمدی ﷺ کے لئے

کوئی کسی کے لئے ہے کوئی کسی کے لئے
مگر حضور ﷺ کی سرکار ہے سبھی کے لئے

خطابِ رحمتِ عالم ہے وہ خطابِ جلیل
بجز حضور ﷺ جو زیبا نہیں کسی کے لئے

کوئی رسول رؤف و رحیم ہے نہ کریم
خدا کے نام ہیں مختص حضور ﷺ ہی کے لئے

لباس فقر میں بھی سروری ہے ان کی غلام
کہ تاج و تخت ضروری نہیں نبی ﷺ کے لئے

مدینہ جا کے نہ لوٹے کوئی تو کیا کہنا
بڑے شرف کی یہ منزل ہے زندگی کے لئے

جہاں شکستہ دلوں کو سکون ملتا ہے
تڑپ رہا ہوں میں اس در کی حاضری کے لئے

جو خاکِ پاکِ مدینہ عطا ہوئی ہے مجھے
وہ ساتھ جائے گی تربت میں روشنی کے لئے

ہر اک رسول ﷺ کا محدود اک علاقہ تھا
حضور ﷺ آئے دو عالم کی رہبری کے لئے

☆

□
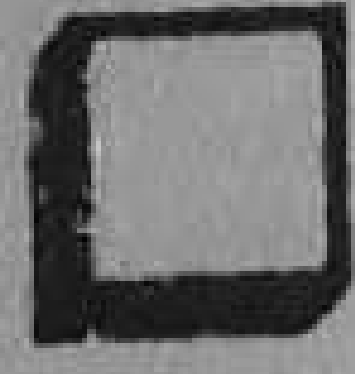
اِس شان سے ہو کاش تماشائے مدینہ
جس سمت نظر جائے، نظر آئے مدینہ

سودا ہو اگر سر میں تو سودائے مدینہ
ہو دل میں تمنّا تو تمنّائے مدینہ

ہر وقت تصوّر میں مدینے کی فضا ہو
اس طرح مرے دل میں سما جائے مدینہ

ہر خار مدینے کا گلِ تر سے حَسیں تر
اور غیرتِ فردوس ہے صحرائے مدینہ

ہے شافع محشر کا کرم اس کا مقدّر
اللہ رے خوش بختیٔ شیدائے مدینہ

تخلیق دو عالم کا سبب ذات ہے ان کی
شاہنشۂ کونین ہیں آقائے مدینہ

خاکِ قدم پاک نبی ﷺ خاکِ شفا ہے
ہر دَرد کا درماں ہیں مسیحائے مدینہ

وہ کوثر و تسنیم کا محتاج نہیں ہے
ہو جس کو عطا جُرعہ صہبائے مدینہ

یاد آتے ہیں جس وقت مدینے کے شب و روز
اقبآل پُکار اٹھتا ہوں میں ہائے مدینہ

☆

□
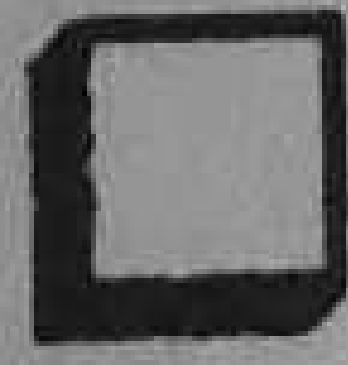
مالکِ کون و مکاں خود ہے ثنا خوانِ رسول ﷺ
اس سے بہتر ان کی مدحت اور کر سکتا ہے کون

عظمتِ آقا کے یوں تو معترف ہیں غیر بھی
مستند توثیقِ عظمت اور کر سکتا ہے کون

دل پہ جب قابو نہ ہو تو نعت گو بھی کیا کرے
ورنہ مدحت کی جسارت اور کر سکتا ہے کون

روزِ محشر حضرتِ حق کے حضور
گناہ گاروں کی شفاعت اور کر سکتا ہے کون

یہ شرف مختص ہے بس خیرالوریٰ کے واسطے
عاصیوں پر یوں عنایت اور کرسکتا ہے کون

آپ ﷺ سرخیلِ رُسل، خیر البشر خیر الامم
سارے نبیوں کی وکالت اور کرسکتا ہے کون

اللہ اللہ یہ کرم یہ در گزر یہ حوصلہ
خون کے پیاسوں پہ رحمت اور کرسکتا ہے کون

خانۂ دشمن بھی ٹھہرا ضامن حفظ و اماں
یہ مروّت یہ شرافت اور کرسکتا ہے کون

ہر نفس رب کی ثنا اور ہر قدم اس کی رضا
یوں ادا فرض عبادت اور کرسکتا ہے کون

جوئے خوں بھی سر سے گذری، خونِ ناحق بھی ہُوا
دینِ حق کی یُوں حفاظت اور کرسکتا ہے کون
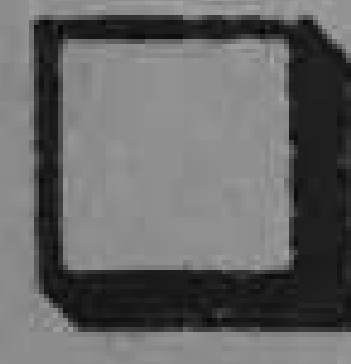
❑

صد شکر، اتنا ظرف مری چشم تر میں ہے
دیکھے بغیر سارا مدینہ نظر میں ہے

پہلا سفر مدینے کا میں کیسے بھول جاؤں
سارا وجود میرا ابھی تک سفر میں ہے

لفظوں کے بس کی بات نہیں اس کا تجزیہ
کچھ ایسا کیف طیبہ کی شام و سحر میں ہے

ہے جلوہ پاش گنبدِ خضرا کچھ اس طرح
فیضانِ نور شہر کے ہر بام و دَر میں ہے

صدیاں ہوئیں حضور ﷺ کو پردہ کئے مگر
خوشبو خرامِ پاک کی ہر رہ گزر میں ہے

تھوڑی سی خاکِ پاکِ مدینہ ہے میرے پاس
نازاں ہوں میں کہ دولت کونین گھر میں ہے

کیا ہوگا وہ وقار کسی تاجدار میں
اقبالؔ جو مدینے کے دریوزہ گر میں ہے

☆

□
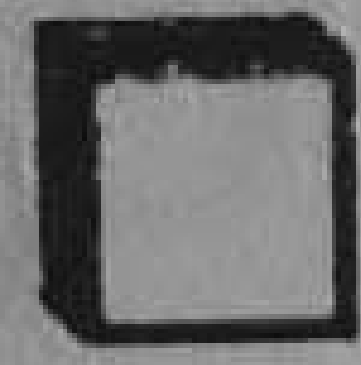
معراج نظر گنبد و مینار کا عالم
تسکینِ دل و جاں در و دیوار کا عالم

فردوس بہ ساماں ہیں مدینہ کے نظّارے
جو دشت کا عالم ہے، وہی گلزار کا عالم

ہر شے میں مدینے کی ہے فردوس کی خوشبو
جو پھولوں کا عالم ہے وہی خار کا عالم

ہوتی ہے شب و روز وہاں بارشِ انوار
جو کوچوں کا عالم، وہی بازار کا عالم

اک گنجِ گراں مایہ ہے مٹی بھی وہاں کی
ہر ذرّے کا عالم، درِ شہوار کا عالم

طیبہ کی ہواؤں میں بھی عیسیٰ نفسی ہے
محتاج مسیحا نہیں، بیمار کا عالم

وہ نگری ہے گہوارۂ ایثار و مساوات
منعم کا جو عالم، وہی نادار کا عالم

ہر چہرے پہ ہے نُور محبت کا، وفا کا
ہر گھر میں مدارات کا اور پیار کا عالم

اس شہر میں آنکھوں کی ضرورت نہیں ہوتی
بے دیکھے وہاں رہتا ہے دیدار کا عالم

اقبالؔ خوشا یادِ شب و روز مدینہ
ہے خواب میں بھی دیدۂ بیدار کا عالم

☆

□
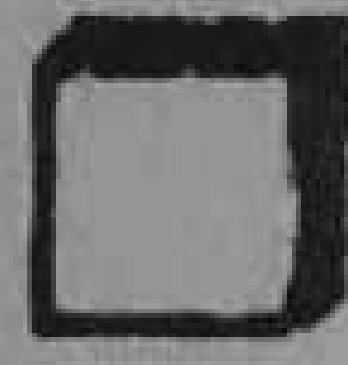
بے دیکھے مدینے کی تصویر ہے آنکھوں میں
اب جاگتی آنکھوں کی تاثیر ہے آنکھوں میں

بے دیدۂ بینا بھی بینائی میسّر ہے
بے نُور بصارت بھی تنویر ہے آنکھوں میں

جس روضۂ اقدس کو آنکھوں سے نہیں دیکھا
اس روضۂ اقدس کی تصویر ہے آنکھوں میں

ہر وقت نگاہوں میں گلیاں ہیں مدینے کی
اک شہرِ حرم شاید تعمیر ہے آنکھوں میں

اب اشک کا ہر قطرہ کرتا ہے ثنا خوانی
ہر نعت مِری جیسے تحریر ہے آنکھوں میں

ہر آنسو کو آتا ہے اب صلِ علیٰ کہنا
بے لفظ و بیاں حسنِ تقریر ہے آنکھوں میں

ہم نے بھی کبھی جلوے آنکھوں میں سمیٹے ہیں
انوار کا اک عالم زنجیر ہے آنکھوں میں

آنکھوں کی کہی نعتیں طیبہ کی اذانیں ہیں
اور لحنِ بلالی کی تاثیر ہے آنکھوں میں

☆

□
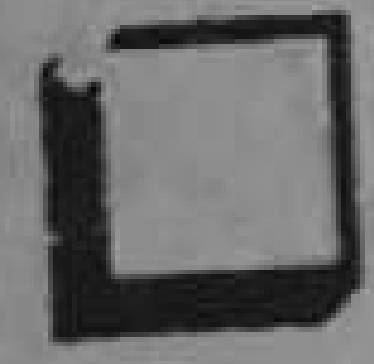
فضا میں نکہتِ صلِ علیٰ ہے
کہ ذکرِ سیرتِ خیرالوریٰ ہے

تقدس گوشے گوشے سے عیاں ہے
کہ یہ بزم محمد مصطفےٰ ﷺ ہے

محمد ﷺ جو شہِ کون و مکاں ہیں
رسائی جن کی تا عرشِ علیٰ ہے

محمد ﷺ جو ہیں محبوبی سراپا
جنہیں اللہ بے حد چاہتا ہے

محمد ﷺ جو ہیں اسمِ با مسمیٰ
کہ ان کی ذاتِ اقدس مصطفےٰ ﷺ ہے

جو ہیں رحمت نظر انوار پیکر
وجودِ پاک جن کا مجتبیٰ ہے

جو ہیں واحد سہارا عاصیوں کا
شفاعت جن کے ماتھے پر لکھا ہے

کرم تو ہے ہمیشہ سے ہی ہم پر
سبب لیکن کرم کا اب کھلا ہے

اب اس سے بڑھ کے کیا ہوگا تحفظ؟
ہمارا گھر بھی اب رحمت کدہ ہے

☆

□
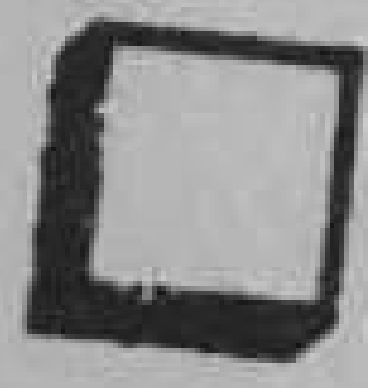
سجدوں کا اثر اور ہے جلوں کا اثر اور
کعبہ کی سحر اور ہے طیبہ کی سحر اور

ایک مسلک لبیک ہے ایک جادۂ لولاک
مکہ کا سفر اور مدینے کا سفر اور

ایک فرضِ عبادت ہے تو ایک فرضِ محبت
یہ راہ گذر اور ہے اور وہ راہ گذر اور

اٹھتے رہے جلووں سے حجابات بتدریج
اور شوق کو اصرار کہ بس ایک نظر اور

اٹھ جائیں وہاں سے تو کہو اور کہاں جائیں
نہ ایسا کوئی گھر اور نہ ایسا کوئی در اور

احرام ضروری نہیں طیبہ کے سفر میں
ہوتے ہیں رہِ عشق کے آدابِ سفر اور

تاثیر تو ہوتی ہے دعاؤں میں بھی بے شک
ہوتا ہے مگر کچھ اثرِ دیدۂ تر اور

طیبہ کے مسافر کا کبھی جی نہیں بھرتا
ہوتا ہے فزوں بعدِ سفر شوقِ سفر اور

☆

□
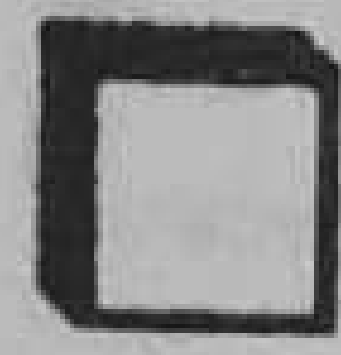
حبِ سرتاج رسول ﷺ دل میں بسا کر دیکھو
ان کی تعلیم کو معیار بنا کر دیکھو

دعوتِ دین نبی ﷺ آج بھی دُشوار نہیں
شرک و الحاد کی دیوار گرا کر دیکھو

اسی ظلمات میں ممکن ہے چَراغاں اب بھی
اپنے افسردہ چَراغوں کو جلا کر دیکھو

سیرتِ پاک نبی ﷺ کیا ہے؟ نبی خود کیا ہیں؟
پوچھتے کس سے ہو؟ قرآن اٹھا کر دیکھو

ان کے اوصاف میں ایک وصف شفاعت کیوں ہے
ایک مجرم کی طرح اشک بہا کر دیکھو

تم کو غمخواری کا مفہوم سمجھنا ہے اگر
صدقِ دل سے انہیں اک بار بُلا کر دیکھو

ان کو کیوں رحمتِ کونین کہا جاتا ہے
طائف و مکہ کی تاریخ اٹھا کر دیکھو

کس کو کہتے ہیں تقدس یہ سمجھنا ہے اگر
اپنی آنکھوں سے کبھی طیبہ میں جا کر دیکھو

عین ممکن ہے یہ بخشش کا وسیلہ ہو جائے
رقتِ قلب سے ایک نعت سنا کر دیکھو

بے مانگے بھی پاتے ہیں وہاں اہلِ طلب
تم بھی اس در پہ کبھی جا کے صدا کر دیکھو

ملنا چاہو جو مدینے کے کسی شاعر سے
کبھی اقبالؔ کو محفل میں بلا کر دیکھو

☆

□
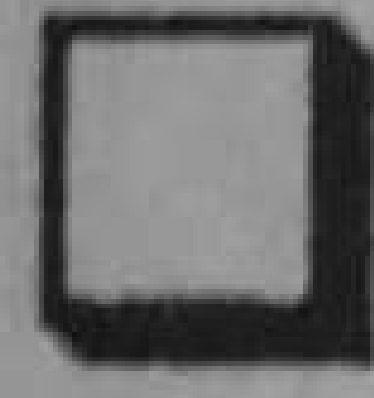
ہے آمدِ سعید شہِ کائنات کی
بالاہتمام جشن منانے کا وقت ہے

احسانِ ایزدی ہے ولادت رسول ﷺ کی
لوحِ جبیں بہ عجز جھکانے کا وقت ہے

تبلیغِ دیں کے واسطے گھر گھر بصد نیاز
ذکرِ نبی ﷺ کی بزم سجانے کا وقت ہے

محفل سجی ہوئی ہے سلام و درود کی
یہ وقت، نعت پاک سنانے کا وقت ہے

مطلوب ہے جو تم کو شفاعت حضور ﷺ کی
شرم خطا سے اشک بہانے کا وقت ہے

☆

□
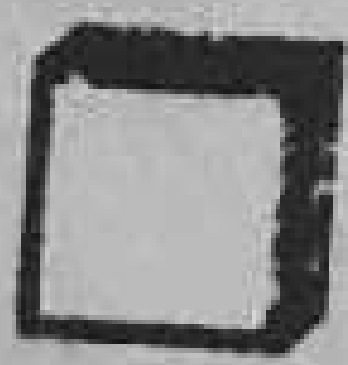
جو تمہیں بھی میری طرح کہیں نہ سکون قلب نصیب ہو
مری بات مانو تو میں کہوں مرے ساتھ سوئے حرم چلو

تمہیں ہم سفر کی ہے جستجو، مجھے راہبر کی تلاش ہے
چلو ایک ساتھ چلے چلیں، مِرا ہاتھ ہاتھ میں تھام لو

وہ جو گھر ہے میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا، وہ جو در ہے نکہت و نور کا
اسی آستاں پہ پڑے رہو، اسی در پہ عمر گزار دو

کبھی پیش آئیں جو مسئلے، کبھی سر اٹھائیں جو مرحلے
کوئی اور کام نہ آئے گا جو صدائیں دو تو انہیں کو دو

جو دوا بھی ہیں، جو شفا بھی ہیں، جو شفیعِ روزِ جزا بھی ہیں
جنہیں جانِ لطف و عطا کہو، جنہیں عینِ جود و سخا کہو

وہی غمزدوں کے کفیل ہیں، وہی عاصیوں کے وکیل ہیں
وہی مغفرت کی سبیل ہیں، بس انہیں کا ذکر کیا کرو

وہ بڑے رؤف و رحیم ہیں، وہ حبیب ربِ کریم ہیں
خود انہیں سے حال بیاں کرو، مرے واسطے بھی دُعا کرو

جو تمہارا بخت نہ ساتھ دے، جو سفر کا حکم نہ مل سکے
تو بصد خلوص و سپردگی شب و روز نعت پڑھا کرو

مگر ایک بات نہ بھولنا کہ حضور ﷺ کس کے حبیب ہیں
کبھی وردِ صلِ علیٰ کرو، کبھی ذکرِ ربِ العلیٰ کرو

☆

□
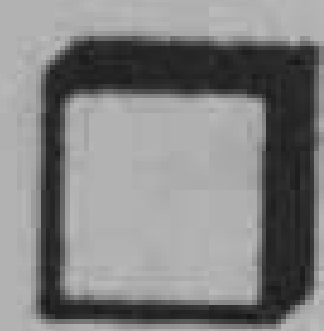
لطف غزل بھی اپنی جگہ خوب ہے مگر
نعتِ نبی ﷺ کا سچ ہے' مزا ہی کچھ اور ہے

جنت کی نعمتوں سے میں منکر نہیں مگر
شہرِ نبی ﷺ کی آب و ہوا ہی کچھ اور ہے

طوفِ حرم کے وقت بھی تھا طیبہ دھیان میں
دربار مصطفٰےؐ کی فضا ہی کچھ اور ہے

عشقِ رسول کیا ہے' مسیحا کو کیا خبر
اس دردِ جانفزا کی دوا ہی کچھ اور ہے

شاہی سے بے نیاز ، فقیری میں سرفراز
اس دَر کے سائلوں کی ادا ہی کچھ اور ہے

قدموں سے ان کی جاکے لپٹ جاؤ عاصیو
آقا ﷺ کی شانِ عفوِ خطا ہی کچھ اور ہے

ملتی ہے سائلوں کو وہاں بھیک بے حساب
اس در کا اہتمامِ عطا ہی کچھ اور ہے

☆

❐
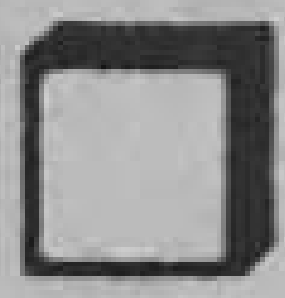
مجھ کو بھی کاش جلوۂ خضرا دکھائی دے
بے نور آنکھ سے بھی اُجالا دکھائی دے

تھوڑی سی دیر کو مجھے بینائی چاہیے
بس اک جھلک حضور ﷺ کا روضہ دکھائی دے

یارب عطا ہو مجھ کو وہ مخصوص روشنی
اٹھے جدھر نگاہ مدینہ دکھائی دے

جاگوں تو صرف ان کے خیالوں میں گم رہوں
سوجاؤں تو فقط رخِ آقا ﷺ دکھائی دے

منزل مری وہ شہرِ کرامات ہو جہاں
ذرّوں سے آفتاب ابھرتا دکھائی دے

وہ شہر جس کا نام تو کعبہ نہیں مگر
گلیوں میں جس کی رونقِ کعبہ دکھائی دے

بے نوریٔ نگاہ کا اک فائدہ بھی ہے
کانٹے سجھائی دیں نہ اندھیرا دکھائی دے

اقبالؔ اپنی چشمِ بصیرت سے کام لو
یہ کیا ضرور آنکھ سے رستہ دکھائی دے

☆

□
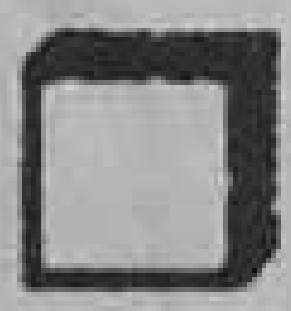
ہر وقت تصوّر میں مدینے کی گلی ہے
اب دربدری ہے نہ غریب الوطنی ہے

وہ شمعِ حرم جس سے منور ہے مدینہ
کعبے کی قسم رونقِ کعبہ بھی وہی ہے

اس شہر میں بک جاتے ہیں خود آ کے خریدار
یہ مصر کا بازار نہیں' شہرِ نبی ﷺ ہے

اس ارضِ مقدس پہ ذرا دیکھ کے چلنا
اے قافلے والو یہ مدینے کی گلی ہے

نظروں کو جھکائے ہوئے خاموش گزر جاؤ
بیتاب نگاہی بھی یہاں بے ادبی ہے

حق اس کا ادا صرف جبینوں سے نہ ہوگا
اے سجدہ گزارو یہ درِ مصطفویؐ ہے

نذرانۂ جاں پیش کرو حلقہ بگوشو!
یہ بارگہِ ہاشمی و مطلبیؐ ہے

اقبالؔ میں کس منہ سے کروں مدحِ محمد ﷺ
منہ میرا بہت چھوٹا ہے اور بات بڑی ہے

☆

□
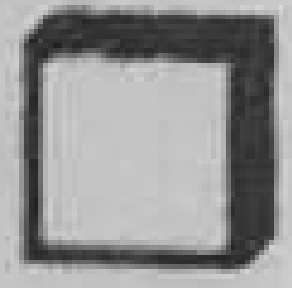
میں تو خود ان کے در کا گدا ہوں، اپنے آقا کو میں نذر کیا دوں
اب تو آنکھوں میں بھی کچھ نہیں ہے ورنہ قدموں میں آنکھیں بچھا دوں

آنے والی ہے اُن کی سواری، پھول نعتوں کے گھر گھر سجادوں
میرے گھر میں اندھیرا بہت ہے، اپنی پلکوں پہ شمعیں جلادوں

میری جھولی میں کچھ بھی نہیں ہے، میرا سرمایہ ہے تو یہی ہے
اپنی آنکھوں کی چاندی بہادوں، اپنے ماتھے کا سونا لٹادوں

بے نگاہی پہ میری نہ جائیں، دیدہ ور میرے نزدیک آئیں
میں یہیں سے مدینہ دکھادوں، دیکھنے کا سلیقہ سکھادوں

روضۂ پاک پیشِ نظر ہے' سامنے میرے آقا ﷺ کا در ہے
مجھ کو کیا کچھ نظر آ رہا ہے' تم کو لفظوں میں کیسے بتادوں

میرے آنسو بہت قیمتی ہیں' ان سے وابستہ ہیں ان کی یادیں
ان کی منزل ہے خاکِ مدینہ' یہ گہر یونہی کیسے لٹادوں

میں فقط آپ ﷺ کو جانتا ہوں اور اسی در کو پہچانتا ہوں
اس اندھیرے میں کس کو پکاروں' آپ ﷺ فرمائیں کس کو صدا دوں

مجھ کو اقبالؔ نسبت ہے ان ﷺ سے' جن کا ہر لفظ جانِ سخن ہے
میں جہاں نعت اپنی سنادوں' ساری محفل کی محفل جگادوں

☆

□
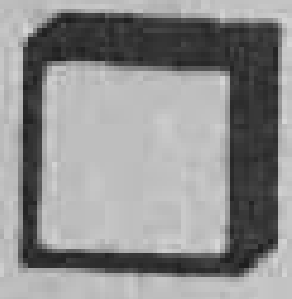
مجھ کو حیرت ہے کہ میں کیسے حرم تک پہنچا
مجھ سا ناچیز درِ شاہ اُمم تک پہنچا

ماہ و انجم بھی ہیں جس نقشِ قدم سے روشن
آج صد شکر میں اس نقشِ قدم تک پہنچا

اس کے آگے مری جرأت، نہ تقاضائے ادب
میرا افسانہ فقط دیدۂ نم تک پہنچا

کتنے خوش بخت ہیں ہم لوگ کہ وہ نورِ تمام
ان اندھیروں میں ہمیں ڈھونڈ کے ہم تک پہنچا

جرأت اشکِ ندامت پہ ندامت ہے مجھے
اتنا گستاخ کہ دامانِ کرم تک پہنچا

□

اس کو کیا کہتے ہیں اربابِ خرد سے پوچھو
کیسے اک اُمّی لقب لوح و قلم تک پہنچا

□

نعت لکھنے کو قلم جب بھی اٹھایا اقبالؔ
قطرہ خونِ جگر نوکِ قلم تک پہنچا

☆

□
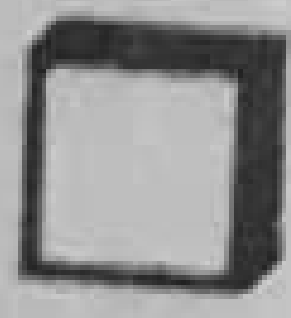
اللہ اللہ طیبہ و بطحا کی پاکیزہ زمیں
درس گاہِ اہل عرفاں، مکتبِ اہلِ یقیں

جلوۂ شمس الضحیٰ ﷺ، آئینۂ عرش بریں
روضۂ بدر الدجیٰ ﷺ، فردوس بروئے زمیں

اس زباں سے آپ ﷺ کی توصیف ممکن ہی نہیں
اے شہنشاہِ اُمم ﷺ اے تاجدار مرسلیں ﷺ

ہر نظر، ہر فکر ہر انداز، ہر نطقِ حَسیں
دل پذیر و دل نواز و دل گداز و دل نشیں

موجۂ تسنیم و کوثر کیف چشمِ سرمگیں
نکہتِ باغ جناں خوشبوئے زلفِ عنبریں

جو تبسّم حاصلِ سرمایہ لوح و قلم
ہر تکلّم حاملِ منشائے رب العالمیں

کس تکلف سے چلی اور کس تقدس سے بڑھی
ایک شاہانہ سواری جانبِ عرش بریں

آگے آگے پیشوائی کے لئے نورِ تمام
پیچھے پیچھے دست بستہ با ادب روح الامیں

جستجو لے آئی مجھ کو آج کس کے شہر میں
ذرّے ذرّے پر جھکی جاتی ہے خود لوح جبیں

اک نگاہ ملتفت کا منتظر ہے دیر سے
اور تو کچھ آپ ﷺ سے اقبالؔ نے مانگا نہیں

□
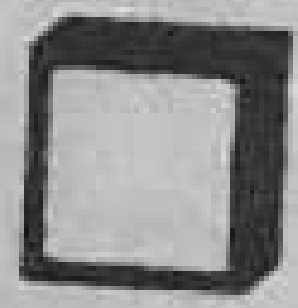
یہ خوشبو مجھے کچھ مانوس سی محسوس ہوتی ہے
مجھے تو یہ مدینے کی گلی محسوس ہوتی ہے

یقیناً یہ گزرگاہِ شہنشاہِ دو عالم ہے
فضا میں کس قدر پاکیزگی محسوس ہوتی ہے

مری بے نور آنکھوں نے چراغوں کی جگہ لے لی
مجھے اب وہ روشنی ہی روشنی محسوس ہوتی ہے

رُکی جاتی ہیں نبضیں اور قدم تھم تھم کے بڑھتے ہیں
مجھے اب قربتِ بابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم محسوس ہوتی ہے

اذان صبح دیتا ہے کوئی لحنِ بلالی میں
یکایک روح میں بالیدگی محسوس ہوتی ہے

ہوائیں گنگناتی ہیں، فضائیں مسکراتی ہیں
میں کھویا جارہا ہوں، بیخودی محسوس ہوتی ہے

جہاں میں اب کھڑا ہوں روضۂ اقدس ہے یہ شاید
تڑپ سینے میں، آنکھوں میں نمی محسوس ہوتی ہے

میں کچھ یوں دم بخود ہوں اس دیارِ رنگ ونکہت میں
کہ اپنی زندگی بھی اجنبی محسوس ہوتی ہے

جبیں میری عرق آلود ہے احساسِ عصیاں سے
بہت خوش ہوں مگر شرمندگی محسوس ہوتی ہے

یہ وہ ارضِ مقدس ہے جہاں کے ذرّے ذرّے میں
ابھی تک نکہت پائے نبی ﷺ محسوس ہوتی ہے

کہیں بدر الدجیٰ ﷺ کے نور سے فانوس روشن ہیں
کہیں نور الہدیٰ ﷺ کی آگہی محسوس ہوتی ہے

یہ کس کے شہر میں اقبالؔ قسمت مجھ کو لے آئی
یہاں جو چیز ہے کتنی بڑی محسوس ہوتی ہے

☆

☐
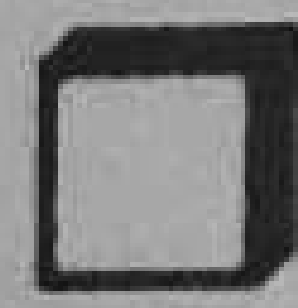
مدینے کے سارے مکیں محترم ہیں، مدینے کا ایک ایک گھر محترم ہے
کفِ پائے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو ہے ان میں، مدینے کی ہر رہ گزر محترم ہے

وہ نگری ہے اُس شاہِ کون و مکاں کی، فقیری کو جس نے امیری عطا کی
امیروں کبیروں پہ کیا منحصر ہے، مدینے کا دریوزہ گر محترم ہے

وہ لوحِ جبیں ہے یقیناً مکرم، جھکی ہو کبھی جو حدودِ حرم میں
میسر ہوئی ہو جسے دیدِ طیبہ، خدا کی قسم وہ نظر محترم ہے

اترتی ہے جو نورِ خضرا میں ڈھل کر مدینے کی وہ شب سراپا تقدس
جو ہوتی ہے پیدا اذانِ سحر سے وہ طیبہ کی ٹھنڈی سحر محترم ہے

جو آتا ہو اس کو وضو کا سلیقہ' ندامت میں ڈوبے ہوئے آنسوؤں سے
تو سائل کا حرفِ دعا محترم ہے' دُعا تو دُعا چشم تر محترم ہے

وہ ارض مقدس فلک مرتبہ ہے' وہ خاک قدم اب بھی خاک شفا ہے
مسافر کے رتبے کو کیا پوچھتے ہو' مدینے کی گرد سفر محترم ہے

جہاں میرے آقا علیہ وسلم صلی اللہ نے ڈالا تھا ڈیرا' دیارِ حرم سے مدینے پہنچ کر
اسے اپنے ہونٹوں سے چوما ہے میں نے' وہ چھوٹا سا گھر کس قدر محترم ہے

تم اقبالؔ قسمت کے کتنے دھنی ہو کہ آنکھوں کے احسان سے بھی بری ہو
تم اس شہر نور الہدیٰ میں کھڑے ہو جہاں زائر بے بصر محترم ہے

☆

□
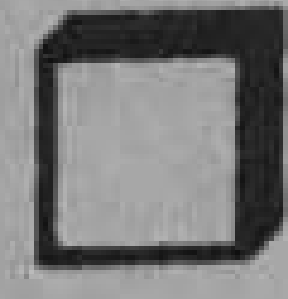
کیا خبر کیا سزا مجھ کو ملتی، میرے آقا ﷺ نے عزت بچالی
فردِ عصیاں مری مجھ سے لے کر، کالی کملی میں اپنی چھپا لی

وہ عطا پر عطا کرنے والے اور ہم بھی نہیں ٹلنے والے
جیسی ڈیوڑھی ہے ویسے بھکاری، جیسا داتا ہے ویسے سوالی

میں گدا ہوں مگر کس کے در کا؟ وہ جو سلطانِ کون و مکاں ہیں
یہ غلامی بڑی مستند ہے، میرے سر پر ہے تاجِ بلالی

میری عمرِ رواں بس ٹھہر جا، اب سفر کی ضرورت نہیں ہے
ان کے قدموں میں میری جبیں ہے اور ہاتھوں میں روضے کی جالی

اِس کو کہتے ہیں بندہ نوازی، نام اس کا ہے رحمت مزاجی
دوستوں پر بھی چشم کرم ہے، دشمنوں سے بھی شیریں مقالی

میں مدینے سے کیا آ گیا ہوں، زندگی جیسے بجھ سی گئی ہے
گھر کے اندر فضا سونی سونی، گھر کے باہر سماں خالی خالی

کوئی بادِ مخالف سے کہہ دے، اب مری روشنی مجھ سے چھینے
میں نے آنکھوں کی شمعیں بجھا کر، دل میں طیبہ کی مشعل جلا لی

میں فقط نام لیوا ہوں اُن کا، اُن کی توصیف میں کیا کروں گا
میں نہ اقبالؔ خسروؔ، نہ سعدیؔ، میں نہ قدسیؔ نہ جامیؔ، نہ حالیؔ

☆

□
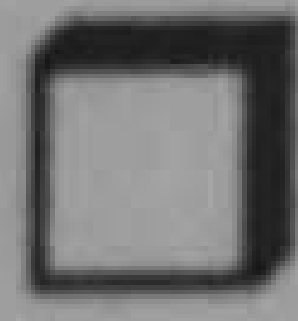
سوزِ دل چاہیے، چشمِ نم چاہیے اور شوقِ طلب معتبر چاہیے
ہوں میسر مدینے کی گلیاں اگر، آنکھ کافی نہیں ہے نظر چاہیے

انکی محفل کے آداب کچھ اور ہیں، لب کشائی کی جرأت مناسب نہیں
ان کی سرکار میں التجا کے لئے جنبشِ لب نہیں، چشمِ تر چاہیے

اپنی روداد غم میں سناؤں کسے، میرے دکھ کو کوئی اور سمجھے گا کیا؟
جس کی خاک قدم بھی ہے خاکِ شفا میرے زخموں کو وہ چارہ گر چاہیے

رونقیں زندگی کی بہت دیکھ لیں، اب میں آنکھوں کا اپنی کروں گا بھی کیا
اب نہ کچھ دیدنی ہے، نہ کچھ گفتنی، مجھ کو آقا علیہ السلام کی بس اک نظر چاہیے

میں گدائے درِ شاہِ کونین ﷺ ہوں، شیش محلوں کی مجھ کو تمنا نہیں
ہو میّسر زمیں پر کہ زیرِ زمیں، مجھ کو طیبہ میں اک اپنا گھر چاہیے

ان نئے راستوں کی نئی روشنی ہم کو راس آئی ہے اور نہ راس آئے گی
ہم کو کھوئی ہوئی روشنی چاہیے، ہم کو آئینِ خیر البشر ﷺ چاہیئے

گوشہ گوشہ مدینے کا پُر نور ہے، سارا ماحول جلووں سے معمور ہے
شرط یہ ہے کہ ظرفِ نظر چاہیے، دیکھنے کو کوئی دیدہ ور چاہیے

مدحتِ شاہِ کون و مکاں کے لئے صرف لفظ و بیاں کا سہارا نہ لو
فنِ شعری ہے اقبالؔ اپنی جگہ، نعت کہنے کو خونِ جگر چاہیے

☆

□
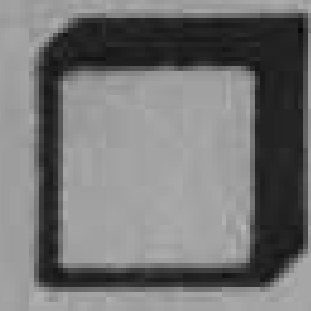
کعبہ مرے دل میں ہے مدینہ ہے نظر میں
اب کون سی رونق کی کمی ہے مرے گھر میں

اس در پہ دعاؤں کی ضرورت نہیں ہوتی
تھوڑا سا سلیقہ ہو اگر دیدۂ تر میں

اب آنکھوں کو میری کوئی بے نور نہ سمجھے
کچھ جلوے سمٹ آئے ہیں دامان نظر میں

ہر گام پہ آنکھوں سے ٹپک جاتے ہیں سجدے
کچھ ایسے مقام آتے ہیں طیبہ کے سفر میں

اس شہر سے سورج بھی گزرتا ہے مؤدب
کچھ ایسا تقدّس ہے مدینے کی سحر میں

کعبے میں تو بے شک کوئی بُت اب نہیں موجود
کچھ بُت ابھی باقی ہیں مگر ذہنِ بشر میں

اس راہ کے ہادی ﷺ کا کہا بھی تو رہے یاد
احرام ہی کافی نہیں کعبے کے سفر میں

مر جاؤں تو اقبالؔ مجھے خلد کے بدلے
تھوڑی سی زمیں چاہیے آقا ﷺ کے نگر میں

☆

□
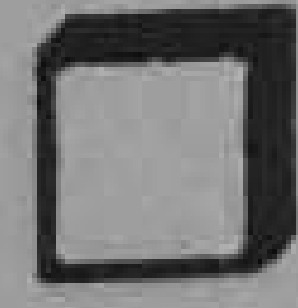
گو روضۂ اقدس کی طلبگار ہیں آنکھیں
سچ پوچھو تو خود راہ کی دیوار ہیں آنکھیں

اللہ رے یہ جرأتِ بیتاب نگاہی
بے نُور ہیں اور طالبِ دیدار ہیں آنکھیں

یہ بات میں کن لفظوں میں سمجھاؤں کسی کو
اب خواب کے عالم میں بھی بیزار ہیں آنکھیں

ہر رات چلی جاتی ہیں چپکے سے مدینے
مجھ سے بھی چھپاتی ہیں، پر اسرار ہیں آنکھیں

یہ سجدے بھی کر لیتی ہیں جب چاہے یہیں سے
دیوانی ہیں لیکن بڑی ہشیار ہیں آنکھیں

جس شہر میں بک جاتے ہیں خود جا کے خریدار
اس شہر میں آوارۂ بازار ہیں آنکھیں

یہ نرگسِ شہلا ہیں گلستانِ حرم کی
یہ کس نے کہا نرگسِ بیمار ہیں آنکھیں

طیبہ نظر آجائے تو یہ طاق حرم ہیں
طیبہ سے ہوں محروم تو بیکار ہیں آنکھیں

جو نازشِ گنجینۂ کونین ہے اقبالؔ
اس گوہرِ یکتا کی خریدار ہیں آنکھیں
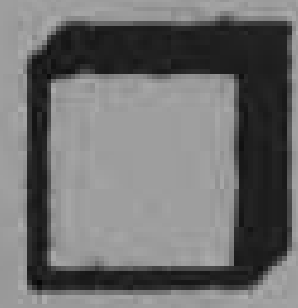
☆

□

ہم کو کیا مل گیا ہے چاندنی سے ' ہم کو کیا دے دیا روشنی نے
اپنے یہ چاند سورج سنبھالو ' ہم تو جاتے ہیں اپنے مدینے

میں کسی در پہ سر کیوں جھکادوں ' خالی دامن تمہیں کیوں دکھادوں
میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نگری سلامت ' جس کی گلیوں میں گھر گھر خزینے

ضبط کا مجھ میں یارا نہیں ہے ' رنجِ دُوری گوارا نہیں ہے
ذکرِ طیبہ خدارا نہ چھیڑو ' پھر چھلک جائیں گے آبگینے

شرم سے سر جھکے جارہے ہیں ' دل میں رہ رہ کے پچھتا رہے ہیں
اللہ اللہ یہ بارانِ رحمت ' آ گئے عاصیوں کو پسینے

علم و عرفان کا میں کیا کروں گا ' درسِ ایماں کسی سے نہ لوں گا
میرے آقا ﷺ کے قدموں کے نیچے ہیں فضائل کے لاکھوں دفینے

وہ معطر معطر ہوائیں ' وہ منور منور فضائیں
جن کی خوشبو سے معمور سانسیں ' جن کے جلووں سے پُر نور سینے

آدمی کا بھرم کھوگیا تھا ' غرقِ سیلابِ غم ہوگیا تھا
لیکن اک ناخدا کے سہارے ' پھر ابھر آئے ڈوبے سفینے

عمر اقبآل یونہی بسر ہو ' ہر نفس یادِ خیر البشر ﷺ ہو
صبح تا شام ذکرِ مسلسل ' اور راتوں کو پیہم شبینے

☆

□
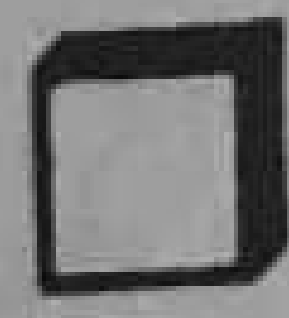
کعبے کا نور مسجدِ اقصیٰ کی روشنی
دو گونہ ہوگئی شبِ اسرا کی روشنی

کعبے سے جب چلی تھی سواری حضورﷺ کی
تھی شش جہت میں چہرۂ زیبا کی روشنی

جبریل ہم رکاب، جلو میں ملائکہ
اور آگے آگے منزل سدرہ کی روشنی

سر چشمۂ معارف و اسرار ہیں حضورﷺ
کونین کو محیط ہے اقرا کی روشنی

اُتری جسد میں ڈھل کے رسالت مآب ﷺ کے
فرشِ زمیں پہ عرش معلیٰ کی روشنی

راتوں کو شہر طیبہ میں ظلمت کا کیا سوال؟
جلوے بکھیر دیتی ہے خضرا کی روشنی

اک اک نگاہ مدینے کی ہے رشکِ کہکشاں
اللہ رے نقوش کفِ پا کی روشنی

جلوہ گہِ حرم کا تقاضا کچھ اور ہے
کافی نہیں ہے دیدۂ بینا کی روشنی

☆

□
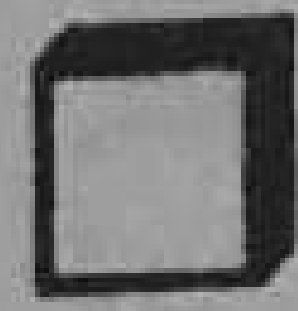
ہو چاہے اک زمانہ کسی رہنما کے ساتھ
ہم ہیں قسم خدا کی فقط مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ

منزل پہ ہم نہ پہنچے تو پہنچے گا اور کون؟
ہم جادۂ سفر میں ہیں کس پیشوا کے ساتھ

یہ ساری کائنات ہے لولاک آشنا
منسوب ہر چراغ ہے نور الہدیٰ ﷺ کے ساتھ

رشتہ ہر ایک صبح کا شمس الضحیٰ ﷺ سے ہے
ہر شب کو ربطِ خاص ہے بدرالدجیٰ ﷺ کے ساتھ

ممکن نہیں کہ بابِ کرم اس پہ وَا نہ ہو
شامل اگر ہو حسنِ عقیدت دُعا کے ساتھ

ہم جانتے ہیں کیا ہے تقاضائے بندگی
صلِ علیٰ کا ورد بھی ذکرِ خدا کے ساتھ

اقبالؔ نعت گوئی بھی اک شرف ہے مگر
لازم ہے اتباع بھی مدح و ثنا کے ساتھ

☆

□
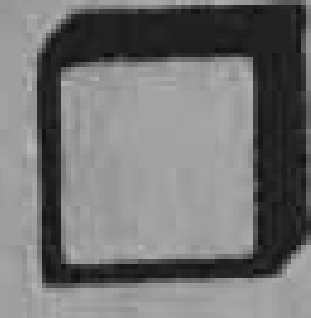
مِلا جو اذنِ حضوری پیام بر کے بغیر
میں آ گیا درِ اقدس پہ ہم سفر کے بغیر

وفورِ شوق نے یوں مری دست گیری کی
سفر تمام ہوا زحمتِ سفر کے بغیر

انھی کی چشمِ کرم کا یہ فیض ہے کہ نہیں
نظارہ مجھ کو ہوا منتِ نظر کے بغیر

ہر اک نفس میں سلام و درود کی خوشبو
ہر ایک گام پہ سجدہ جبیں و سَر کے بغیر

حریم قدس میں آنکھیں بھی باوضو پہنچیں
ہوئی نہ جرأت اظہار چشم تر کے بغیر

یہاں کی دھوپ میں ٹھنڈک ہے ابرِ رحمت کی
میں زیرِ سایہ ہوں اور سایۂ شجر کے بغیر

ہر ایک رات ہے اس شہر کی شبِ معراج
زمیں سے تا بہ فلک چاندنی قمر کے بغیر

یہاں کچھ اور ہے اندازِ گردشِ ایّام
فضا ہے نور فشاں آمدِ سحر کے بغیر

میں جانتا ہوں یہ نگری ہے میرے آقا ﷺ کی
دُعا یہاں سے پلٹتی نہیں اثر کے بغیر

یہاں سے اٹھ کے میں اقبالؔ کیسے گھر جاؤں
سکونِ قلب میسر ہے مجھ کو گھر کے بغیر

☆

□
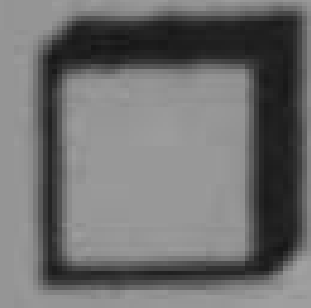
سجدے جبیں جبیں ہیں دعائیں زباں زباں
سوئے حرم چلے ہیں مسافر کشاں کشاں

احساسِ معصیت سے ہے لرزاں بدن بدن
اور چشمِ شرمسار سے آنسو رواں رواں

طے ہو رہی ہے راہِ طلب یوں قدم قدم
شاداں عیاں عیاں ہیں پشیماں نہاں نہاں

جلوے فلک فلک ہیں، اجالے فضا فضا
چمکا ہے آفتابِ رسالت کہاں کہاں

پھوٹی وہیں وہیں سے تجلی کرن کرن
لوحِ جبینِ پاک جھکی ہے جہاں جہاں

مانو تو ہر صدائے موذن ہے اک پیام
سمجھو تو ہے ندائے محمد ﷺ اذاں اذاں

گزرے جو ہم مدینے کی گلیوں سے یوں لگا
خوشبو چمن چمن ہے' بہاریں جناں جناں

بیٹھا ہے آستانے پہ اقبالؔ گو خموش
برپا ہے دل میں ایک تلاطم نہاں نہاں

☆

□
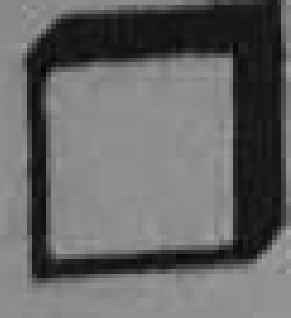
آخری وقت میں کیا رونقِ دنیا دیکھوں
اب تو بس ایک ہی دھن ہے کہ مدینہ دیکھوں

از اُفق تا بہ اُفق ایک ہی جلوہ دیکھوں
جس طرف آنکھ اُٹھے روضۂ والا دیکھوں

عاقبت میری سنور جائے جو طیبہ دیکھوں
دستِ امروز میں آئینۂ فردا دیکھوں

میں کہاں ہوں، یہ سمجھ لوں تو اٹھاؤں نظریں
دل سنبھل جائے تو میں جانبِ خضرا دیکھوں

میں نے جن آنکھوں سے دیکھا ہے کبھی شہرِ نبی ﷺ
اور ان آنکھوں سے اب کیا کوئی جلوہ دیکھوں

بعد رحلت بھی جو سرکار ﷺ کو محبوب رہا
اب ان آنکھوں سے میں خوش بخت وہ حجرہ دیکھوں

فقر و فاقہ ہی رہا جس کے مکینوں کا نصیب
چشمِ عبرت سے میں وہ مسکنِ زہرا دیکھوں

جالیاں دیکھوں کہ دیوار و در و بامِ حرم
اپنی معذور نگاہوں سے میں کیا کیا دیکھوں

میرے مولا مری آنکھیں مجھے واپس کردے
تاکہ اس بار میں جی بھر کے مدینہ دیکھوں

جن گلی کوچوں سے گزرے ہیں کبھی میرے حضورﷺ
ان میں تاحدِ نظر نقشِ کفِ پا دیکھوں

تا کہ آنکھوں کا بھی احسان اٹھانا نہ پڑے
قلب خود آئینہ بن جائے میں اتنا دیکھوں

کاش اقبالؔ یوں ہی عمر بسر ہو میری
صبح کعبے میں ہو اور شام کو طیبہ دیکھوں

☆

□
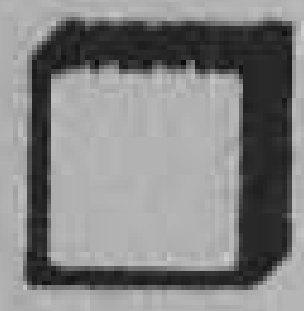
طیبہ جو یاد آیا، آنسو ٹپک گئے ہیں
یہ آبگینے خود ہی اکثر چھلک گئے ہیں

جس جس روش سے گزری سرکار کی سواری
گلشن تو پھر ہیں گلشن، صحرا مہک گئے ہیں

جس سمت اٹھ گئی ہیں رحمت مزاج نظریں
ماحول کی جبیں سے سجدے ٹپک گئے ہیں

روضے پہ چشمِ تر نے عاصی کی شرم رکھ لی
پلکوں سے کچھ فسانے خود ہی ڈھلک گئے ہیں

غربت میں ان کا دامن جب یاد آ گیا ہے
فکر و نظر کی حد تک جادے چمک گئے ہیں

فریاد اب تو سن لیں سرکار عاصیوں کی
آہیں بھی تھک گئی ہیں، آنسو بھی تھک گئے ہیں

اے زائرِ مدینہ رستہ نہ بھول جانا
ان منزلوں میں اکثر تقوے بہک گئے ہیں

اقبالؔ صدق دل سے یہ نعت کس نے چھیڑی
بے نُور انجمن میں جلوے لپک گئے ہیں

☆

□
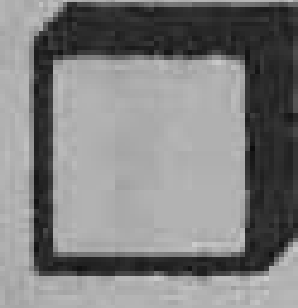
میں لب کُشا نہیں ہوں اور محوِ التجا ہوں
میں محفلِ حرم کے آداب جانتا ہوں

ان کو اگر نہ چاہوں تو اور کس کو چاہوں
جو ہیں خدا کے پیارے میں ان کو چاہتا ہوں

ایسا کوئی مسافر شاید کہیں نہ ہوگا
دیکھے بغیر اپنی منزل سے آشنا ہوں

کوئی تو آنکھ والا گزرے گا اس طرف سے
طیبہ کے راستے میں، میں منتظر کھڑا ہوں

یہ روشنی سی کیا ہے، خوشبو کہاں سے آئی؟
شاید میں چلتے چلتے روضے تک آ گیا ہوں

طیبہ کے سب گدا گر پہچانتے ہیں مجھ کو
مجھ کو خبر نہیں تھی میں اس قدر بڑا ہوں

دوری و حاضری میں اک بات مشترک ہے
کچھ خواب دیکھتا تھا، کچھ خواب دیکھتا ہوں

اقبالؔ مجھ کو اب بھی محسوس ہو رہا ہے
روضے کے سامنے ہوں اور نعت پڑھ رہا ہوں

☆

□
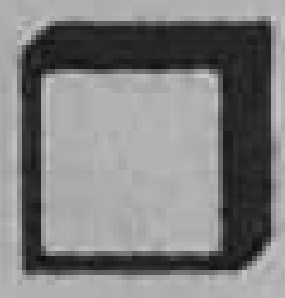
مجھے بھی مل گئی کچھ خاک آستانے کی
فضا مہک گئی میرے غریب خانے کی

چلا میں گھر سے تو دنیا کے غم بھی ساتھ چلے
نہ گفتگو کی سکت تھی نہ مسکرانے کی

حدودِ طیبہ کا آغاز جس جگہ سے ہوا
وہیں سے لوٹ گئیں گردشیں زمانے کی

قدم قدم پہ جھکی جارہی تھی لوحِ جبیں
ہر ایک ذرّے میں خوشبو تھی آستانے کی

جمالِ خضرا میں یوں کھوگیا وجودِ نظر
نہ مل سکی مجھے فرصت ہی سر جھکانے کی

□

مگر حضور ﷺ کے روضے پہ شرم عصیاں سے
نہ ہوسکی مجھے جرأت نظر اٹھانے کی

□

کرم تو پہلے بھی اقبالؔ بے شمار ہوئے
مگر یہ خاص نوازش مرے خدا نے کی

☆

□
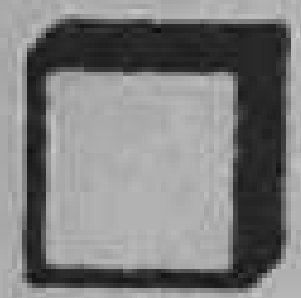
کعبے سے اٹھیں جھوم کے رحمت کی گھٹائیں
مقبول ہوئیں تشنہ نصیبوں کی دعائیں

والشّمس کے جلووں سے منوّر ہیں فضائیں
والّیل کی خوشبو سے معطّر ہیں ہوائیں

آتی ہے شہنشاہِ شفاعت ﷺ کی سواری
شاداں ہیں خطا کار تو نازاں ہیں خطائیں

اس در کے غلاموں کی ہے افتاد فقیری
راس آتی ہیں ان کو نہ عبائیں نہ قبائیں

ہم حلقہ بگوشانِ درِ مصطفوی ﷺ ہیں
ہم اور کسی در پہ جبیں کیسے جھکائیں

وہ بھی نہ سنیں گے تو بھلا کون سنے گا
افسانۂ غم اور کسے جا کے سنائیں

میں عازم طیبہ ہوں مجھے کوئی نہ ٹوکے
کہہ دو کہ حوادث مرے رستے میں نہ آئیں

بس خاک کفِ پائے محمد ﷺ کی طلب ہے
اقبالؔ کا مقصود دوائیں نہ دعائیں

☆

□
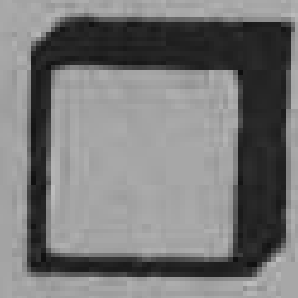
نقاب شب عروس مہر نے چہرے سے سرکائی
شفق پھولی، چمن جاگے، کرن پھوٹی، سحر آئی

ہوا کے نرم جھونکوں سے مہ و انجم کو نیند آئی
نمودِ صبح صادق اک پیامِ جانفزا لائی

حریم قدس میں محفوظ تھی جو روزِ اوّل سے
وہ نعمت آمنہؑ کی محترم آغوش نے پائی

جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم صلِ علیٰ تشریف لے آئے
سوادِ طیبہ و بطحا پہ رحمت کی گھٹا چھائی

اجالا ہوگیا ظلمت کدوں میں مہرتاباں سے
طلسمِ جہل ٹوٹا ' زندگی نے روشنی پائی

بجھادیں جس کے ڈر سے بت کدوں نے اپنی قندیلیں
وہ بجلی قہر بن کے کشور آذر پہ لہرائی

شعور آدمیت جاگ اٹھا خواب غفلت سے
میسر آگئی اک قوم نابینا کو بینائی

عرب کے ریگزاروں میں کھلے توحید کے غنچے
وہ کیا آئے زمانے میں بہار مستقل آئی

رخ پُر نُور پر شمس الضحیٰ کی تاب و تابانی
جبینِ پاک پر بدرالدجیٰ کی جلوہ فرمائی

تکلّم حرفِ قدوسی ، تبسم رمزِ لاہوتی
سراپا حسن و رعنائی ، تمام زیب وزیبائی

بہت جی چاہتا ہے سجدہ کرلوں پائے اقدس پر
شریعت سے مگر مجبور ہے شوق جبیں سائی

☆

□
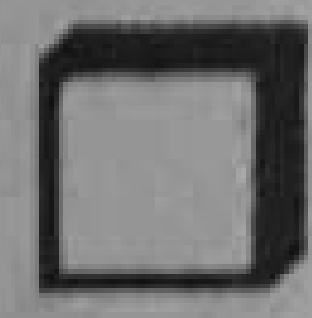
جہاں روضۂ پاک خیرالوریٰ ہے وہ جنت نہیں ہے، تو پھر اور کیا ہے
کہاں میں کہاں یہ مدینے کی گلیاں یہ قسمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

محمد ﷺ کی عظمت کو کیا پوچھتے ہو کہ وہ صاحبِ قابَ قوسین ٹھہرے
بشر کی سرِ عرش مہماں نوازی، یہ عظمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپالے، جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دُعا دے
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

شفاعت قیامت کی تابع نہیں ہے، یہ چشمہ تو روز ازل سے ہے جاری
خطا کار بندوں پہ لطف مسلسل شفاعت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

قیامت کا اک دن ہے معیّن لیکن ہمارے لیے ہر نفس ہے قیامت
مدینے سے ہم جاں نثاروں کی دوری قیامت نہیں ہے، تو پھر اور کیا ہے

تم اقبالؔ یہ نعت کہہ تو رہے ہو مگر یہ بھی سوچا کہ کیا کر رہے ہو
کہاں تم کہاں مدح ممدوحِ یزداں، یہ جرأت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

☆

☐
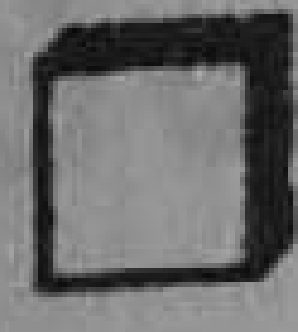
ہم مدینے میں تنہا نکل جائیں گے اور گلیوں میں قصداً بھٹک جائیں گے

ہم وہاں جا کے واپس نہیں آئیں گے، ڈھونڈتے ڈھونڈتے لوگ تھک جائیں گے

فاصلوں* کو تکلف ہے ہم سے اگر ہم بھی بے بس نہیں بے سہارا نہیں

خود اُنہیں کو پکاریں گے ہم دور سے، راستے میں اگر پاؤں تھک جائیں گے

میری بے نور آنکھوں پہ مت جائیے، رہنمائی کی زحمت نہ فرمائیے

جب اُٹھے گی ادھر وہ نگاہِ کرم، راستے تابہ منزل چمک جائیں گے

جیسے ہی سبز گنبد نظر آئے گا، بندگی کا قرینہ بدل جائے گا

سر جھکانے کی فرصت ملے گی کسے خود ہی پلکوں سے سجدے ٹپک جائیں گے

نوٹ: قاب قوسین میں اس نعت میں یہ شعر شامل نہیں ہے۔ پیکرِ نور اور زبورِ حرم کے پہلے ایڈیشن میں "قافلوں" نظم ہوا ہے لیکن یہ ایک پرانی اور مقبول نعت ہے جو نعت خوانوں نے بارہا پڑھی ہے اور ان کی زبان سے ہمیشہ "فاصلوں" ہی سنتا چلا آرہا ہوں۔ میرے والد نے بھی کبھی لفظ "فاصلوں" پر اعتراض نہیں کیا۔ اس لیے اس موجودہ ایڈیشن میں "فاصلوں" ہی لکھا جارہا ہے اور یہ شاید دونوں طرح سے صحیح ہے۔

اے مدینے کے زائر خدا کے لئے داستان سفر مجھ کو یوں مت سنا
بات بڑھ جائے گی، دل تڑپ جائے گا، میرے محتاط آنسو چھلک جائیں گے

جب چلے گی مدینہ سے ٹھنڈی ہوا، گِھر کے جب آئے گی اودی اودی گھٹا
ہر طرف پھول ہی پھول کھل جائیں گے، بام و در نکہتوں سے مہک جائیں گے

نامِ آقا ﷺ جہاں بھی لیا جائے گا، ذکر ان کا جہاں بھی کیا جائے گا
نور ہی نور سینوں میں بھر جائے گا، ساری محفل میں جلوے لپک جائیں گے

ان کی چشمِ کرم کو ہے اس کی خبر، کس مسافر کو کتنا ہے شوقِ سفر
ہم کو اقبالؔ جب بھی اجازت ملی، ہم بھی آقاؐ کے دربار تک جائیں گے

☆

□
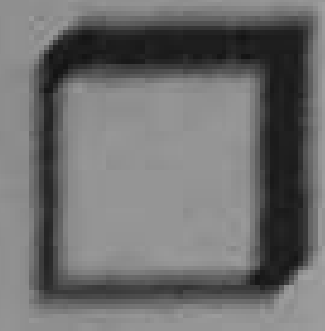
اللہ اللہ مدینے کی راہیں
جس طرف دیکھیے جلوہ گاہیں

باادب اے مدینے کے راہی
ہر قدم پر ہیں سو بارگاہیں

حق سجدہ ادا ہو تو کیسے
ذرّے ذرّے میں ہیں سجدہ گاہیں

جن کے سر پر ہو تاجِ بلالی
ان کی ٹھوکر میں شاہی کلاہیں

ہے ادب شرطِ اوّل یہاں کی
لب کشائی نہ شکوے نہ آہیں

حاضرینِ حرم چپ کھڑے ہیں
التجا کر رہی ہیں نگاہیں

عشقِ احمد ﷺ کا یہ فیض دیکھو
کھول دیں بابِ رحمت نے باہیں

کب سے اقبالؔ مغرب کی جانب
جانے کیا ڈھونڈتی ہیں نگاہیں

☆

□
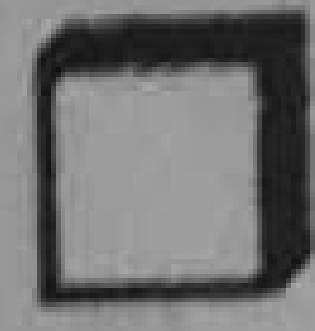
شمعِ بدرالدجیٰ ﷺ پھر جلادو
ذرّے ذرّے کو ایمن بنادو

اک کرن لے کے شمس الضحیٰ کی
میرا ظلمت کدہ جگمگا دو

میرے آقا ﷺ اندھیرا بہت ہے
اب نقاب اپنے رُخ سے ہٹا دو

تم تو نورِ علیٰ نورِ ٹھہرے
میری آنکھوں سے پردے ہٹادو

صاحب قاب قوسین ﷺ ہو تم
مجھ کو پرواز کا حوصلہ دو

پھر کبھی کچھ نہ مانگوں گا تم سے
اک جھلک اپنا روضہ دکھادو

قافلے والے جارہے ہیں مدینے
سیرِ طیبہ مجھے بھی کرادو

میرے تلووں میں چھالے بہت ہیں
میرے رستے سے کانٹے ہٹادو

میری نیندیں کہیں اُڑ گئی ہیں
اپنے دامن کی مجھ کو ہوا دو

تم کو اقبالؔ آقا ﷺ نے پوچھا
فردِ عصیاں کو اپنی دُعا دو

☆

□
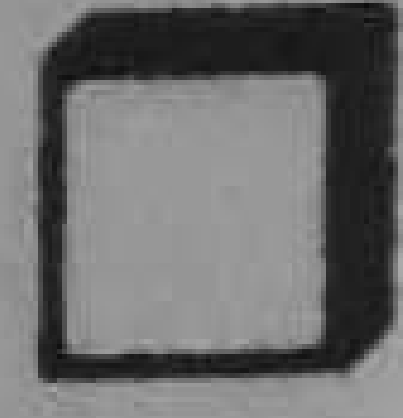
وہ آستانِ پاک کہاں، میرا سر کہاں
میں اک بشر کہاں، درِ خیر البشر کہاں

اک سیلِ رنگ و نُور ہے حدِ نگاہ تک
وہ جلوہ گاہِ قدس کہاں، یہ نظر کہاں

منشائے شوق اپنی جگہ معتبر سہی
نظارۂ جمال کی جرأت مگر کہاں

ان کا خیال، ان کی ثنا، ان کا ذکرِ خیر
وارفتگانِ عشق کو اپنی خبر کہاں

اب ہم ہیں اور مدینے کی گلیوں کے روز و شب
اُس در کے سائلوں کا کوئی اور گھر کہاں

کٹنے کو کٹ رہے ہیں شب و روزِ زندگی
لیکن دیارِ پاک کے شام و سحر کہاں

اے سرزمینِ وادیٔ بطحا پناہ دے
چھانیں گے خاک اہلِ وفا در بہ در کہاں

ذکرِ رسول ﷺ صرف مداوا ہے درد کا
ورنہ غمِ جہاں سے کسی کو مفر کہاں

☆
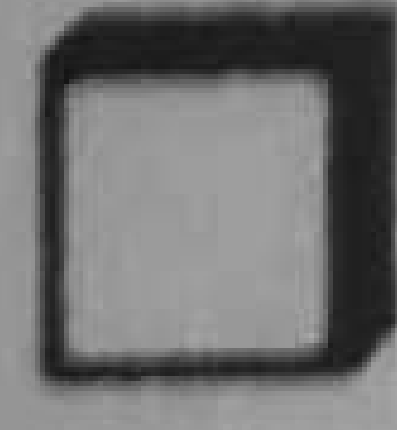
محمد مصطفےٰ ﷺ صَلِ علیٰ تشریف لے آئے
زہے قسمت ہمارے پیشوا تشریف لے آئے

افق کے گوشے گوشے سے اجالے کی کرن پھوٹی
طلوع صبح ہے، شمس الضحیٰ ﷺ تشریف لے آئے

عرب کے ریگزاروں میں عجم کی رہ گزاروں میں
چراغاں ہوگیا بدرالدجیٰ ﷺ تشریف لے آئے

اٹھو اے عاصیو اور بڑھ کے دامن تھام لو ان کا
زمیں پر شافع ﷺ روزِ جزا تشریف لے آئے

مکمل ہوگیا اب سلسلہ رشد و ہدایت کا
شہنشاہِ رُسل نور الہدیٰ ﷺ تشریف لے آئے

مبارک غم کے ماروں کو مبارک خستہ حالوں کو
بالآخر مخزن ﷺ جود و سخا تشریف لے آئے

پسینہ آ گیا بپھری ہوئی موجوں کو ہیبت سے
شکستہ کشتیوں کے ناخدا تشریف لے آئے

مقدّر جاگ اٹھا اقبالؔ ہم سے بے سہاروں کا
شفیع المذنبیں خیرالوریٰ ﷺ تشریف لے آئے

☆
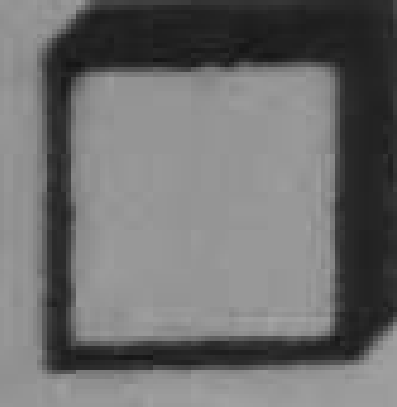
ملے، جو مجھ سے کوئی برہمی سے ملتا ہے
گدائے طیبہ تو مجھ سے خوشی سے ملتا ہے

میں اس امید پہ آنکھیں بُجھائے بیٹھا ہوں
کہ روشنی کا پتہ تیرگی سے ملتا ہے

شعور زیست کتابوں میں ڈھونڈنے والو
شعورِ زیست تو عشقِ نبی ﷺ سے ملتا ہے

جسے خلوصِ عقیدت کا نام دیتے ہو
وہ خودروی سے نہیں، پیروی سے ملتا ہے

وہ جانتا ہے کہ تقلیدِ مصطفیٰ ﷺ کیا ہے
جو دوستوں کی طرح اجنبی سے ملتا ہے

اس آدمی کے مراتب بشر کو کیا معلوم
خدا بھی عرش پہ جس آدمی سے ملتا ہے

نقوش پائے محمد ﷺ ہوں جس گلی کو نصیب
سراغِ عظمتِ آدم اِسی سے ملتا ہے

وہ راستہ جو پہنچتا ہے عرش و کرسی تک
براہِ کعبہ انہیں کی گلی سے ملتا ہے

غزل سرائی سے اقبال وہ کہاں حاصل
سرور و کیف جو ذکرِ نبی ﷺ سے ملتا ہے

☆
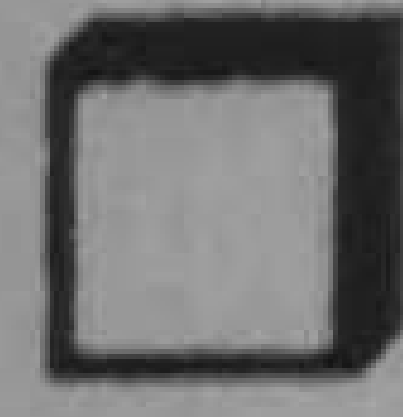
ہیں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم روحِ حیات
ان کا پیکر مظہرِ انوارِ ذات

اُن کے دم سے رونقِ بزمِ حیات
اُن کی ممنونِ کرم کل کائنات

اُن سے پُر رونق تمامِ ہست و بود
اُن کے قدموں میں نظام ممکنات

اُن سے لرزاں کفر و باطل کا غرور
اُن کے آگے سرنگوں لات و منات

اُن کے سر پر ظلِ سبحانی کا تاج
اُن کے گرد و پیش جلووں کی برات

اُن کی صورت عکسِ قرآنِ مبیں
اُن کی سیرت وحیِ ربِ کائنات

اُن کی سانسیں نکہتِ باغِ جناں
اُن کی باتیں غیرتِ قند و نبات

اللہ اللہ وہ سفر وہ منزلیں
ساری راتوں سے مقدس تر وہ رات

☆

□
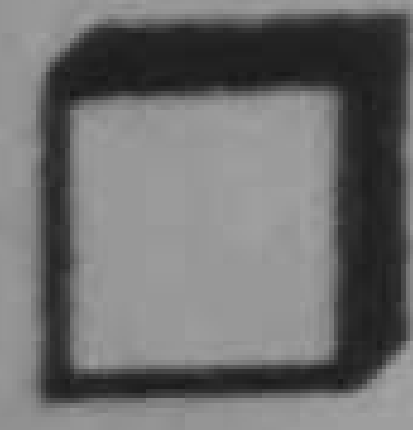
سرورِ دین و شہنشاہ اُمم
ذاتِ پاک مصطفےٰ ﷺ جانِ حرم

صاحبِ لولاک و روحِ کن فکاں
نُور اوّل حاصلِ لوح و قلم

بر بنائے مصلحت اُمی لقب
لیکن آگاہِ رموزِ کیف و کم

چشمۂ الطاف ہوجائے رواں
جس طرف اُٹھ جائے وہ چشمِ کرم

اللہ اللہ خواب گاہِ مصطفیٰ ﷺ
پُر وقار و پُر شکوہ و محتشم

لمحہ لمحہ اس فضا کا جانفزا
ذرّہ ذرّہ اُس زمیں کا محترم

مل گیا اقبالؔ دامانِ رسول ﷺ
فکر عقبیٰ ہے نہ اب دُنیا کا غم

☆

□
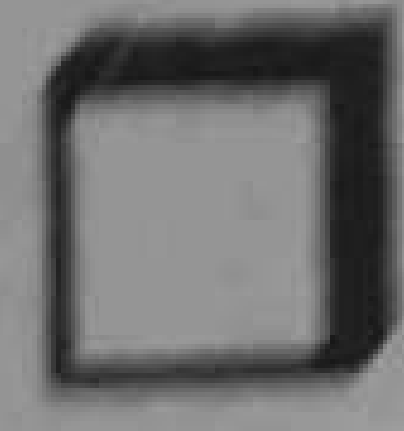
کرتے ہیں عرض حال زبانِ قلم سے ہم
یوں بھیک مانگتے ہیں امامِ اُمم سے ہم

دیکھیں ہماری بات کا ملتا ہے کیا جواب
بیٹھے ہیں لو لگائے نگاہِ کرم سے ہم

دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں ضروری ہے احتیاط
افسانہ کہہ رہے ہیں فقط چشمِ نم سے ہم

گلدستہ اِک سجانا ہے نعتِ رسول ﷺ کا
کچھ پھول چن کے لائے ہیں باغِ حرم سے ہم

روکیں ہماری راہ حوادث کی کیا مجال
رکھتے ہیں ربط صاحبِ لوح و قلم سے ہم

لے کر چراغ ہاتھ میں عشقِ رسول ﷺ کا
مردانہ وار گزرے ہیں راہِ ظلم سے ہم

وہ جن کا نام سیدِ خیرالانام ہے
وابستہ ہیں انہیں کے نقوشِ قدم سے ہم

اقبالؔ ہم کو فکر نہیں روزِ حشر کی
مانوس ہیں مزاجِ شفیع ﷺ الامم سے ہم

☆

□
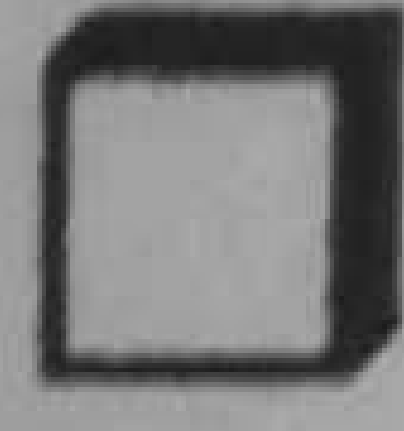
اے امامِ عارفین و سالکیں
اے امیرِ کاروانِ مرسلیں

اے سفیر مالکِ دنیا و دیں
اے سراپا رَحمۃَ للعَالمین ﷺ

واقفِ اسرارِ حق دانائے کُل
تاجدار انبیا ختم رُسُل

راز دارِ خلوت عرشِ بریں
اے سراپا رَحمۃَ للعَالمین ﷺ

ہم گناہ گاروں پہ بھی چشمِ کرم
اے شناسائے رموزِ کیف و کم

شافعِ محشر ، پناہ مذنبیں
اے سراپا رَحمۃَ للعَالمین ﷺ

زندگی ہے مبتلائے تیرگی
پھر عطا ہو اس کو نورِ آگہی

جوہرِ آئینہ علم و یقیں
اے سراپا رَحمۃَ للعَالمین ﷺ

زہر کی تلخی ہے اب حالات میں
دم گھٹا جاتا ہے اس ظلمات میں

المدد اے سبز گنبد کے مکیں
اے سراپا رَحمۃَ للعَالمین ﷺ

☆
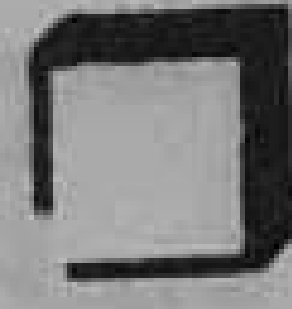
عطا ہوئی ہے ہمیں اس لئے پناہِ رسول ﷺ
کہ ہم میں حلقہ بگوشانِ بارگاہِ رسول ﷺ

ہر ایک ذرّہ وہاں کا ہے واجب التعظیم
گلی گلی ہے مدینے کی شاہراہ رسول ﷺ

حرم کے لوگو! حرم کا مقام پہچانو
وہ رہ چکا ہے کبھی خاص سجدہ گاہِ رسول ﷺ

وہیں وہیں ہے ابھی تک تجلیوں کا نزول
جہاں جہاں بھی پڑی ہے کبھی نگاہِ رسول ﷺ

☆

□
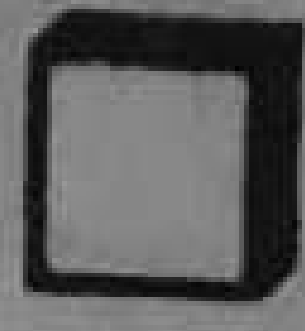
ہم خاک مجسم ہیں مگر خاکِ حرم ہیں
ہم ان کے ہیں جو ماحصلِ لوح و قلم ہیں

ہم ایک تسلسل ہیں روایاتِ سلف کا
ہم خاک نشیں خالقِ تاریخِ اُمم ہیں

رضواں سے کہو راہ سے ہٹ جائے ہماری
ہم لوگ غلامانِ درِ شاہِ حرم ہیں

تاجِ سرِ فغفور ہے ٹھوکر میں ہماری
ہم حلقہ بگوشانِ شہنشاہ امم ﷺ ہیں

ورثے میں ملا ہے ہمیں پندارِ شجاعت
ناموس پہ مَر مٹتے ہیں جو لوگ' وہ ہم ہیں

وہ چشم خطا پوش مخاطب ہوئی ہم سے
ہم نامۂ اعمال کے ممنونِ کرم ہیں

اقبالؔ ہمیں گردشِ دوراں کا الم کیا
ہم لوگ کہ پروردۂ آغوش کرم ہیں

☆

□
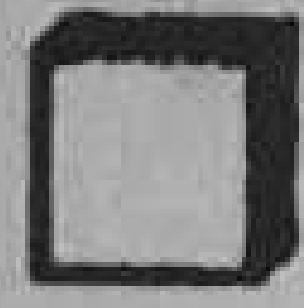
نہ خوابِ جنت وحُور و قصور دیکھا ہے
نہ ہم نے جلوۂ طوبیٰ و طور دیکھا ہے

مگر یہ ناز ہے ہم کو کہ چشمِ باطن سے
ہزار بار مدینہ ضرور دیکھا ہے

وفورِ شوق میں ہم چل پڑے ہیں سوئے حرم
نہ پاس دیکھا ہے ہم نے نہ دُور دیکھا ہے

چراغِ طاقِ حرم ہے، حریم کعبہ ہے
وہ آنکھ جس نے دیارِ حضور ﷺ دیکھا ہے

اذانِ صبح میں جب جب سنا ہے نامِ رسول ﷺ
زمیں سے تا بہ فلک خطِ نور دیکھا ہے

خدا کی شان نظر آئی ہم کو قرآں میں
مگر کچھ اور بھی بین السطور دیکھا ہے

مدینے جا کے نہ پوچھو کہ ہم نے کیا دیکھا
بس ایک عالمِ صد رنگ و نُور دیکھا ہے

خلوصِ دل سے صدا دی ہے جب انہیں اقبالؔ
نزولِ رحمتِ ربِ غفور دیکھا ہے

☆

□
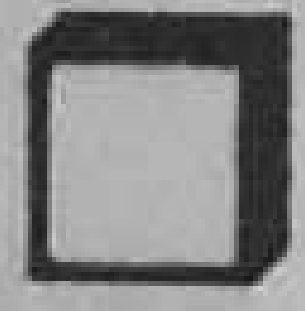
روز و شب ہم مدحت خیر الورا ﷺ کرتے رہے
حق محبت کا محبت سے ادا کرتے رہے

اپنی بے نوری پہ بھی شکر خدا کرتے رہے
اور یُوں تعمیلِ حکمِ مصطفیٰ ﷺ کرتے رہے

اپنے ہونٹوں پر لگا لی ہم نے مہرِ خامشی
اور اشکوں کی زباں سے التجا کرتے رہے

اپنی اس جرأت پہ ہم کو ناز تھا اور ناز ہے
ان کو اپنا جان کر ان سے گلہ کرتے رہے

ہم نے آدابِ محبت کا کیا یوں احترام
دل ہی دل میں ان سے عرضِ مدعا کرتے رہے

یہ جبیں اُس آستانِ پاک کے قابل نہ تھی
آنکھوں ہی آنکھوں میں ہم سجدے ادا کرتے رہے

کاش طیبہ میں میسر ہو ہمیں دو گز زمیں
زندگی بھر ہم خدا سے یہ دعا کرتے رہے

مختصر یہ ہے کہ ہم اقبالؔ ساری زندگی
ہر نفس پر شرح تسلیم و رضا کرتے رہے

☆

□
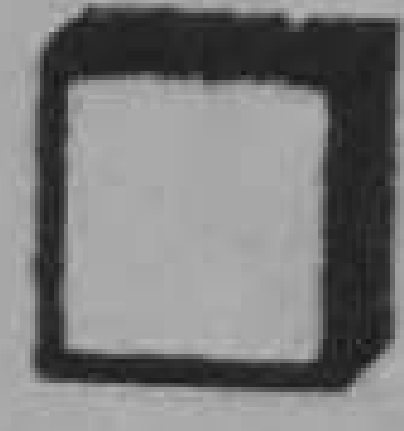
اے مہِ نورِ ازل، اے شہِ لولاک قدم
چل کے آیا ہے بڑی دُور سے محتاجِ کرم

اپنی پلکوں پہ جلائے ہوئے طیبہ کے چراغ
اپنی سانسوں میں بسائے ہوئے خوشبوئے حرم

اپنے ماتھے پر سجائے ہوئے سجدوں کا خلوص
اپنے ہاتھوں میں لئے حسنِ عقیدت کا علم

اپنے سینے میں چھپائے ہوئے شرمِ عصیاں
اپنے کاندھوں پہ اُٹھائے ہوئے کہسارِ الم

میری معراج نظر گنبدِ خضرا کا جمال
میرا مقصود سفر آپ ﷺ کا دامانِ کرم

یہ نہیں ہے کہ میں محرومِ کرم ہوں لیکن
مخزنِ جود و سخا اور کرم اور کرم

آپ ﷺ کی مدح کا حق مجھ سے ادا ہو کیسے؟
میرے قابو میں نہ الفاظ نہ لہجہ نہ قلم

اے مہِ برجِ صفا، مہر جہاں تابِ حرا
رہروِ سدرہ نفس، راکبِ معراجِ قدم

وجہِ تکوینِ جہاں وباعثِ تحریکِ زماں
حاصلِ لوح و قلم، خالقِ تاریخِ اُمم

پیکرِ صدق و صفا، آئینہ صبر و رضا
مصدرِ مہر و وفا، معدنِ الطاف و نعم

آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس دونوں جہانوں کو محیط
ربِ کعبہ کی قسم، عرشِ معلیٰ کی قسم

☆

□
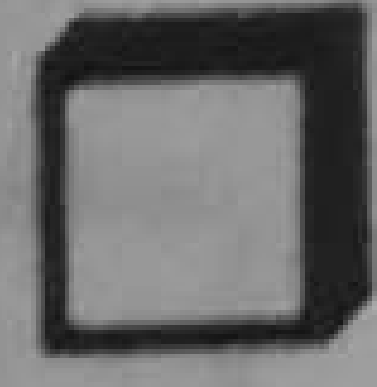
میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دل کا حال میں کس سے کہوں
چپ رہوں لیکن کہاں تک اور کیسے چپ رہوں

رات کو نیندیں میسر ہیں نہ اب دن کو سکوں
اور ہوتا جا رہا ہے دردِ مہجوری فزوں

صبر کا دامن چھٹا جاتا ہے ہاتھوں سے مرے
آپ خود فرمائیں آخر میں کروں تو کیا کروں

صرف اتنا عرض کرنے کی اجازت ہو عطا
دور رہ کر آپ کے قدموں سے، میں کیوں کر جیوں

☆

□
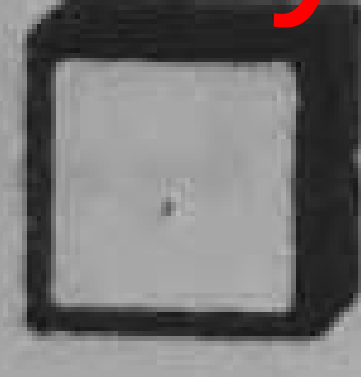
کچھ سجدے مدینے کے لئے کیوں نہ بچالیں
اس ارضِ مقدس کو جبینوں میں بسالیں

قسمت سے میسر ہو اگر خاک مدینہ
اس خاک کے ہر ذرّے کو پلکوں سے اٹھالیں

کانٹے بھی نظر آئیں اگر دشتِ حرم کے
ان کانٹوں کو پھولوں کی طرح گھر میں سجالیں

اب میرے گناہوں کو اماں اور کہاں ہے؟
آقا صلی اللہ علیہ وسلم انہیں آپ اپنے ہی دامن میں چھپالیں

گزریں جو ادھر سے کبھی طیبہ کی ہوائیں
ہر سانس کو ہم زندۂ جاوید بنالیں

اقبالؔ کا دنیا میں کوئی اور نہیں ہے
ممکن ہے یہی سوچ کے سرکار ﷺ بلالیں

☆

□
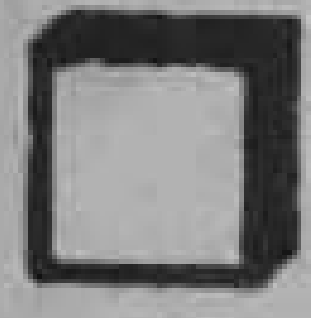
مجھ سے مری خطاؤں کی لذّت نہ پوچھیے
کیف و سرور اشکِ ندامت نہ پوچھیے

میں کر رہا ہوں جرأت توصیفِ مصطفےٰ ﷺ
اِس وقت کیا ہے قلب کی حالت نہ پوچھیے

کس درجہ خوش نصیب ہیں کس درجہ شادکام
وابستگانِ دامنِ دولت نہ پوچھیے

مجھ پر کرم ہوئے ہیں خطاؤں کے باوجود
کیا کیا ہوئی ہے مجھ کو ندامت نہ پوچھیے

ہر ہر قدم پہ یادِ مدینہ ہے ہم سفر
آسودگیٔ عالمِ غربت، نہ پوچھیے

میں خاکِ پائے خادمِ خیر الانام ﷺ ہوں
مجھ سے مرے مراتب و نسبت نہ پوچھیے

جو سر وہاں جُھکا وہ سَر افراز ہوگیا
اُس بارگاہِ قدس کی عظمت، نہ پوچھیے

اقبالؔ ساری بزم ہے خوشبو سے گل کدہ
نعتِ نبی ﷺ کا حسنِ کرامت، نہ پوچھیے

☆

□
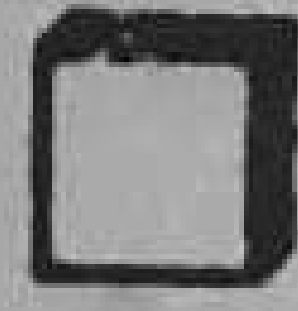
ہوا جلوہ فرما نگارِ مدینہ
دلہن بن گیا ہے دیارِ مدینہ

معطّر معطّر، منوّر منوّر
خوشا یاد قرب و جوارِ مدینہ

کوئی نقش، نقشِ تمنّا نہیں ہے
نگاہوں میں ہے شاہکارِ مدینہ

ہوئے سر بہ سر سجدہ بتانِ مجازی
بڑھا جس طرف شہر یارِ مدینہ

شہنشاہِ شاہانِ عالی مراتب
گدائے درِ تاجدارِ مدینہ

ہیں اپنی جگہ خلد و فردوس لیکن
دیارِ مدینہ، دیارِ مدینہ!!

کوئی مجھ سے پوچھے میں کیا چاہتا ہوں
فقط ایک مشتِ غبارِ مدینہ

سراپا عقیدت ہے اقبؔال یعنی
فدائے حرم، جاں نثارِ مدینہ

☆

□
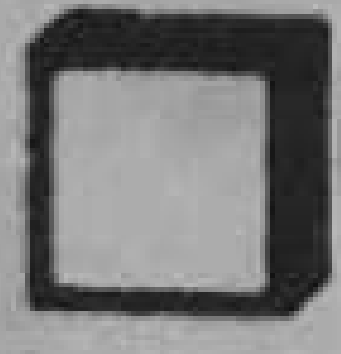
غم سے آزاد کیا عشقِ نبی ﷺ نے ہم کو
خود بخود آگئے جینے کے قرینے ہم کو

رُوح بے تاب ہے سینے سے نکلنے کے لئے
کس محبت سے صدا دی ہے کسی نے ہم کو

اب مدینے کے سوا کوئی ٹھکانا ہی نہیں
یہ سکھایا ہے غریب الوطنی نے ہم کو

تشنہ کامانِ محمد ﷺ میں ہیں ہم بھی شامل
حقِ تسنیم دیا تشنہ لبی نے ہم کو

□
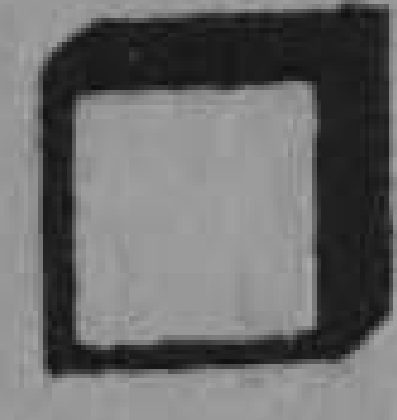
ایک عاصی آج ہوتا ہے ثناخوانِ رسولؐ
دیکھیں کیا صادر ہو اس کے حق میں فرمانِ رسولؐ

چند آنسو، چند نعتیں، چند گلہائے درود
لے کے آئے ہیں یہ نذرانے گدایانِ رسولؐ

اپنی فردِ جرم ہاتھوں میں لیے باچشم نم
سوئے طیبہ جارہے ہیں پابجولانِ رسولؐ

آج دربارِ حرم میں بٹ رہے ہیں کچھ خطاب
سامنے رکھی ہے فہرست غلامانِ رسولؐ

شرط یہ ہے کہ اس میں شامل ہو ندامت کا خلوص
ایک آنسو بھی بہت ہے 'شرمسارانِ رسول'

اب تو اس چوکھٹ سے مر کر ہی اٹھیں گے ایک دن
اب کہاں جاتے ہیں ہم حلقہ بگوشانِ رسول

کیا عجب تم پر بھی پڑ جائے نگاہِ التفات
تم بھی بڑھ کر تھام لو اقبالؔ دامانِ رسول

☆

□
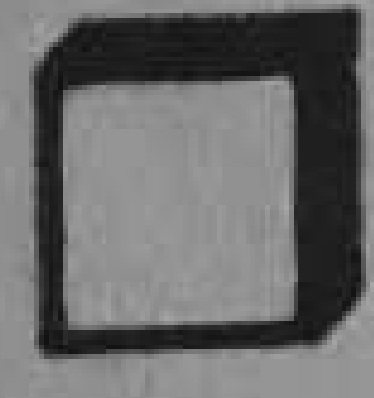
فلک سے درود و سلام آ رہا ہے
زباں پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آ رہا ہے

میسر ہوا جس کو قربِ الٰہی
زمیں پر وہ عالی مقام آ رہا ہے

اُتر کر حرا سے خدا کا پیامی
لئے زندگی کا پیام آ رہا ہے

اسے صرف شمع ہدایت نہ سمجھو
مجسم خدا کا کلام آ رہا ہے

ملیں گی عجم کو بھی جس سے ضیائیں
عرب کا وہ ماہِ تمام آرہا ہے

جو دستورِ آخر' عطائے نبی ﷺ ہے
وہ اب تک زمانے کے کام آرہا ہے

شفاعت کی اس کو سند میں سمجھ لوں
وہ کہہ دیں کہ میرا غلام آرہا ہے

☆

□
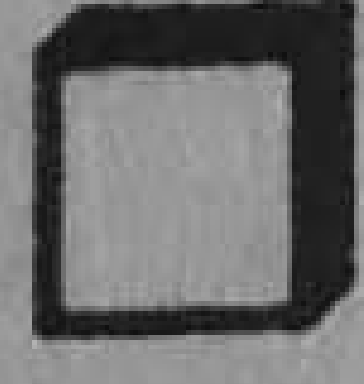
سرِ شام گنبدِ سبز تک جو بااحترام نظر گئی
تمہیں کیا بتاؤں جو اس گھڑی دلِ مضطرب پہ گزر گئی

جو تجلیوں کا نزول تھا، مری روح میں وہ سما گیا
جو فضا میں نکہت خاص تھی وہ مشامِ جاں تک اتر گئی

جو تمام نکہت و نور ہے، مجھے اس دیار میں یوں لگا
کہ سواری میرے حضور ﷺ کی ابھی اس طرف سے گزر گئی

میں درِ رسول ﷺ تک آ گیا، مجھے اور کچھ نہیں چاہیے
مری آنکھ بجھ گئی تو کیا، مری زندگی تو سنور گئی

مجھے مل گئیں مری منزلیں، کبھی یہ حرم، کبھی وہ حرم
کوئی روشنی مرے ساتھ تھی، مَیں جدھر گیا وہ اُدھر گئی

☐

مرے قافلے نے ستم کیا، مجھے آستاں سے اٹھا لیا
وہ سکونِ قلب و نظر گیا، وہ بہارِ شام و سحر گئی

یہ جسد ہے میرا جو گھر میں ہے، مری روح اب کہیں اور ہے
مری بات اس نے سنی نہیں، وہ حجاز ہی میں ٹھہر گئی

☆

□
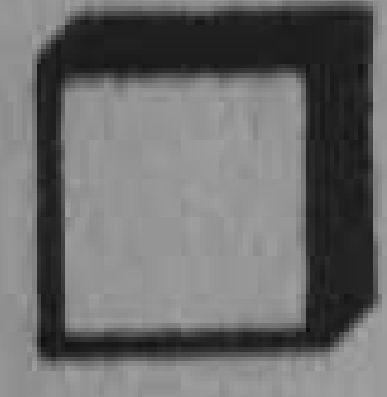
اک مسافر بعد تکمیلِ سفر واپس ہوا
کر کے دیدارِ خیرالبشر صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوا

جو فقط اس جیسے خوش بختوں کو ہوتی ہے نصیب
دیکھ کر آنکھوں سے وہ شام و سحر واپس ہوا

جن کو حاصل رہ چکا ہے مدتوں قربِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
چوم کر ہونٹوں سے وہ دیوار و در واپس ہوا

جس کے ہاتھوں میں نے بھیجا تھا وہاں اپنا سلام
ان کے در سے میرا وہ پیغامبر واپس ہوا

اُس کو سینے سے لگا لوں اُس کی آنکھیں چوم لوں
جو دیارِ مصطفےٰ ﷺ کو دیکھ کر واپس ہوا

پیاس دیدارِ حرم کی بجھ کے بھی بجھتی نہیں
تشنہ لب گھر سے چلا اور تشنہ تر واپس ہوا

اُن کو کیا معلوم اُس کی روح ہے اب تک وہیں
لوگ کہتے ہیں مسافر اپنے گھر واپس ہوا

اُس کو اب سجدہ کرے گی گردشِ لیل و نہار
جو دیارِ پاک سے سینہ سپر واپس ہوا

☆

□
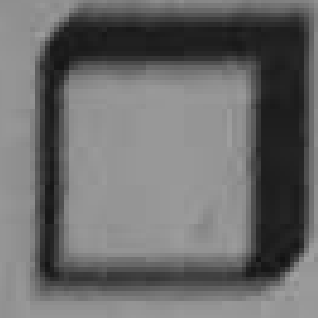
حج بیت اللہ کے رسمی سفر سے فائدہ؟
زائرو ! نظارۂ دیوار و در سے فائدہ؟

تم سے جب ممکن نہیں تعمیل ارشادِ رسول ﷺ
مومنو! طوفِ درِ خیر البشر سے فائدہ؟

قبلِ آغازِ سفر تقریبِ رُخصت کیا ضرور؟
بعد تکمیلِ سفر بھی کرّو فر سے فائدہ؟

قلب میں پیدا نہ ہو جب تک سُرورِ سرمدی
خود ہی سوچو صرف تسکینِ نظر سے فائدہ؟

☆

□
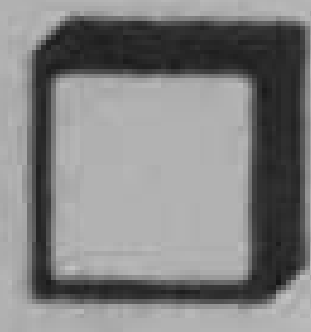
راستے بھول گئے بانگِ درا بھول گئے
قافلے مشورۂ راہنما بھول گئے

ایسے نادان مُسافر کہیں دیکھے نہ سنے
اپنی سمجھی ہوئی منزل کا پتہ بھول گئے

داعیِ حق ﷺ کو یہ شکوہ ہے حرم والوں سے
جاں نثارانِ وفا عہدِ وفا بھول گئے

ہم یہ کہتے ہیں کہ بندے ہیں خدا کے، لیکن
کیا ہے فرمودۂ محبوبِ خدا بھول گئے

عیشِ دوراں نے کیا ہم کو خدا سے غافل
کیا ہے اس جرمِ تغافل کی سزا بھول گئے

اپنی تقدیر کو الزام دیئے جاتے ہیں
اور اس فکر میں ہم اپنی خطا بھول گئے

ایسے کھو گئے ہم حرص و ہوا میں اقبالؔ
مسلک و شیوۂ تسلیم و رضا بھول گئے

☆

□
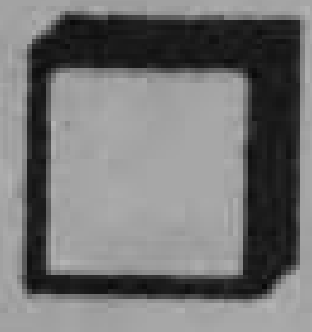
سوئے ہوئے زخموں کو جگا کیوں نہیں دیتے
اے اہلِ وفا دادِ جفا کیوں نہیں دیتے

پیغامِ مساوات سُنا کیوں نہیں دیتے
یہ فرق من و تُو کا مٹا کیوں نہیں دیتے

دیوار کا یہ عذر سنا جائے گا کب تک
دیوار اگر ہے تو گرا کیوں نہیں دیتے

فرزانوں کو جینے کا سلیقہ نہیں آتا
آدابِ جنوں ان کو سکھا کیوں نہیں دیتے

تم کو نہیں معلوم تو تاریخ سے پوچھو
تم کون ہو دنیا کو بتا کیوں نہیں دیتے

توبہ کا یہی وقت ہے کیا سوچ رہے ہو
سجدے میں جبینوں کو جھکا کیوں نہیں دیتے

کمزور سہاروں کا کوئی ٹھیک نہیں ہے
تم ہادیٔ برحق کو صدا کیوں نہیں دیتے

☆

□
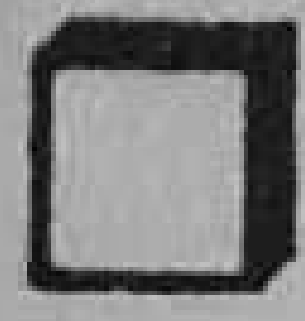
دلوں کی جوت جگادو کہ روشنی ہوجائے
بجھے چراغ جلادو کہ روشنی ہوجائے

تمہارے پاس اگر اب بھی کچھ تبسم ہیں
انہیں لبوں پہ سجا دو کہ روشنی ہوجائے

تم اپنے گھر میں جو خوشیاں چھپائے بیٹھے ہو
وہ غم کدوں میں لٹادو کہ روشنی ہوجائے

جو زخم سینوں میں روشن ہیں ایک مدّت سے
وہ زخم سب کو دکھادو کہ روشنی ہوجائے

اگر چراغ بھی روشن نہ کرسکیں گھر کو
تو گھر میں آگ لگادو کہ روشنی ہوجائے

بصدِ ادب شہ کونین ﷺ سے یہ عرض کرو
چراغِ طور جلادو کہ روشنی ہوجائے

اب انتظارِ سحر کی کسی میں تاب نہیں
نقابِ رُخ سے اٹھا دو کہ روشنی ہوجائے

تمہارے بس میں اگر اور کچھ نہ ہو اقبالؔ
تو ایک نعت سنادو کہ روشنی ہوجائے

☆
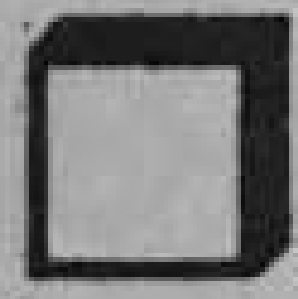
اک جاں نواز خوشبو محسوس کر رہا ہوں
شاید میں چلتے چلتے روضے تک آ گیا ہوں

پُھولوں کی طرح میری سانسیں مہک رہی ہیں
اور آنسوؤں کے موتی میں نذر کر رہا ہوں

شرمِ خطا سے میرا ماتھا عرق عرق ہے
اور خوف سے سزا کے خود بھی لرز رہا ہوں

دل بھی لرز رہا ہے، میں بھی لرز رہا ہوں
جیسے میں اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوں

پاسِ ادب سے میں نے ہونٹوں کو سی لیا ہے
شائستۂ حرم ہوں، آداب آشنا ہوں

اب دے رہی ہیں آنکھیں دوہرا سہارا مجھ کو
جلوے بھی روبرو ہیں سجدے بھی کر رہا ہوں

اشکوں سے ہو رہی ہے اب میری ترجمانی
اشکوں ہی کی زبانی فریاد کر رہا ہوں

یہ خواب دیکھتا ہوں اکثر میں جاگتے میں
روضے کے سامنے ہوں اور نعت پڑھ رہا ہوں

صد شکر اک تسلسل قائم ہے زندگی میں
اک نعت کہہ چکا ہوں، اک نعت کہہ رہا ہوں

جو کچھ بھی مانگنا ہے، اس در پہ جا کے مانگو
وہ در بہت بڑا ہے جس دَر کا میں گدا ہوں

طیبہ کے سب گداگر مجھ سے گلے ملے ہیں
مجھ کو خبر نہیں تھی میں اس قدر بڑا ہوں

☆

❑
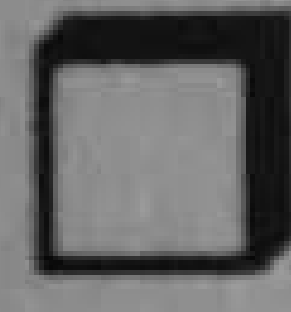
ہر پیمبر کا عہدہ بڑا ہے لیکن آقا ﷺ کا منصب جُدا ہے
وہ بڑوں میں بھی سب سے بڑے ہیں، اُن کا رتبہ سوا سے سوا ہے

کوئی لفظوں میں کیسے بتا دے اُن کے رتبے کی حد ہے تو کیا ہے
ہم نے اپنے بڑوں سے سنا ہے صرف اللہ اُن سے بڑا ہے

وہ امام صفِ انبیاء ہیں میرے ہونٹوں پہ جن کی ثنا ہے
اور کیا اُن کی عظمت بیاں ہو اُن کا مدحت سرا خود خدا ہے

اک لقب ان کا خیر الامم ہے' اک صفت ان کی خیر الوریٰ ہے
ہر نظر ان کی نجم الہدیٰ ہے' ہر قدم اُن کا نور الہدیٰ ہے

اُن سے توقیر کون و مکاں ہے' اُن سے تنویر ارض و سما ہے
ان کا صدقہ ہے تخلیق عالم' بزم کونین ان کی عطا ہے

وہ جو اک شہر طیبہ ہے' جس میں خواب گاہ شہ دوسرا ہے
اس کی ہر صبح شمس الضحیٰ ہے' اس کی ہر شام بدر الدجیٰ ہے

میں یہاں سے تمہیں کیا بتادوں ان کی نگری کی گلیوں میں کیا ہے
تم مرے ساتھ خود چل کے دیکھو اُس کی مٹی بھی خاک شفا ہے

نام نامی بھی بے مثل ان کا' ذات اقدس بھی سب سے جدا ہے
ان کا ثانی نہ آئندہ ہوگا اور نہ اب تک کوئی بھی ہوا ہے

مستقل ان کی ڈیوڑھی عطا ہو، تجھ سے معبود یہ التجا ہے
کوئی پوچھے تو یہ کہہ سکوں میں باب جبریل میرا پتا ہے
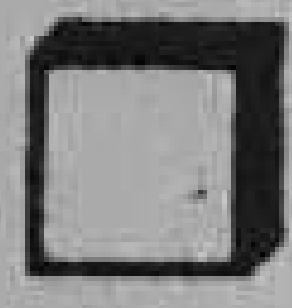
☆

□

نبی ﷺ کو چاہنے والے غمِ دنیا نہیں کرتے
کوئی دکھ ہو، کوئی مشکل ہو وہ پروا نہیں کرتے

عطا کرتا ہے صبر و شکر کی نعمت خدا ان کو
پریشانی کے عالم میں بھی وہ شکوہ نہیں کرتے

گزر اوقات ہوجاتی ہے ان کی فقر و فاقہ میں
مگر وہ اپنی غیرت کا کبھی سودا نہیں کرتے

فقط اشکوں کی صورت میں وہ عرضِ حال کرتے ہیں
کبھی پاسِ ادب سے وہ لبوں کو وا نہیں کرتے

جنہیں اللہ کے محبوب ﷺ سے سچی محبت ہے
وہ دینِ مصطفیٰ ﷺ کے نام کو رُسوا نہیں کرتے

نبی ﷺ کے جتنے پیرو ہیں وہ ملت کے سپاہی ہیں
وہ راہِ بندگی میں جان کی پروا نہیں کرتے

بصارت سے سوا جن کو بصیرت پر بھروسا ہے
وہ طیبہ کا کسی سے راستہ پوچھا نہیں کرتے

وہ چلتے ہیں تو دم لیتے ہیں جا کر اپنی منزل پر
مدینے کے مسافر راہ میں ٹھہرا نہیں کرتے

جنہیں سرکار ﷺ کی شانِ شفاعت پر بھروسا ہے
سزا کا اور پرسش کا وہ اندیشہ نہیں کرتے

چھپا لیتے ہیں آقا ﷺ عاصیوں کو اپنی کملی میں
وہ اپنے چاہنے والوں کو کبھی شرمندہ نہیں کرتے

☆

□
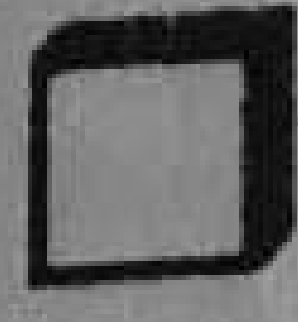
ہے دیارِ نبی ﷺ تو ہمارا وطن، ہم یہاں سے اٹھے تو کدھر جائیں گے
در بدر خاک چھانیں گے ہم عمر بھر اور پھر جاں سے اپنی گزر جائیں گے

اے مدینے کے پیارو! خدا کے لئے تم وطن سے ہمیں بے وطن مت کرو
تم کو آنکھیں ہماری ترس جائیں گی ہم جہاں جائیں ہم جدھر جائیں گے

ہم کو آقا ﷺ کی نگری سے کیوں پیار ہے، کس قدر پیار یہ تم نہیں جانتے
کچھ سمجھنے کی لِلّٰہ کوشش کرو، ہم مدینے سے بچھڑے تو مر جائیں گے

جب چلے گی مدینے سے ٹھنڈی ہوا اور کعبے سے اٹھے گی کالی گھٹا
باغ اسلام شاداب ہو جائے گا، اہل ایمان کے چہرے نکھر جائیں گے

ہے دیار نبی ﷺ کانِ جود وسخا ' جو وہاں جائے گا سرخرو آئے گا
کم نصیبوں کی دنیا بدل جائے گی، غم زدوں کے مقدّر سنور جائیں گے

جو ابھی تک مسرت سے محروم ہیں وہ نہ مایوس ہوں اور نہ مغموم ہوں
اٹھنے والی ہے آقا ﷺ کی چشمِ کرم، خالی دامن مرادوں سے بھر جائیں گے

جب مدینے سے دعوت ملے گی ہمیں اور آقا ﷺ کا اذنِ سفر بھی ہوا
ہم سفر ہو کوئی اور نہ رہبر کوئی اکیلے سہی، ہم مگر جائیں گے

☆

□
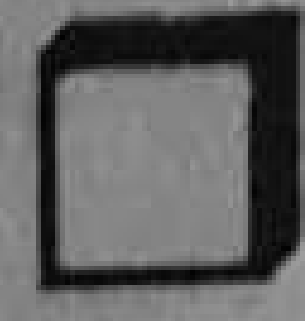
قرارِ دل و جاں مدینے کی گلیاں
دبستانِ ایماں مدینے کی گلیاں

بہشتِ ملائک مدینے کے کوچے
شبستانِ رضواں مدینے کی گلیاں

معطر معطر مدینے کی راہیں
گلستاں گلستاں مدینے کی گلیاں

منوّر منوّر مدینے کے منظر
درخشاں درخشاں مدینے کی گلیاں

چراغاں چراغاں فضائے مدینہ
فروزاں فروزاں مدینے کی گلیاں

جو روضے کا ماحول عینِ تقدّس
تو انوار ساماں مدینے کی گلیاں

جو ہر دکھ کا درماں مدینے کا آقا
تو دکھیوں کی پرساں مدینے کی گلیاں

ثنا خوانِ سرکار ﷺ اقبالِ عاصی
پناہِ ثنا خواں مدینے کی گلیاں

☆

❑
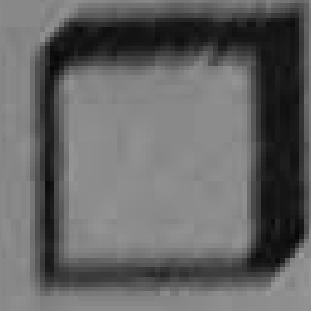
نبیؐ کا نام بھی آرام جاں ہے
نبیؐ کی ذات بھی روح رواں ہے

وہی عنوانِ تخلیق جہاں ہے
وہی دانائے راز کن فکاں ہے

وہی سردار جملہ ہادیاں ہے
وہی سرخیلِ کُل پیغمبراں ہے

وہی سرتاجِ جُملہ تاج داراں
وہی صدرُ الصدّ ورِ سروراں ہے

وہی گہوارۂ حلقہ بگوشاں
وہی آماج گاہِ عاشقاں ہے

وہی دارالامانِ غم نصیباں
وہی منزل گہِ بے چارگاں ہے

وہی دارالشفائے اہلِ ایماں
وہی مشکل کشائے مومناں ہے

وہی دست گیر مومناں ہے
وہی رحمت برائے عاصیاں ہے

وہی ہے بے سہاروں کا سہارا
وہی لاوارثوں کا پاسباں ہے

وہی بے آسروں کا آسرا ہے
وہی بھٹکے ہوؤں کا آشیاں ہے

اسی کے دَم سے ہے کونین روشن
وہی رونق دہِ ہفت آسماں ہے

بڑائی اور اس کی کیا بیاں ہو
کہ خود اللہ اُس کا مدح خواں ہے

بڑے تو اور بھی ہیں اس جہاں میں
مگر اتنا بڑا کوئی کہاں ہے
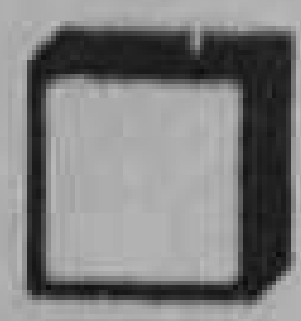
☆

□

صد شکر اتنا ظرف مری چشمِ تر میں ہے
دیکھے بغیر سارا مدینہ نظر میں ہے

پہلا سفر مدینے کا میں کیسے بھول جاؤں
سارا وجود میرا ابھی تک سفر میں ہے

یادِ دیارِ پاک ہے اب جزوِ زندگی
ہر منظرِ جمیل ابھی تک نظر میں ہے

رہبر کا بارِ دوش، نہ احسانِ ہم سفر
کچھ ایسا اہتمام وہاں کے سفر میں ہے

محوِ دل و دماغ ہوئیں ساری کلفتیں
کچھ ایسا کیف طیبہ کی شام و سحر میں ہے

کرتا ہے آفتاب بھی جھک کر اسے سلام
وہ حسنِ باوقار وہاں کی سحر میں ہے

ہر ذرّہ راہِ طیبہ کا ہے روشنی بدوش
اور خضر کا خلوص بھی گردِ سفر میں ہے

اقبالؔ کا وسیلۂ بخشش ہے بس وہی
اس کی بیاضِ نعت جو رختِ سفر میں ہے

☆

□
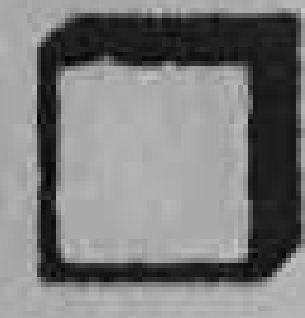
حالِ دل کس کو سناؤں آپ کے ہوتے ہوئے
اور دَر پہ کس کے جاؤں آپ کے ہوتے ہوئے

میرے تو سب کچھ ہی آقا ﷺ آپ ہیں صرف آپ ہیں
اور لو کس سے لگاؤں آپ کے ہوتے ہوئے

میرے دکھ کو اور کوئی چارہ گر سمجھے گا کیا
زخمِ دل کس کو دکھاؤں آپ کے ہوتے ہوئے

میں کسی حاتم کے آگے اک سوالی کی طرح
ہاتھ کیوں پھیلانے جاؤں آپ کے ہوتے ہوئے

میرے تو دکھ درد کے واحد مسیحا آپ ہیں
اور میں کس کو بلاؤں آپ کے ہوتے ہوئے

میں بہت شرمندہ ہوں اپنے گناہوں پر مگر
یہ حقیقت کیوں چھپاؤں آپ کے ہوتے ہوئے

جو ستم مجھ پر ہوئے ہیں وقت کے ہاتھوں حضورؐ
اور میں کس کو بتاؤں آپ کے ہوتے ہوئے

میرے لہجے کی تڑپ کو اور پہچانے گا کون
نعت کس کو جا سناؤں آپ کے ہوتے ہوئے

آپ کا اقبالؔ میرے ساتھ ہے تو فکر کیا
رنجِ محشر کیوں اٹھاؤں آپ کے ہوتے ہوئے

☆

☐
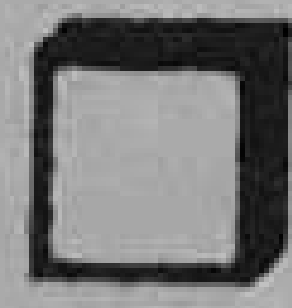
یہ غم نہیں ہمیں روزِ حساب کیا ہوگا
کہ واصفانِ نبی پر عذاب کیا ہوگا

مجھے یقین ہے ناخوش نہیں ہیں مجھ سے حضورؐ
میں نعت کہتا ہوں مجھ پر عتاب کیا ہوگا

گناہ گار تو میں ہوں، مگر حضورؐ کا ہوں
حضورؐ ہوں گے تو مجھ پر عذاب کیا ہوگا

میرے تو ہاتھ میں ہوگا حضورؐ کا دامن
مرے گناہوں کا اس دن حساب کیا ہوگا

درود پاک کا میں وِرد ہی نہ چھوڑوں گا
تو کوئی مجھ سے سوال و جواب کیا ہوگا

دھرا ہی کیا ہے مرے پاس آنسوؤں کے سوا
گداگروں سے حساب و کتاب کیا ہوگا

مرے تو سر پہ ہے تاجِ غلامیٔ سرکار
مری طرح کوئی عزّت مآب کیا ہوگا

خطاب ہوتے ہیں شاہی مصاحبوں کے لیے
میں بادشاہ ہوں، میرا خطاب کیا ہوگا

میں لاکھ شانِ نبیؐ میں کہوں قصیدہ کوئی
وہ حسبِ شانِ رسالت مآب کیا ہوگا

☆

□
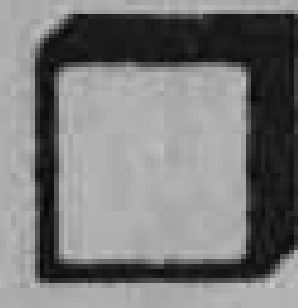
نبی کا روضۂ اقدس جہاں ہے
وہاں کا چپّہ چپّہ آسماں ہے

وہ جلوہ گاہ ہے نور الہدیٰ کی
وہاں کا ذرّہ ذرّہ کہکشاں ہے

وہاں کی ہر گلی نکہت بداماں
وہاں کا گوشہ گوشہ گلستاں ہے

وہاں کا خار بھی رشکِ گلستاں
وہاں کا دشت بھی باغِ جناں ہے

وہاں کی صبح بھی تسکین خاطر
وہاں کی شام بھی آرام جاں ہے

ہوا بھی دل نواز و روح افزا
فضا بھی عطر بیز و گل فشاں ہے

وہی فردوس بریں روئے زمیں ہے
وہی رشکِ چہارم آسماں ہے

وہاں ہر ہر قدم پر جلوہ گاہیں
تو ہر منظر میں ایمن کا سماں ہے

دیارِ پاک کا دریوزہ گر بھی
رئیس الملک ہے، شاہِ جہاں ہے

مدینے کی گلی کیا ہے نہ پوچھو
وہاں کی خاک بھی جنسِ گراں ہے

مقاماتِ حسیں تو اور بھی ہیں
مگر اتنا حسیں کوئی کہاں ہے

☆

□
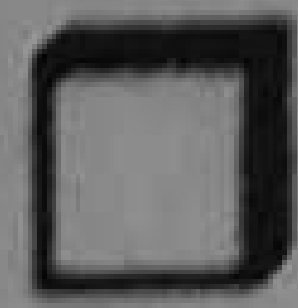
بسا ہوا ہے نبی کا دیار آنکھوں میں
سجائے بیٹھا ہوں اک جلوہ زار آنکھوں میں

جو دن مدینے میں گزرے ہیں ان کا کیا کہنا
رچے ہوئے ہیں وہ لیل و نہار آنکھوں میں

دیار پاک کا ہر منظر حسین و جمیل
رہے گا تابہ قضا یادگار آنکھوں میں

عطا کیا جو مدینے کے باسیوں نے مجھے
مہک رہا ہے ابھی تک وہ پیار آنکھوں میں

بغیر دیکھے مدینہ انہیں نظر آیا
ہیں منفرد مِری آنکھیں ہزار آنکھوں میں

اب اس سے بڑھ کے کوئی سرمہ اور کیا ہوگا
سمیٹ لایا ہوں میں کچھ غبار آنکھوں میں

دیارِ پاک کی جن کو ہوئی ہے دید نصیب
میں ڈھونڈ لوں گا وہ آنکھیں ہزار آنکھوں میں

سناؤں گا وہ کہانی حضورؐ کو جا کر
چھپائے بیٹھا ہوں جو اشکبار آنکھوں میں

ہے اعتماد بھی اقبالؔ کو شفاعت پر
سزا کا خوف بھی ہے گنہگار آنکھوں میں

☆

□
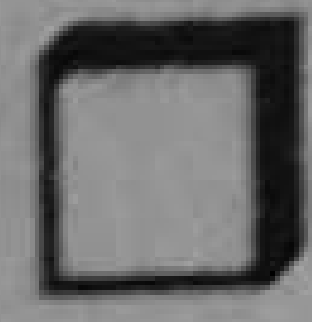
میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صل علیٰ کہتے کہتے

ستم پہ ستم سہ گئے دشمنوں کے
حبیبِ خدا یا خدا کہتے کہتے

گزرتے تھے کانٹوں بھرے راستوں سے
رسولِ خدا مرحبا کہتے کہتے

ہوئے سرخرو آپ ہر معرکے میں
فقط ربنا ربنا کہتے کہتے

شہِ ہر دو عالم نے نانِ جویں سے
بھرا پیٹ شکرِ خدا کہتے کہتے

اندھیروں میں ہم نے کیا ہے اجالا
عقیدت سے نور الہدیٰ کہتے کہتے

دلِ مضطرب کو سکوں آ گیا ہے
شب و روز یا مجتبیٰ کہتے کہتے

کٹے کاش اقبالؔ اب عمر ساری
فقط نعتِ خیر الوریٰ کہتے کہتے

☆

□
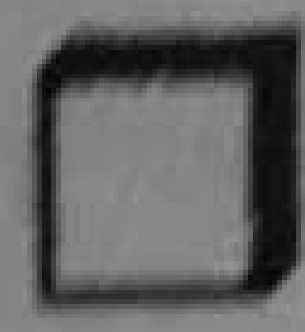
خاتم الانبیاء رسول اللہ ﷺ
نائب الکبریا رسول اللہ ﷺ
ربِ کونین کی صدا رسول اللہ ﷺ
حرف کن کی بنا رسول اللہ ﷺ
ماہتابِ حرا رسول اللہ ﷺ
آفتابِ صفا رسول اللہ ﷺ
بے گماں مجتبیٰ رسول اللہ ﷺ
بالیقیں مصطفیٰ رسول اللہ ﷺ
روحِ کہف الوریٰ رسول اللہ ﷺ
شمعِ نور الہدیٰ رسول اللہ ﷺ
زندگی کی ضیا رسول اللہ ﷺ

بندگی کا صلہ رسول اللہ ﷺ
رحمتوں کی گھٹا رسول اللہ ﷺ
بخششوں کی فضا رسول اللہ ﷺ
معتبر ناخدا رسول اللہ ﷺ
محترم رہنما رسول اللہ ﷺ
ہر مرض کی دوا رسول اللہ ﷺ
ہر غرض کی دعا رسول اللہ ﷺ
کانِ جود و سخا رسول اللہ ﷺ
بحرِ لطف و عطا رسول اللہ ﷺ
درسِ صبر و رضا رسول اللہ ﷺ
جانِ مہر و وفا رسول اللہ ﷺ
بے بصر کا عصا رسول اللہ ﷺ
سونے گھر کا دیا رسول اللہ ﷺ
خلق کا آسرا رسول اللہ ﷺ
یعنی خیر الوریٰ رسول اللہ ﷺ
مہر شمس والضحیٰ رسول اللہ ﷺ

ماہِ بدرالدجیٰ رسول اللہ ﷺ
ذکر صبح و مسا رسول اللہ ﷺ
وردِ صل علیٰ رسول اللہ ﷺ
مرحبا مرحبا رسول اللہ ﷺ
مرحبا مرحبا رسول اللہ ﷺ

☆

□
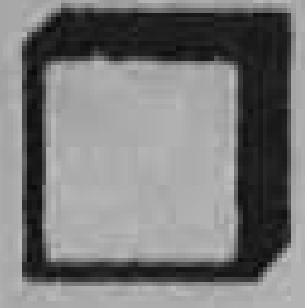
میں ایک عاصی رحمت نگر حضورؐ کا ہوں
زہے نصیب فقیرِ نظر حضورؐ کا ہوں

لگا سکے تو لگائے کوئی مری قیمت
گدا تو ہوں، میں گدا بھی مگر حضورؐ کا ہوں

بھرم ہنوز سلامت ہے میری غیرت کا
خدا کا شکر کہ دریوزہ گر حضورؐ کا ہوں

ثنائے آقا سے نسبت ہے میرا عزّ و شرف
کہ ہوں تو میں بھی سخنور مگر حضورؐ کا ہوں

میں جیسا بھی ہوں جو کچھ بھی ہوں انہی کا کرم
زفرق تابہ قدم سربسر حضورؐ کا ہوں

میں عام کرتا ہوں محفل میں اسوۂ سرکارؐ
بہ فیضِ نعت میں پیغام بر حضورؐ کا ہوں

اب اس سے بڑھ کے مِرا اعتبار کیا ہوگا
گناہ گار بہت ہوں مگر حضورؐ کا ہوں

☆

□
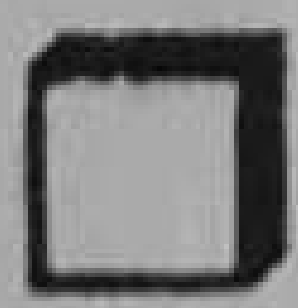
ہر چند بندگی کی جزا ہی کچھ اور ہے
تقلیدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صلہ ہی کچھ اور ہے

لطفِ غزل بھی خوب ہے اپنی جگہ مگر
توصیفِ مصطفیٰ کا مزا ہی کچھ اور ہے

جنت کی نعمتوں سے میں منکر نہیں، مگر
شہرِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آب و ہوا ہی کچھ اور ہے

عشقِ رسولؐ کیا ہے مسیحا کو کیا خبر
اس دردِ جانفزا کی دوا ہی کچھ اور ہے

طوفِ حرم کے وقت بھی تھا طیبہ دھیان میں
دربارِ مصطفیٰ کی فضا ہی کچھ اور ہے

شاہی سے بے نیاز، فقیری میں سرفراز
اس در کے سائلوں کی ادا ہی کچھ اور ہے

اس در پہ بھیک ملتی ہے بے حد و بے طلب
سرکارؐ کا مزاج عطا ہی کچھ اور ہے

قدموں سے اُن کے بڑھ کے لپٹ جاؤ عاصیو
آقاؐ کی شانِ عفوِ خطا ہی کچھ اور ہے

عمرہ ہو اس سفر کا سبب یا مشاعرہ
اس شوق اور کشش کی بنا ہی کچھ اور ہے

ملکِ حجاز، شہرِ نبی ﷺ، بابِ جبرئیل
اقبالؔ نعت گو کا پتا ہی کچھ اور ہے

☆
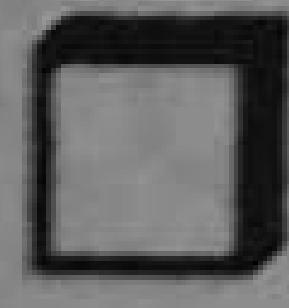
شمس و قمر کی اور نہ اقصیٰ کی روشنی
میری طلب ہے گنبدِ خضرا کی روشنی

جی چاہتا ہے آنکھوں میں اپنی سمیٹ لوں
صُفّہ کی، جالیوں کی، مصلّٰی کی روشنی

مہر و مہ و نجوم کا اب کیا کروں گا میں
دل میں بسائے بیٹھا ہوں طیبہ کی روشنی

دیکھا ہے میں نے ان کو تصور میں بارہا
پہچانتا ہوں میں رُخِ زیبا کی روشنی

روشن ہو جس سے قبر وہ تنویر چاہیئے
میں کیا کروں گا لے کے یہ دنیا کی روشنی

جس جس روش سے گزرے ہیں ہو کر کبھی حضور
باقی ہے اُن میں اب بھی کفِ پا کی روشنی

آنکھوں کی روشنی مری اتنی اہم نہیں
منزل ہے میری روزنِ آقاؐ کی روشنی

مسکن ہو عائشہ کا کہ مدفن شیوخ کے
ان سب سے مل کے بنتی ہے عقبیٰ کی روشنی

پڑھتی ہے آ کے روضۂ اطہر پر خود درُود
حکمِ خدا سے عرشِ مُعلی کی روشنی

اب تک تو ہم کو اِذنِ زیارت نہیں ملا
اب دیکھیں کیا دکھاتی ہے فردا کی روشنی

☆

□
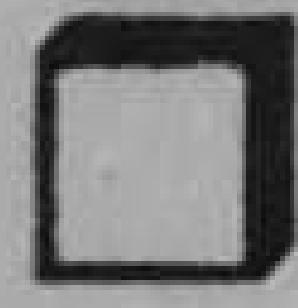
مدینہ کی زمیں طرفہ زمیں ہے
فضا جس کی بہارِ دل نشیں ہے

جہاں کی خاک ہے نکہت بداماں
جہاں کا ذرہ ذرہ عنبریں ہے

حقیقت بلکہ سچ پوچھو تو یہ ہے
مدینہ عکسِ فردوسِ بریں ہے

وہ اک دربار ہے جس کی نظامت
سپردِ دستِ جبریلِؑ امیں ہے

فرشتے اس میں خدّامِ ادب ہیں
کہ وہ دربارِ شاہِ عالمیں ہے

مراتب اس کے کیا ہیں، یہ نہ پوچھو
کہ وہ سرتاجِ جملہ مرسلیں ہے

نبی تو سب بڑے ہیں مرتبہ میں
مگر ان سے بڑا کوئی نہیں ہے

بڑائی اور کیا اس کی بیاں ہو
کہ وہ محبوبِ رب العالمیں ہے

شفاعت اُس کے ماتھے پر لکھا ہے
لقب بھی رحمتٌ لِلّعالمیں ہے

☆

□
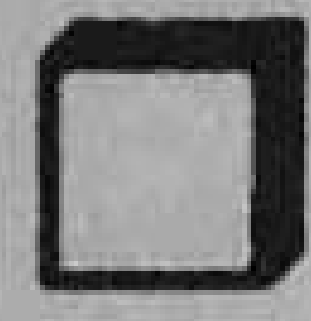
یہ نعت مصطفیٰ کا معجزہ ہے
کہ سارا گھر مِرا مہکا ہوا ہے

خود ان کا نام ہے ان کا قصیدہ
قصیدہ گو بذاتِ خود خدا ہے

خدا کے بعد اُن کا نامِ نامی
بڑوں سے بھی بڑا، سب سے بڑا ہے

اثاثہ بوریا اور کالی کملی
مگر رتبہ شہِ ارض و سما ہے

غذا نانِ جویں، وہ بھی بہ قلّت
مگر سارا جہاں اُن کا گدا ہے

تہی دست و تہی داماں بظاہر
مگر خاکِ قدم بھی کیمیا ہے

بشر بھی، عبد بھی، اُمّی لقب بھی
مگر منصب امام الانبیا ہے

دِیا مٹی کا حُجرے کا مقدر
مگر حجرہ نشیں بدرُ الدجیٰ ہے

بدن زخمی کیا جن ظالموں نے
انہیں کے حق میں ہونٹوں پر دعا ہے

خدا لگتی کہو دنیا کے لوگو!
اگر رحمت نہیں ہے یہ تو کیا ہے

سنبھلتا ہی نہیں اب مجھ سے دامن
خدا نے مجھ کو اتنا کچھ دیا ہے

سبب ظاہر ہے اس لطف و کرم کا
یہ آقاؐ سے محبت کا صلہ ہے

☆

□
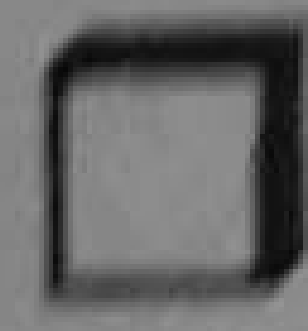
گنہ گاروں کو نبی ﷺ کا آستاں بخشا گیا
اس طرح گویا ہمیں سارا جہاں بخشا گیا

جو ہے سارے پیشواؤں کا مسلّم پیشوا
ہم کو وہ مخصوص میرِ کارواں بخشا گیا

کتنے خوش قسمت ہیں ہم سجدہ گزارانِ حرم
رحمتِ عالم کا ہم کو آستاں بخشا گیا

رہ چکا ہے جو کبھی مہمانِ رب العالمیں
زائرینِ طیبہ کو وہ میزباں بخشا گیا

مختصر لفظوں میں یہ ہے شرحِ لولاک لما
ساکنانِ ارض کو اِک آسماں بخشا گیا

رہ چکی ہے جو زمیں وابستۂ پائے رسول ﷺ
اس زمیں کو موسمِ خلد و جناں بخشا گیا

ہے مدینے کی زمیں وہ شاہکارِ دستِ غیب
جس کے صحراؤں کو رنگِ گلستاں بخشا گیا

ریگزاروں میں جہاں کھلتے ہیں گلہائے علوم
ساکنوں کو جس کے اوجِ قدسیاں بخشا گیا

ہاتھ پھیلاتے نہیں حلقہ بگوشانِ رسول ﷺ
ہم گداؤں کو مزاجِ سروراں بخشا گیا

شوکتِ شاہانِ عالم اس فقیری پر نثار
جس فقیری کو نبی ﷺ کا آستاں بخشا گیا

☆

□
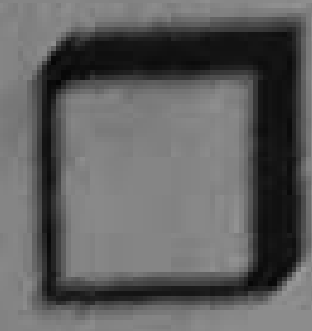
یا محمد مصطفیٰ محبوبِ رب العالمیں
زینتِ بزمِ دو عالم، رونقِ عرشِ بریں

مرکزِ نور و تجلی، پیکرِ حسن و کمال
غیرتِ مہرِ منور، رشکِ مہتاب مبیں

درس گاہِ اہلِ ایماں مکتب اہلِ سلوک
رہنمائے رہنمایاں، پیشوائے مرسلیں

مخزنِ مہر و مروّت، منبعِ صدق و عطا
اسوۂ اخلاق اعلیٰ چشمۂ علم و یقیں

غمگسارِ اہلِ تقویٰ مونسِ اہلِ صفا
پاسبانِ عاصیاں و مہربانِ مذنبیں

کیا بیاں ہو شوکت و شانِ حرمِ پاکِ حضور
مرجعٔ اہلِ مراتب بارگاہِ کاملیں

اللہ اللہ عظمت و تقدیس ایوانِ رسول
کعبۂ حور و ملائک قبلۂ رُوح الامیں

مختصر لفظوں میں یہ ہے رتبۂ شہرِ نبی
مستند دارالعلومِ عارفیں و سالکیں

☆

□
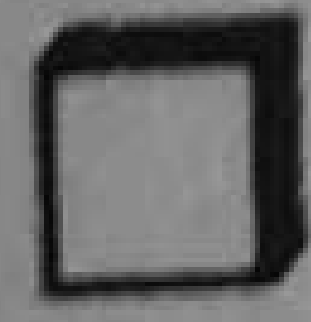
مجھ کو قسمت سے جو آقاؐ کا زمانہ ملتا
عمر بھر آنکھوں کو سرکارؐ کا جلوہ ملتا

رات دن خدمتِ اقدس میں، مَیں حاضر رہتا
اُن کے قدموں کا مِرے ہونٹوں کو بوسہ ملتا

آپؐ کو دیکھتا جب نانِ جویں کھاتے ہوئے
مجھ کو اظہارِ توکّل کا قرینہ ملتا

رات بھر آپؐ جو مصروفِ عبادت رہتے
مجھ کو اخلاص و عقیدت کا نمونہ ملتا

آپؐ کو دیکھتا جب کارِ مشقت کرتے
اپنے ماتھے پہ بھی خود مجھ کو پسینہ ملتا

آپؐ جب کوچہ و بازار کی جانب جاتے
گوشہ گوشہ مجھے نگری کا مہکتا ملتا

دیکھتا آپؐ کو طائف میں دعائیں دیتے
ہر مصیبت میں مجھے صبر کا اسوہ ملتا

اپنے احباب سے جب آپؐ سخن فرماتے
مجھ کو ہر لفظ میں اعجازِ مسیحا ملتا

اور جب آپؐ کا وہ آخری خطبہ ہوتا
سارا ماحول مجھے مائلِ سجدہ ملتا

آپؐ کی سیرتِ اقدس کے ہر اک پہلو میں
مجھ کو قرآنِ مجسم کا صحیفہ ملتا

میں اندھیرے میں بھی طے اپنا سفر کرلیتا
ہر قدم پہ مجھے آقاؐ کا اُجالا ملتا

آپؐ کے نام سے کرتا جو سفر کا آغاز
سنگ ہوتا نہ کوئی راہ میں کانٹا ملتا

آپؐ جب دیکھتے شفقت سے گناہ گاروں کو
زندہ رہنے کا مجھے حسنِ سلیقہ ملتا

آپؐ کے حجرے کے ماحولِ فقیرانہ سے
زندہ رہنے کا مجھے حسنِ سلیقہ ملتا

خون کے پیاسوں کو جب آپؐ عطا کرتے اماں
ایک پیکر مجھے صد رشکِ فرشتہ ملتا

مختصر یہ کہ جو آقاؐ کا زمانہ ملتا
مجھ کو اقبالؔ دوعالم کا خزانہ ملتا

☆

□
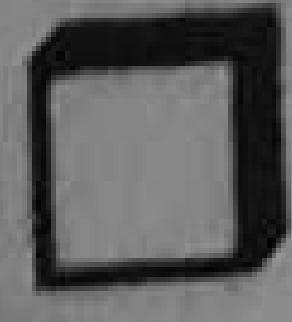
مِرے نبیؐ میری زندگی ہیں　　مِرے نبیؐ ہی مِرے ولی ہیں

مِرے نگہبان بھی وہی ہیں　　مِرے تو سب کچھ مِرے نبیؐ ہیں

مِرے تو سب کچھ حضورؐ ہی ہیں

مِرے تو سب کچھ حضورؐ ہی ہیں

مِری ریاضت ٗمِری عبادت　　مِرا توّکل ٗ مِری قناعت

مِری عقیدت ٗ مِری شریعت　　مِرے نبیؐ میری بندگی ہیں

مِرے تو سب کچھ حضورؐ ہی ہیں

مِرے تو سب کچھ حضورؐ ہی ہیں

مِرا تو عرفان بھی وہی ہیں　　مِرا تو ایمان بھی وہی ہیں

مِری تو پہچان بھی وہی ہیں　　مِرے نبیؐ میری آگہی ہیں

مِرے تو سب کچھ حضورؐ ہی ہیں

مِرے تو سب کچھ حضورؐ ہی ہیں

انہیں سے گھر ہے مِرا چراغاں
انہیں سے دنیا مری فروزاں
انہیں سے قسمت مری درخشاں
مرے نبیؐ میری روشنی ہیں
مِرے تو سب کچھ حضورؐ ہی ہیں
مِرے تو سب کچھ حضورؐ ہی ہیں

وہ میرے آقا' وہ میرے مولا
وہ میری دنیا' وہ میری عقبیٰ
وہ میرے بطحا' وہ میرے ماویٰ
مِرا تو ایمان بھی وہی ہیں
مِرے تو سب کچھ حضورؐ ہی ہیں
مِرے تو سب کچھ حضورؐ ہی ہیں

☆

□
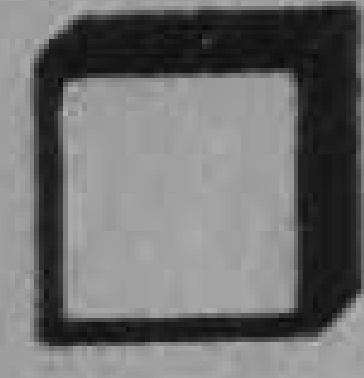
کیسے ہوئے مدینے سے رخصت نہ پوچھیے
دل پر گزر گئی جو قیامت نہ پوچھیے

مڑ مڑ کے پیچھے دیکھنا ہر ہر قدم کے بعد
اس اضطراب و کرب کی حالت نہ پوچھیے

میں جو سمیٹ لایا ہوں روضے کے پاس سے
اس ایک چٹکی خاک کی قیمت نہ پوچھیے

شہرِ نبیؐ کی گلیوں میں دیتے ہیں جو صدا
ان سائلوں کی عزت و حرمت نہ پوچھیے

جس جس گلی سے گزرے ہیں ہو کر کبھی حضورؐ
اُن میں بسی ہوئی ہے جو نکہت نہ پوچھیے

نعت نبیؐ کی فکر میں شام و سحر دَرُود
ہم سے ہماری طرزِ عبادت نہ پوچھیے

ہر صنفِ شعر اپنی جگہ خوب ہے، مگر
نعتِ رسول پاک ﷺ کی لذّت نہ پوچھیے

جس کا عمل بھی ٹھیک ہو اقبالؔ ساتھ ساتھ
اس نعت گو کا حسنِ عقیدت نہ پوچھیے

☆

□
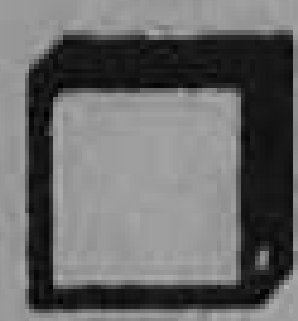
ممکن نہ ہو جب پیکرِ انوار کی تصویر
سرکار کی توصیف کا حق کیسے ادا ہو

جب لہجے میں قدرت ہو نہ لفظوں پہ بھروسہ
شایانِ نبیؐ کیسے کوئی مدح سرا ہو

ہر دَور کی تاریخ سے میں پوچھ رہا ہوں
ہے تیرے یہاں کوئی جو آقاؐ سے بڑا ہو

کوئی بشر ایسا کہ جو معراج بسر ہو
کوئی بڑا ایسا جو بڑوں سے بھی بڑا ہو

اُمّی کوئی ایسا جو معلّم ہو جہاں کا
بے زر کوئی ایسا جو شہہِ دوسرا ہو

ہادی کوئی ایسا جو صداقت ہو سراپا
مصلح کوئی ایسا جو امانت میں کھرا ہو

مفلس کوئی ایسا کہ جو ہو حاتمِ دوراں
منعم کوئی ایسا جو غریبوں میں پلا ہو

مشفق کوئی ایسا جو یتیموں کا ہو والی
پیکر کوئی ایسا جو ضعیفوں کا عصا ہو

فاتح کوئی ایسا کہ جو ہو مہرِ مجسّم
اعدا سے بھی جس نے کبھی بدلہ نہ لیا ہو

مخدوم بھی ایسا کہ جو ہو خلق کا خادم
اور خواجہ بھی ایسا کہ جفاکش جو رہا ہو

ایسا کوئی درویش کہیں دیکھا ہے تو نے
شاہوں نے جسے سجدۂ تعظیم کیا ہو

ایسا کوئی سلطان کہیں ہو تو بتا دے
مٹی کا دیا جس کے شبستاں میں جلا ہو

ایسا کوئی سرتاج کہیں ہو تو دیکھا دے
جس نے کئی دن تک کبھی فاقہ بھی کیا ہو

ہے کوئی جو عاصی کو بھی سینے سے لگا لے
اور خون کے پیاسوں کے لئے محوِ دعا ہو

☆

خاکی کوئی ایسا جو سرِ عرش معلّیٰ
خود خالقِ کونین کا مہمان رہا ہو

ہیں تجھ میں اکابر بھی، آئمہ بھی، نبیؑ بھی
ہے ان میں مگر کوئی جو محبوبِ خدا ہو

☆

□
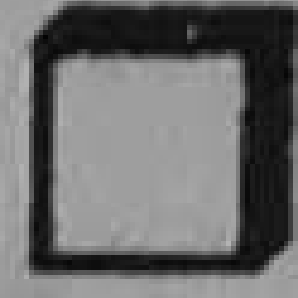
ہم بھی ایک نعت سنانے کے لئے آئے
عاقبت اپنی بنانے کے لئے آئے ہیں

ہم بھی سرکار کے مداحوں کی آوازوں میں
اپنی آواز ملانے کے لئے آئے ہیں

سیرتِ پاک کی محفل میں جو روشن ہیں چراغ
ان کی لو اور بڑھانے کے لئے آئے ہیں

نعت کا حق تو بھلا ہم سے ادا کیا ہوگا
تشنگیِ دل کی بجھانے کے لئے آئے ہیں

ہم نے دیکھا ہے مدینے میں جو پیارا موسم
خوشبوئیں اس کی لٹانے کے لئے آئے ہیں

ہم کو جلووں کی جو بارات نظر آئی وہاں
اس کی تصویر دکھانے کے لئے آئے ہیں

ہم نے سیکھے ہیں بزرگوں سے جو آدابِ ثناء
نسل حاضر کو سکھانے کے لئے آئے ہیں

نعت میں ڈھال کے رودادِ الم ملت کی
اپنے آقاؐ کو سنانے کے لئے آئے ہیں

فردِ عصیاں جو چھپائے نہیں چھپتی ہم سے
کالی کملی میں چھپانے کے لیے آئے ہیں

مختصر یہ ہے کہ ہم ذکر نبی ﷺ سے اقبالؔ
سوئی محفل کو جگانے کے لئے آئے ہیں

☆

□
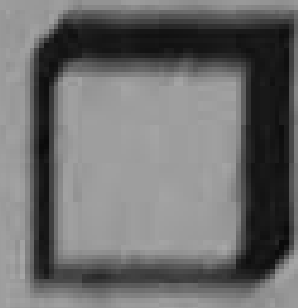
خوشبو کہتی ہے کہ میں شاید آستاں تک آ گیا
اللہ اللہ چلتے چلتے میں کہاں تک آ گیا

گھر سے میں شہرِ نبیؐ پہنچا تو مجھ کو یوں لگا
چل کے دوزخ سے میں گلزارِ جناں تک آ گیا

زندگی کی چلچلاتی دھوپ میں جھلسا ہوا
آبلہ پا اک مسافر سائباں تک آ گیا

ٹھوکریں کھا کر زمانے بھر کی ایک حرماں نصیب
بارگاہِ چارۂ بے چارگاں تک آ گیا

زخم خوردہ اک پرندہ پنجۂ صیّاد کا
توڑ کر زنداں کو اپنے آشیاں تک آ گیا

آستانِ پاک پر شوقِ حضوری کا سوال
باوجودِ ضبط اشکوں کی زباں تک آ گیا

عشقِ آقاؐ کا تقدس دل میں جو محفوظ ہے
نعت میں ڈھل کے مرے حسنِ بیاں تک آ گیا

ہیں جہاں کے خادموں میں حضرتِ جبریل بھی
خوبیٔ قسمت سے میں عاصی وہاں تک آ گیا

سجدے کرتے ہیں جہاں آ کر فرشتے رات دن
بے ادب اقبالؔ کو دیکھو یہاں تک آ گیا

☆

□
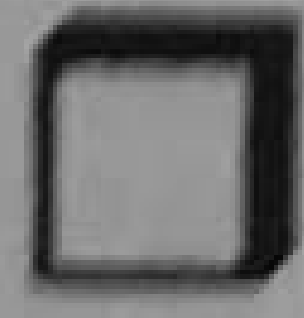
میں نہ وہابی، نہ قادیانی، نہ میں بہائی، نہ خارجی ہوں
مِرا عقیدہ ہے صاف و واضح بفضلِ ربی محمدّی ہوں

نہ مجتہد ہوں، نہ میں ولی ہوں، میں سالکِ مسلکِ نبیؐ ہوں
جو مومنوں سے میں متفق ہوں تو منکروں کی کھلی نفی ہوں

میں نعت کہتا ہوں اس حقیقت سے کوئی بھی بے خبر نہیں ہے
نہ بزمِ یاراں ہے مجھ سے شاکی، نہ غیر محفل میں اجنبی ہوں

نہ کوئی قارون میرا محسن نہ کوئی حاتم مِرا مربّی
مرے خزانے میں کیا نہیں ہے کہ میں گدائے درِ نبیؐ ہوں

ہیں میری نعتوں سے محفلوں میں عقیدتوں کے چراغ روشن
بفیضِ سرکارِ نور پیکر میں ایک مینارِ روشنی ہوں

میں اپنے رُتبے سے باخبر ہوں میں اپنی قیمت بھی جانتا ہوں
بڑوں بڑوں سے بھی میں بڑا ہوں کہ خاک پائے سگِ نبی ہوں

میں طابع دینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں میں بندۂ مرضی خدا ہوں
میں اور کتنی دفعہ بتاؤں ، محمدی بس محمدی ہوں

نہ مجھ کو دعویٔ برتری ہے ، نہ صیدِ احساس کمتری ہوں
نہ شیخِ فن ہوں ، نہ منتہی ہوں ، نہ زیرِ تعلیم مبتدی ہوں

☆

□
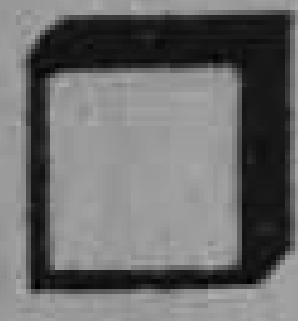
جو خوش نصیب حرم میں قیام کرتے ہیں
ہم ان مکینوں کو جھک کر سلام کرتے ہیں

صدائیں دیتے ہیں گلیوں میں جو مدینے کی
ہم ان گداؤں کا بھی احترام کرتے ہیں

وہ بے دیار ٹھکانہ کہیں نہیں جن کا
نبیؐ کے قدموں میں آ کر قیام کرتے ہیں

نبیؐ کے چاہنے والے بشرطِ اذنِ حضور
دیارِ پاک میں عمر تمام کرتے ہیں

غلام وقت نہیں ہوتے عاشقانِ رسول
وہ خود زمانے کو اپنا غلام کرتے ہیں

جنہیں خبر ہے کہ تعلیمِ مصطفیٰ کیا ہے
فقط کلام نہیں کرتے کام کرتے ہیں

ہم ان کے مدح سرا نعت کے حوالے سے
نبیؐ کے اسوۂ حسنہ کو عام کرتے ہیں

درِ نبیؐ کا تصوّر، دیارِ پاک کا خواب
انہی فضاؤں میں ہم صبح و شام کرتے ہیں

ہم اس دیار کے ادنیٰ غلام ہیں اقبالؔ
جہاں فرشتے بھی آ کر سلام کرتے ہیں

□
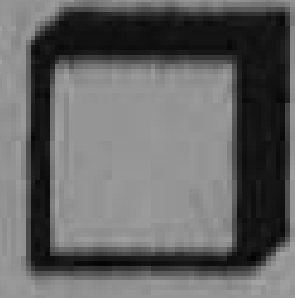
کھلا ہے سبھی کے لئے بابِ رحمت وہاں کوئی رتبے میں ادنیٰ نہ عالی
مرادوں سے دامن نہیں کوئی خالی، قطاریں لگائے کھڑے ہیں سوالی

میں پہلے پہل جب مدینے گیا تھا تو تھی دل کی حالت تڑپ جانے والی
وہ دربار سچ مچ مرے سامنے تھا ابھی تک تصوّر تھا جس کا خیالی

جو اک ہاتھ سے دل سنبھالے ہوئے تھا تو تھی دوسرے ہاتھ میں سبز جالی
دعا کے لیے ہاتھ اٹھتے تو کیسے نہ یہ ہاتھ خالی نہ یہ ہاتھ خالی

جو پوچھا ہے تم نے کہ میں نذر کرنے کو کیا لے گیا تھا تو تفصیل سن لو
نعتوں کا اک ہار، اشکوں کے موتی، درودوں کا گجرا، سلاموں کی ڈالی

دھنی اپنی قسمت کا ہے تو وہی ہے دیارِ نبیؐ جس نے آنکھوں سے دیکھا
مقدّر ہے سچا مقدّر اسی کا نگاہ کرم جس پہ آقا نے ڈالی

میں آستانِ حرم کا گدا ہوں جہاں سجدے کرتے ہیں شایان عالم
مجھے تاجداروں سے کم مت سمجھنا مرا سر ہے شایانِ تاجِ بلالی

میں توصیف سرکار کرتو رہا ہوں مگر اپنی اوقات سے باخبر ہوں
میں صرف ایک ادنیٰ ثنا خواں ہوں ان کا کہاں میں کہاں نعتِ اقبال و حالی

☆

❒
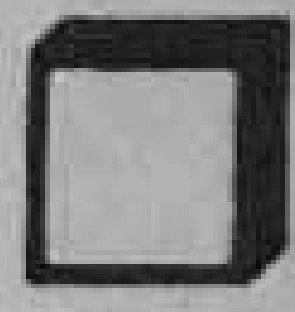
ہم اس ادا سے شہرِ سرکار تک گئے ہیں
آنکھوں سے ہر قدم پر سجدے چھلک گئے ہیں

ممکن نہ ہوسکی جب روضے پہ لب کشائی
پلکوں سے کچھ فسانے خود ہی ڈھلک گئے ہیں

سرکارؐ اب تو سن لیں فریاد عاصیوں کی
آہیں بھی تھک گئی ہیں آنسو بھی تھک گئے ہیں

غربت میں صبحِ طیبہ جب یاد آگئی ہے
فکر و نظر کی حد تک جادے چمک گئے ہیں

جس جس روش سے گزری سرکار کی سواری
گلشن تو پھر ہیں گلشن صحرا مہک گئے ہیں

جس سمت اُٹھ گئی ہیں رحمت مزاج نظریں
ماحول کی جبیں سے سجدے ٹپک گئے ہیں

آسان ان سے گزرے دیوانے مصطفیٰؐ کے
جن منزلوں میں اہلِ دانش بھٹک گئے ہیں

اقبالؔ کس نے چھیڑا یہ نعتیہ ترانہ
افسردہ انجمن میں شعلے لپک گئے ہیں

☆

□
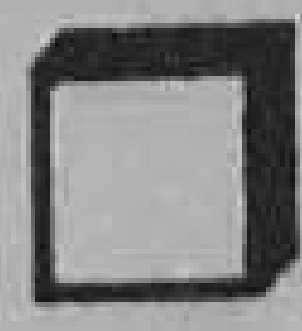
نگاہ برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں
وہ آدمی ہیں مگر دیکھنے کی تاب نہیں

ہر اک رسول کے چہرے پہ نور ہوتا ہے
مِرے حضورؐ کا لیکن کوئی جواب نہیں

جہاں میں آئے ہزاروں نبی مگر کوئی
بجز حضور ﷺ سرِ عرش باریاب نہیں

محاسن آپ کے کیسے شمار میں آئیں
وہ بے شمار ہیں ان کا کوئی حساب نہیں

وہ معجزہ ہے فسانہ نہیں شبِ اسریٰ
وہ ایک زندہ حقیقت ہے کوئی خواب نہیں

بشیر آپ کا منصب ہے کوئی وصف نہیں
محمد ﷺ آپ کی توصیف ہے خطاب نہیں

بہ شوق آپ کی توصیف کی تو مگر
میں جانتا ہوں وہ شایانِ آں جناب نہیں

مثالِ حرمتِ قرآن نہیں ہے کوئی کتاب
حضور جیسا کوئی حاملِ کتاب نہیں

جو ہے رضائے الٰہی وہی رضائے رسول ﷺ
میانِ بندہ و مولا کوئی حجاب نہیں

(نوٹ: مطلع جناب استاد جلیل حیدر آبادی)

□
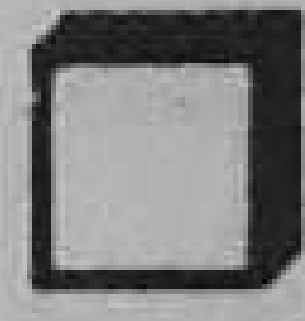
جنت کی نعمتوں سے میں منکر نہیں مگر
شہرِ نبیؐ کی آب و ہوا ہی کچھ اور ہے

کعبے کی رونقوں کا تو کہنا ہی کیا مگر
ایوانِ مصطفیٰؐ کی فضا ہی کچھ اور ہے

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے مسیحا کو کیا خبر
اس دردِ جانفزا کی دوا ہی کچھ اور ہے

شاہی سے بے نیاز فقیری میں سرفراز
اس در کے سائلوں کی ادا ہی کچھ اور ہے

اس در پہ بھیک ملتی ہے بے حد و بے طلب
سرکار کا مزاجِ عطا ہی کچھ اور ہے

قدموں سے ان کے بڑھ کے لپٹ جاؤ عاصیو
آقا کی شان عفوِ عطا ہی کچھ اور ہے

بے لوث بندگی کا بڑا اجر ہے مگر
تقلیدِ مصطفیٰؐ کا صلہ ہی کچھ اور ہے

لطفِ غزل بھی خوب ہے اپنی جگہ مگر
نعتِ نبی کا سچ ہے مزہ ہی کچھ اور ہے

دنیا خدا سے مانگتی ہے مال و زر مگر
اقبالؔ کے لبوں پر دعا ہی کچھ اور ہے

☆

□
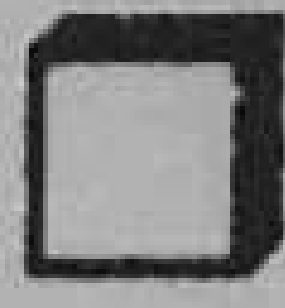
دعائے قلبِ خلیل ہیں وہ
رضائے ربّ جلیل ہیں وہ

امانتوں کے امین ہیں وہ
صداقتوں کی دلیل ہیں وہ

گناہگاروں کا آسرا ہیں
مغفرت کی سبیل ہیں وہ

جو صاحبِ عدل و آگہی ہیں
عقیل ہیں وہ، عدیل ہیں وہ

حُسنِ مطلق کا آئینہ ہیں
جمیل ہیں وہ، شکیل ہیں وہ

وہ ناتوانوں کے پاسباں ہیں
تو غمزدوں کے غفیل ہیں وہ

جو بے سہاروں کا آسرا ہیں وہ
تو بے کسوں کے کفیل ہیں وہ

شفاعت ان کی بیاں ہو کیسے
کہ پیکرِ بے مثیل ہیں وہ

وہ صحن کعبہ کی روشنی ہیں
چراغِ دیں کی فصیل ہیں وہ

وہ خیر اعلیٰ ہیں حرفِ حق ہیں
بغیر و بے قال و قیل ہیں وہ

وہی ہیں تشنہ لبوں کا مشرب
کہ ساقیِ سلسبیل ہیں وہ

مقام ان کا بہت بڑا ہے
حبیبِ ربِ جلیل ہیں وہ

ازل بھی اُن کا، ابد بھی اُن کا
نوردِ راہِ طویل ہیں وہ

صراط دینِ مبینِ حق کا
چراغ ہیں، سنگِ میل ہیں وہ

☆

□
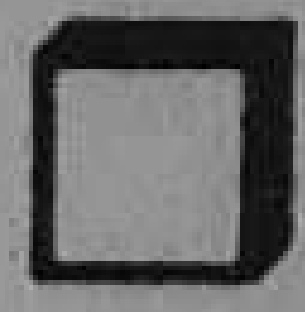
ہر کرم سے جدا ہے ان کا کرم
ہر طلب سے سوا ہے ان کا کرم

بے طلب ملتی ہے وہاں خیرات
بے نیازِ دعا ہے ان کا کرم

ہم سے پوچھو کہ غم نصیبوں کو
کس قدر چاہتا ہے ان کا کرم

جس کا پرسانِ حال کوئی نہ ہو
اس کا مشکل کشا ہے ان کا کرم

بے اماں کی اماں ہے ان کی نظر
ناتواں کا عصا ہے ان کا کرم

کھل کے برسی ہے جب بھی برسی ہے
رحمتوں کی گھٹا ہے ان کا کرم

اتنے دامن کہاں سے لائے کوئی
اک مسلسل عطا ہے ان کا کرم

بخششوں کی سند ہے ان کا مزاج
عہدِ روزِ جزا ہے ان کا کرم

دل نہ چھوٹا کیا کرو اقبالؔ
تم کو پہچانتا ہے ان کا کرم

☆

□
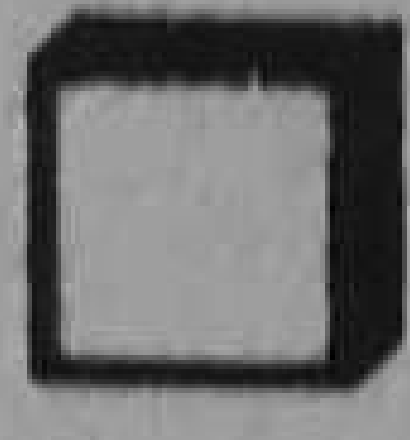
کبھی ان کی خدمت میں جا کے تو دیکھو
درِ مصطفیٰ ﷺ کھٹکھٹا کے تو دیکھو

جوابِ صدا تم کو فوراً ملے گا
انہیں صدق دل سے بلا کے تو دیکھو

وہ چاہیں تو لمحوں میں بگڑی بنادیں
ادب سے انہیں کچھ بتا کے تو دیکھو

دعا خالی لوٹے یہ ممکن نہیں ہے
دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کے تو دیکھو

وہ ہیں غم نصیبوں کا واحد سہارا
انہیں اپنا دُکھڑا سنا کے تو دیکھو

وہ آنسو کسی کے نہیں دیکھ سکتے
ندامت سے آنسو بہا کے تو دیکھو

چھپا لیں گے کملی میں تم کو وہ اپنی
انہیں فردِ عصیاں دکھا کے تو دیکھو

تڑپ کر لپٹ جاؤ قدموں سے ان کے
میرا مشورہ آزما کے تو دیکھو

اندھیرا بہت دور بھاگے گا تم سے
چراغِ عقیدت جلا کے تو دیکھو

نامعلوم اقبالؔ کیا تم کو مل جائے
انہیں نعت اپنی سنا کے تو دیکھو

☆

□
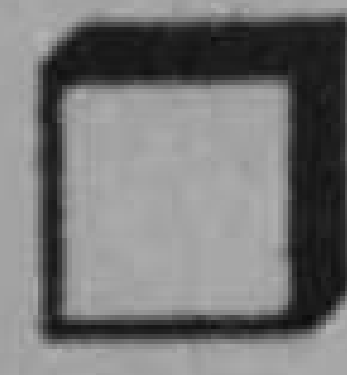
دنیا میں جو فردوس عطا ہم کو ہوئی ہے
وہ شہرِ نبیؐ، شہرِ نبیؐ، شہرِ نبیؐ ہے

جو چیز بھی اس شہر سے منسوب ہوئی ہے
وہ کتنی بڑی، کتنی بڑی، کتنی بڑی ہے

جو روح کی تسکین ہے اور دل کی تسلی
وہ ذکرِ نبیؐ، ذکرِ نبیؐ، ذکر نبیؐ ہے

دن رات یہاں ہوتی ہے انوار کی بارش
وہ کوئے نبیؐ، کوئے نبیؐ، کوئے نبیؐ ہے

مہر و مہہ و انجم بھی ضیاء پاتے ہیں جس سے
وہ رُوحِ نبیؐ رُوحِ نبیؐ، رُوحِ نبیؐ ہے

انسان کے ہر نام سے جو نام بڑا ہے
وہ نامِ نبیؐ نامِ نبیؐ نامِ نبیؐ ہے

اللہ نے سرکارؐ کو خود پاس بلایا
کیا اوجِ نبیؐ اوجِ نبیؐ اوجِ نبیؐ ہے

آقاؐ کو صدا دیتے ہی وہ ہوگئی رخصت
جو دکھتی گھڑی، دکھتی گھڑی، دکھتی گھڑی ہے

جو صنفِ سخن جان ہے اقبالؔ سخن کی
وہ نعتِ نبیؐ، نعتِ نبیؐ، نعتِ نبیؐ ہے

☆

□
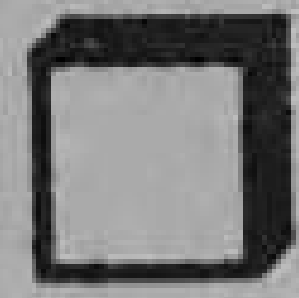
سوتے میں نعتِ پاک ہوئی ہے کبھی کبھی
صد شکر یوں بھی آنکھ لگی ہے کبھی کبھی

جیسے ریاض جنّہ میں اب بھی کھڑا ہوں میں
بزم خیال یوں بھی سجی ہے کبھی کبھی

جیسے اذاں یہاں کی نہیں ہے وہاں کی ہے
طیبہ کی ہر اذاں یوں لگی ہے کبھی کبھی

جیسے یہاں نہیں ہوں میں صحنِ حرم میں ہوں
جیسے وہیں نماز پڑھی ہے کبھی کبھی

جیسے کوئی مدینے سے خط آیا میرے نام
دستک سی دل پہ یوں بھی ہوئی ہے کبھی کبھی

جیسے وہاں بھی نعت سنائی گئی مِری
صلِ علیٰ کی گونج سنی ہے کبھی کبھی

جیسے میرا بلاوا مدینے سے آ گیا
دھڑکن سی دل میں یوں بھی ہوئی ہے کبھی کبھی

طیبہ کے پھول جیسے مِرے گھر میں کھل گئے
ایسی ہوا بھی ایک چلی ہے کبھی کبھی

خوشبو سے یک بیک مِرا کمرہ مہک گیا
اقبالؔ یوں بھی آنکھ کھلی ہے کبھی کبھی

☆

□
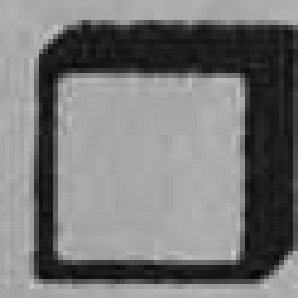
جو اسمِ گرامی شرفِ لوح و قلم ہے
وہ دل پہ رقم، دل پہ رقم، دل پہ رقم ہے

کرتا ہے شب و روز جو توصیفِ محمد ﷺ
وہ میرا قلم، میرا قلم، میرا قلم ہے

ممکن نہیں جس پیکرِ انوار کی توصیف
وہ شاہِ اُمم، شاہِ امم، شاہِ امم ہے

مجھ جیسے خطا کار پہ اس درجہ نوازش
یہ اُن کا کرم، ان کا کرم، اُن کا کرم ہے

بن سکتا ہے جو حشر میں عاصی کا مقدّر
وہ دیدۂ نم، دیدۂ نم، دیدۂ نم ہے

دیتا ہے جو منزل کا پتہ اہلِ طلب کو
وہ ان کا قدم، ان کا قدم، ان کا قدم ہے

جو حکم بھی دربار نبیؐ سے ہوا صادر
وہ کتنا اہم، کتنا اہم، کتنا اہم ہے

پہچان جو سرکار کی مخصوص ہے پہچان
وہ چشمِ کرم، چشمِ کرم، چشمِ کرم ہے

اقبالؔ جہاں ہوتی ہے انوار کی بارش
وہ صحن ِ حرم، صحنِ حرم، صحنِ حرم ہے

☆

□
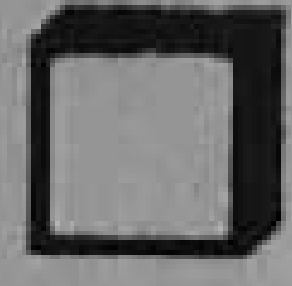
اپنی ڈیوڑھی کا بھکاری مجھے کردیں شاہا
خالی دامن میرا خیرات سے بھر دیں شاہا

آپ کے نام سے اوروں میں بھی تقسیم کروں
اتنی خیرات تو مجھ کو اگر دیں شاہا

اور تو کچھ نہیں مانگا میرے آقا میں نے
ایک بار مجھے اذنِ سفر دیں شاہا

ہر گھڑی روضۂ اقدس ہو تصوّر میں مرے
بند آنکھوں کو بھی توفیقِ نظر دیں شاہا

روزِ محشر جو شفاعت کا وسیلہ ٹھہرے
میری ہر نعت کو کچھ ایسا ہنر دیں شاہا

جس کے ہر آنسو پہ رحمت کو ترس آجائے
مجھ گنہگار کو وہ دیدۂ تر دیں شاہا

دل پہ اک چوٹ لگے، آنکھوں سے آنسو ٹپکے
میری نعتوں کو وہ اعجاز اثر دیں شاہا

مجھ کو بس خاک قدم اپنی عطا فرمادیں
کوئی جاگیر نہ دیں اور نہ زر دیں آقا

وہ میسر ہو زمیں پر کہ زمیں کے نیچے
اپنے قدموں ہی میں اقبآل کو گھر دیں شاہا

☆

□
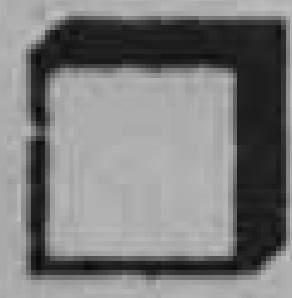
وہ حجاب روضۂ پاک ہو کہ نقابِ سبز ہو درمیاں
انہیں ڈھونڈ لے گی نظر میری وہ چھپیں جا کے جہاں جہاں

ہیں میرے حضور کی منزلیں کبھی یہ جہاں کبھی وہ جہاں
ابھی اپنی خواب گاہ میں ابھی سوئے عرش رواں دواں

وہ نظر سے دُور تو ہیں مگر مجھے ان کی دید نصیب ہے
کبھی با نقاب نہاں نہاں، کبھی بے نقاب عیاں عیاں

ہے مری سماعتوں پہ بھی ' یہ کرم صدائے حضور کا
کبھی لب کشا ہیں نماز میں' کبھی خوشنوا ہیں اذاں اذاں

کبھی اس حرم کے جوار میں' کبھی اس حرم کے دیار میں
درِ مصطفیٰؐ کی تلاش میں' میں بھٹک رہا تھا کہاں کہاں

کہ خدا کے فضل سے شکر ہے' میں دیارِ پاک پہنچ گیا
کبھی تیز گام وسبک قدم' کبھی پا پیادہ کشاں کشاں

میں مدینے آتو گیا مگر' انہیں منہ دکھاؤں گا کس طرح
میں خجل ہوں اپنی خطاؤں پر' مرا کانپتا ہے رواں رواں

وہ بڑے کریم و رحیم ہیں' مجھے بخش دیں گے یقین ہے
جو حضورؐ کو نظر آئے گا' مرا سیلِ اشکِ رواں رواں

جو حضورؐ جلوہ نما ہوئے، تو نصیبِ دہر چمک گیا
تھا چراغِ دیں بجھا بجھا، تھی جبینِ وقت دھواں دھواں

☆

□
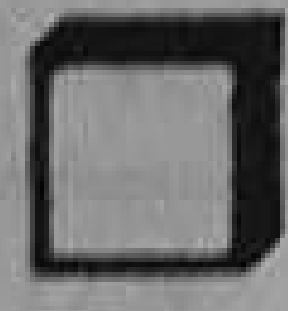
یہاں سے گرچہ مدینے کا فاصلہ ہے بہت
خدا کا شکر ابھی مجھ میں حوصلہ ہے بہت

کہیں بھی ہوں میں دیارِ نبیؐ میں رہتا ہوں
کسی کو ملنا ہے مجھ سے تو یہ پتہ ہے بہت

بجز خدا کوئی اُس سے بڑا ہوا ہے نہ ہو
وہ ذاتِ پاک جو محبوبِ کبریا ہے بہت

اُسی کے دامن رحمت سے واسطہ رکھو
گناہ گاروں کے حق میں یہ واسطہ ہے بہت

خدایا ہم کو عطا ہو متاعِ عشقِ رسول
نجات چاہیے تم کو تو یہ دعا ہے بہت

سبھی کا عقدہ کشا ہے اگرچہ ان کا کرم
جو بے سہارا ہیں ان کو نوازتا ہے بہت

ہے کون جس کو وہاں سے ملی نہ ہو خیرات
مگر جو کچھ نہیں کہتے انہیں ملا ہے بہت

دیارِ پاک کی عظمت بیان ہو کیسے
کہ ذرّہ ذرّہ بھی اس شہر کا بڑا ہے بہت

حضور کو مری نعتیں سلام کر آئیں
مرے خلوص سخن کا یہی صلہ ہے بہت

☆

□
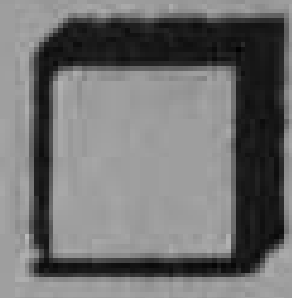
ہر نام سے جو نام تقدس میں بڑا ہے
وہ نام ہی سرکار کا خود ان کی ثناء ہے

اللہ کے سوا ان سے بڑا کوئی نہیں ہے
ان جیسا کبھی کوئی نہ ہوگا نہ ہوا ہے

آفاق کی ہر شے ہے ثناخوانِ محمد ﷺ
ماحول کے ماتھے پہ رقم صلِ علیٰ ہے

سرکار کے حجرے میں جو روشن ہوا اک شام
خورشید جہاں تاب وہ مٹی کا دیا ہے

تم چاند جسے کہتے ہو یہ چاند نہیں ہے
دراصل وہ سرکار کا نقشِ کفِ پا ہے

اور یہ جو شبستانِ فلک میں ہیں چراغاں
یہ بھی رخ زیبائے محمد ﷺ کی ضیا ہے

سرکار کا ہر ایک سخن زخموں کا مرہم
سرکار کی ہر ایک نظر عقدہ کشا ہے

سرکار کا ہر ایک نفس رشکِ مسیحا
سرکار کا ہر ایک قدم نورِ ہدیٰ ہے

اب اس سے زیادہ تمہیں کیا چاہیے اقبالؔ
تم اس کے ثنا خواں ہو جو ممدوحِ خدا ہے

☆

□
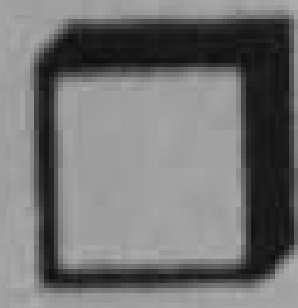
یہ فیضِ ہنر ہے نہ یہ اعجاز قلم ہے
میں نعت جو کہتا ہوں یہ آقا کا کرم ہے

اب اس سے بڑا کیا کوئی ہوگا مِرا اعزاز
پہچان مری نعتِ شہنشاہِ اُمم ہے

میں نعت تو کہتا ہوں مگر جی نہیں بھرتا
کتنی ہی ثنا کیوں نہ ہو لگتا ہے کہ کم ہے

الفاظ نہ افکار نہ اسنادِ سخنور
سرکار کی توصیف میں اخلاص اہم ہے

ہر وقت تصوّر میں ہیں طیبہ کی نمازیں
لگتا ہے مصلیٰؐ بھی مِرا صحنِ حرم ہے

ایمان کی دولت بھی تبرّک ہے انہی کا
اور سجدوں کی توفیق بھی آقا کا کرم ہے

اب کوئی نئی نعت عطاہو مجھے شاید
کچھ دل بھی دھڑکتا ہے مِرا، آنکھ بھی نم ہے

صد شکر کہ اقبالؔ بھی ہے ان کا ثنا خواں
جو ذاتِ گرامی شرفِ لوح وقلم ہے

☆

□
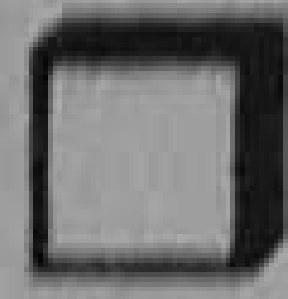
جا کے دروازے پہ اوروں کے صدا دوں کیسے
خود کو سرکار ﷺ کی نظروں سے گرادوں کیسے

ہاتھ پھیلاتے نہیں رحمتِ عالم کے فقیر
اس حقیقت کو میں دانستہ بھلادوں کیسے

ان کا ہر لفظ ہے وابستۂ فیضانِ رسول
بے وضو اپنی کوئی نعت سنادوں کیسے

کالی کملی ہی چھپا لے تو چھپالے اس کو
فردِ عصیاں میں کہیں اور چھپادوں کیسے

گرچہ تصویریں سجانے کا نہیں حکم مگر
حرم پاک کی تصویر ہٹادوں کیسے

خواب میں جس شہ خوباں نے نوازا ہے مجھے
خال وخد اس کے میں لفظوں میں بتادوں کیسے

یادِ طیبہ کے جو روشن ہیں مرے دل میں چراغ
ان چراغوں کو کہو خود ہی بجھادوں کیسے

اور سب کچھ میں بھلاسکتا ہوں اقبالؔ مگر
غم گُسارانِ مدینہ کو بھلادوں کیسے

☆

□
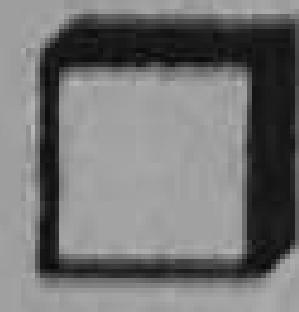
کوئی نبیؐ کو مِرا حال کیا سنائے گا
یہ میرے آنسو یہ لہجہ کہاں سے لائے گا

مرے تو سینے میں ہر سانس تک انہی کی ہے
وہ کون ہے جو انہیں دل میں یوں بسائے گا

مرے تو قلب کی دھڑکن بھی ہے انہی کا کرم
جو ان سے مجھ کو ملا ہے وہ کون پائے گا

بغیر دیدۂ بینا بغیر زادِ سفر
مِری طرح درِ اقدس پہ کون جائے گا

مجھے تو خود مِرے آقا نے یاد فرمایا
مجھے وہاں کا سفر کیا کوئی کرائے گا

مِرے دل پہ رقم ہے پتہ مدینے کا
مجھے وہاں کا پتہ کیا کوئی بتائے گا

مجھے تو نعت عطا ہوتی ہے مدینے سے
مجھے طریقِ ثنا کیا کوئی سکھائے گا

دیارِ پاک میں کیا کچھ مجھے نظر آیا
نہیں بتاؤں گا تم کو یقیں نہ آئے گا

جہاں بھی نعت کی محفل سجے گی اُس کے بعد
یقین ہے تمھیں اقبالؔ یاد آئے گا

☆

□
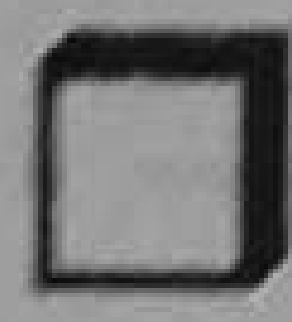
ہم نعت نہیں کہتے عبادات کریں ہیں
آقا کے وسیلے سے مناجات کریں ہیں

لمحوں میں بدل جاوے ہے عاصی کا مقدّر
آقا مِرے کچھ ایسی کرامات کریں ہیں

دامن میں سماوے ہے نہ جھولی میں کسی کی
آقا مِرے اس شان سے خیرات کریں ہیں

ہم جیسے گناہ گاروں کی بخشش کی غرض سے
وہ صرف دعاؤں میں بسر رات کریں ہیں

بک جاوے ہیں سرکارؐ کے اخلاق کے ہاتھوں
دشمن بھی اگر اُن سے ملاقات کریں ہیں

پھولوں کی مہک آوے ہے انفاس سے ان کی
موتی سے بکھر جاوے ہیں جب بات کریں ہیں

جب دینے پہ آجاوے ہیں سرکار ہمارے
بخشش میں شہنشاہوں کو بھی مات کریں ہیں

اور جن کا کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا
ان کی تو مخصوص مدارات کریں ہیں

ہم رحمتِ عالم کے فقیروں میں ہیں شامل
ہم اور گدائی کریں! کیا بات کریں ہیں

☆

□
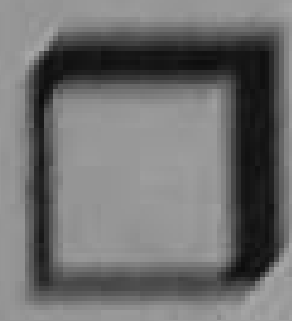
فراقِ طیبہ میں دن بہ مشکل تمام کرتی ہیں میری آنکھیں
یہی نہ پوچھو کہ کس طرح صبح و شام کرتی ہیں میری آنکھیں

بڑے سلیقے کے ساتھ ہوتی ہے پیشِ آقا میری حضوری
درود پڑھتی ہیں میری سانسیں سلام کرتی ہیں میری آنکھیں

یہ صرف آنسو نہیں ہیں میرے جو قطرہ قطرہ جھلک رہے ہیں
یہ ایک اندازِ گفتگو ہے کلام کرتی ہیں میری آنکھیں

حرم کی حرمت کا پوچھنا کیا کہ وہ تو کعبہ ہے اہلِ دل کا
وہاں کے ایک ایک ذرّے کا احترام کرتی ہیں میری آنکھیں

دیارِ اقدس کے ہر مکیں کو گلے لگاتی ہیں مخلصانہ
تو ہر گدا کو مودبانہ سلام کرتی ہیں میری آنکھیں

نہ خواب گاہوں میں اہلِ زر کی نہ رہ گزاروں میں تاجور کی
گدا ہیں جن کی انہیں کے در پہ قیام کرتی ہیں میری آنکھیں

بصد عقیدت سُنا سُنا کر کلام اقبالؔ محفلوں میں
عروجِ دینِ نبیؐ کا بھی اہتمام کرتی ہیں میری آنکھیں

☆

□
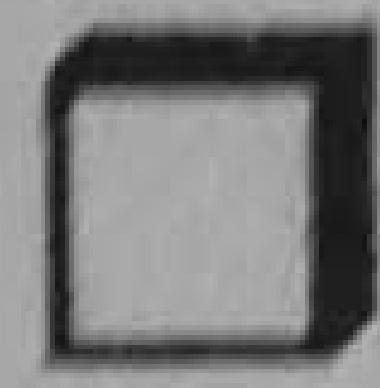
نہ مثلِ نعتِ محمدؐ ہنر ہنر کوئی
نہ مثلِ ذاتِ محمدؐ بشر بشر کوئی

جو ہم نے دیکھے ہیں نگری میں اپنے آقا کی
نہ ایسی شام نہ ایسی سحر سحر کوئی

مرے حضور کی چشمِ کرم کا کیا کہنا
نہ ایسا کیف نہ ایسی نظر نظر کوئی

نہ پوچھو کیا ہے کشش جالیوں میں روضے کی
نگاہ کیسے ہٹائے اِدھر اُدھر کوئی

تمام جلوے ہی جلوے تمام نور ہی نور
نگاہِ شوق سے دیکھے جدھر جدھر کوئی

قدم قدم پہ تقاضا کرے جو سجدوں کا
نہ ایسی راہ نہ ایسا سفر سفر کوئی

ہر ایک گوشہ دیارِ نبیؐ کا خلد نظر
نگاہ خیرہ سے دیکھے کدھر کدھر کوئی

چھلک پڑے جو کبھی گنہگار آنکھوں سے
نہ ایسا اشک نہ ایسا گہر گہر کوئی

ملے جو اذنِ حضوری کبھی ہمیں اقبالؔ
نہ ہوگی ایسی مبارک خبر خبر کوئی

☆

آخری نعت

(سفرِ آخرت پہ روانگی سے کچھ پہلے یہ نعت
ہسپتال میں فی البدیہہ لکھوائی گئی)

ظہور کرتی ہے جس دم سَحر مدینے میں
اذانیں دیتے ہیں دیوار و دَر مدینے میں

گلی گلی میں وہ سیلابِ نُور ہے جیسے
اُتر کے آگئے شمس و قمر مدینے میں

ہوا کے جھونکوں میں خوشبو بسی ہوئی ہے وہاں
درود پڑھتا ہے اک اک شجر مدینے میں

نہا کے خوشبو میں کوثر سے باوضو ہو کر
ادب سے آتی ہے شام و سحر مدینے میں

حریمِ پاک کی تا صبح پاسبانی کو
فرشتے جاگتے ہیں رات بھر مدینے میں

دیارِ پاک کا موسم بہشت کا موسم
ریاض خُلد ہے ہر رہ گزر مدینے میں

ادب شناس ہے موسم بھی اُس دبستاں کا
کہ محوِ خواب ہیں خیر البشرؐ مدینے میں

اِسی امید پہ جاری ہے اب سفر اقبالؔ
کہ ہو خدا کرے ختمِ سفر مدینے میں

......☆......

تعارفِ شاعر

پیدائش : میرٹھ (یوپی) ۸/جولائی ۱۹۱۳ء

آبائی وطن : قصبہ انبہٹہ ضلع سہارن پور

تربیتی ماحول : لکھنؤ اور اودھ کی گلیاں

تعلیم :۔

☆......بی۔اے ۱۹۳۴ء لکھنؤ یونیورسٹی

☆......ایم۔اے ۱۹۴۳ء آگرہ یونیورسٹی

☆......ریسرچ اسکالر ۵۲۔۱۹۵۱ء ڈھاکا یونیورسٹی

☆......سندِ معلّمی ۱۹۳۵ء ٹیچرس ٹریننگ کالج لکھنؤ

☆......خصوصی امتحانات، ہندی اور بنگلا

ملازمت :۔

۱۔ معلّم سرکاری مدارس، محکمہ تعلیم حکومت یو۔پی مارچ ۱۹۳۹ء تا جولائی ۱۹۵۰ء

۲۔ پروفیسر اور صدر شعبۂ اردو گورنمنٹ ڈگری کالج ڈھاکا اور چاٹگام۔
اگست ۱۹۵۰ء تا ۱۱ر پریل ۱۹۷۰ء

۳۔ ریسرچ آفیسر (عاریتاً) صوبائی سیکریٹریٹ مشرقی پاکستان
جولائی ۱۹۶۶ء تا اپریل ۱۹۷۰ء

تصنیف وتالیف

۱۔مشرقی بنگال میں اردو (لسانی وادبی تذکرہ) ۲۔ مضراب (غزلوں کا پہلا مجموعہ)

۳۔مضراب ورباب (غزلوں کا دوسرا مجموعہ) ۴۔لب کشا۔نعتیں/غزلیں

۵۔نادیدہ (غزلیں) ۶۔ چراغ آخرشب

۷۔ماحصل غزلیں (کلیات) ۸۔اقبال عظیم (شخصیت، منتخب اشعار)

۹۔قابِ قوسین (نعتوں کا مجموعہ) ۱۰۔پیکرِ نور۔۱۱۔زبورِ حرم

اغلاط نامہ

انتہائی کوشش کے باوجود کچھ غلطیاں صحیح ہونے سے رہ گئیں ہیں، جو کتاب چھپنے کے بعد نظر آئی ہیں۔ان غلطیوں کی اصلاح اس طرح کر لیجئے:۔

صفحہ نمبر ۱۲۶۔ پہلے شعر کا پہلا مصرع اس طرح پڑھا جائے:

یہ خوشبو کچھ مجھے مانوس سی محسوس ہوتی ہے

صفحہ نمبر ۱۲۶۔ تیسرے شعر کا دوسرا مصرع اس طرح پڑھا جائے:

مجھے اب روشنی ہی روشنی محسوس ہوتی ہے

صفحہ نمبر ۲۷۷۔ چوتھے شعر کا پہلا مصرع اس طرح پڑھا جائے:

ایسا کوئی سرتاج کہیں ہو تو دکھا دے

صفحہ نمبر ۲۸۲۔ تیسرے شعر کا دوسرا مصرع اِس طرح پڑھا جائے:

نعت میں ڈھل کر مرے حُسنِ بیاں تک آ گیا

علاوہ ازیں کچھ صفحات پر نمبر غلط پڑ گئے ہیں

صفحہ نمبر ۲۵۳ کی جگہ صفحہ ۳۵۳ لکھا گیا ہے

صفحات ۳۳۰، ۳۳۱ اور ۳۳۲ بالترتیب ۲۳۰، ۲۳۱ اور ۲۳۲ لکھے گئے ہیں۔

کچھ مقامات پر کچھ نقطے اور نشانات ہیں جو اضافی ہیں اُن کو برائے مہربانی نظر انداز کر دیں۔